سلسلۂ تصانیفِ حالی
نمبر ۳

مکتوباتِ حالی
حصۂ اوّل

یعنی

شمس العلما مولوی خواجہ الطاف حسینؒ صاحب حالی مرحوم و مغفور
کے
خطوط اُن کے اعزّہ و احباب کے نام
جنکو

خواجہ سجاد حسینؒ صاحب خلف مولانا حالی مرحوم نے جمع اور تالیف کر کے شائع کیا
اور ۱۹۲۵ء میں
خواجہ فرزند علیؒ مالک و مہتمم حالی پریس نے

بہ اجازتِ مولف
حالی پریس پانی پت میں چھپایا

حالی پریس پانی پت

ایک عرصہ سے پانی پت میں ایک مطبع جاری کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ مولانا حالی کی زندگی میں اُن کے دوست جناب مولانا وحید الدین صاحب سلیم نے ایک مطبع اسی نام کا جاری کیا تھا جو چند سال نہایت مفید کام کرنے کے بعد بند ہوگیا۔ اب میں نے اپنے نانا جان (مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم و مغفور) کی یادگار میں ایک نیا مطبع بنام حالی پریس جاری کیا ہے۔ اس کا مقدم مقصد یہ ہے کہ مولانا حالی مرحوم کی تمام تصانیف ایک سلسلہ کی صورت میں اور ایک تقطیع پر چھپوائی جائیں۔ اور اُن کی تصحیح کا پورا پورا اہتمام کیا جائے۔ اس کے علاوہ کوشش کی جاتی ہے کہ اُجرت کا کام عمدہ اور جلدی کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو کفایت کے ساتھ کیا جائے۔ پریس کی کامیابی اور اُسکی ترقی افسرانِ محکمہ جات اور رؤسا اور پبلک کی سرپرستی اور توجہ پر منحصر ہے۔ اگر یہ حاصل ہوگئی تو ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ پریس اس سرپرستی کا پورے طور پر مستحق ثابت ہو۔

تصانیف حالی

۱۔ مولود شریف۔ یہ کتاب پہلے کبھی نہیں چھپی۔ اس کا مکمل اور مجلد مسودہ مولانا مرحوم کا دستخطی صاف کیا ہوا حال ہی میں دستیاب ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظمت اور محبت مولانا مرحوم کے دل میں تھی وہ اس کے ایک ایک لفظ سے مترشح ہوتی ہے۔ نئے خیالات کے لوگ اس کو دلچسپ پائیں گے۔ خاصکر پرانے خیالات کے مسلمان اسکو زیادہ پسند کرینگے۔ کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیے قیمت عمر
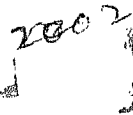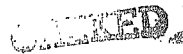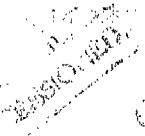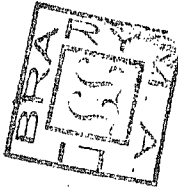
مقدمہ

مکتوباتِ حالی

(نوشتہ جناب مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ سکریٹری انجمن ترقی اردو و انسپکٹر تعلیمات اورنگ آباد)

دنیا میں بڑے آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا ہم ادب و احترام کرتے ہیں دوسرے وہ جن سے ہم محبت کرتے ہیں۔ ادب ہم ان اولوالعزم اور عالی حوصلہ مدبروں اور وطن پرستوں اور باکمال حکیموں اور ادیبوں کا کرتے ہیں جن کی حیرت انگیز جد و جہد، قربانیوں اور عظیم الشان کاموں اور تدبیروں نے اور جن کے علم و کلام نے ایک عالم کو فیض پہنچایا۔ اور روشن سورج کی طرح دنیا سے تاریکی کو مٹایا۔ محبت ہم ان سے کرتے ہیں جن کی پاک سیرت، خوش اطواری اور خوش اخلاقی دل کے موہنے میں وہی کام کرتی ہے جو چودھویں رات کی چاندنی۔ ان کے پاس سے جو اٹھا کچھ لے کر اٹھا اور ان کے پاس جو گیا وہ کچھ بن کر آیا۔ مولانا حالی ان پاک نفسوں میں سے ہیں جن کا ہم ادب بھی کرتے ہیں اور ان سے محبت بھی۔

اُن کے کلام نے اردو شاعری میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور یہ اُسی کا طفیل ہے کہ آج اردو شاعری کا قدم ترقی کی طرف نظر آتا ہے۔ اور اسی طرح اُن کی متین اور جچی تلی نثر اور تنقید نے اردو ادب میں ایسا بیش بہا اضافہ کیا ہے کہ جس کا اعتراف ہر صاحبِ ذوق کرتا ہے۔ یہ چیزیں ہمارے دلمیں اُن کا ادب و احترام پیدا کرتی ہیں۔ دوسری طرف اُن کی سیرت ہے۔ اُن کے پاکیزہ اخلاق و اطوار۔ اُن کی دلسوزی اور ہمدردی کا دلوں پر اثر پڑتا تھا۔ وہ کوئی بہت بڑے جادو بیان یا خوش تقریر نہ تھے مگر اُنکی باتوں میں کچھ ایسا خلوص تھا کہ لوگوں کے دل خود بخود اُنکی طرف کھچ جاتے تھے۔ وہ کبھی کسی کی مذمت یا بُرائی سے اپنی زبان آلودہ نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی نرمی اور خوش اسلوبی سے روکتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جن لوگوں نے اُن پر سخت اور بیجا تنقیدیں کیں اُن کو بھی اُنھوں نے سراہا۔ اگر کوئی شخص ایسا کام کرتا اور کوئی ایسی چیز لکھتا جسمیں ذرا بھی خوبی کا پہلو ہوتا تو اُس کی دل افزائی فرماتے اور خوش ہوکر تعریف کرتے تھے۔ ہمدردی کا یہ حال تھا کہ دوسروں کا درد دیکھ کر خود تڑپنے لگتے تھے۔ باوجود ایک اعلیٰ پایہ کے ادیب اور شاعر ہونے کے مزاج میں بیحد انکسار اور فروتنی تھی۔ یہ وہ خوبیاں تھیں جو دلوں میں گھر کر لیتی تھیں اور اُن کی طرف سے محبت پیدا کرتی تھیں۔ اگرچہ خطوں کے اس مجموعے میں جو اب چھپ کر شائع ہوا ہے زیادہ تر خط ایسے ہیں جو عزیز و اقارب کے نام ہیں اور جن میں روزمرہ کی معمولی باتیں۔ آئے دن کے آلام و افکار۔ اپنی اور دوسروں کی بیماری اور مصیبت کا ذکر ہے مگر اُن میں بھی ایک بات پائی جاتی ہے۔ علاوہ ان کے بہت سے خط احباب اور ہمعصروں کے نام ایسے بھی ہیں جنھیں اُن کے دلی خیالات اور اُن محاسن کا پتہ لگتا ہے جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔

ان میں سے اکثر خط اُس وقت کے لکھے ہوئے ہیں جب وہ سرسید مرحوم کی سوانح عمری لکھ رہے تھے۔ اِس قابلِ قدر اور بے مثل کتاب کے لکھنے میں اُنھوں نے بیحد محنت اور جانفشانی اور کاوش سے کام کیا۔ اور باوجود اپنی بیماری۔ خانگی پریشانیوں اور

جھگڑوں اور ایک نواسے کے لاعلاج مرض کے جس نے اُن کی زندگی تلخ کر دی تھی - وہ برابر اسے لپٹے رہے اور کئی سال تک خونِ جگر کھانے کے بعد اُسے تمام کیا - جو کتاب اسقدر دماغ سوزی - زحمت اور مسلسل کوشش اور جگرکاوی کے بعد لکھی گئی تھی جب وہ شائع ہوئی اور اُن لوگوں کی طرف سے بے اعتنائی ظاہر ہوئی جن سے خاص طور پر یہ توقع تھی کہ وہ اسکی قدر کریں گے اور جو سر سید مرحوم کے فدائی - ساتھی اور ہمدرد تھے - تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو اس کا قلق ہوا - چنانچہ وہ ایک صاحب کو جو نواحِ علیگڈھ کے رئیس اور روشن خیال - صاحب ذوق اور صاحب علم ہیں - یہ لکھتے ہیں :

"ڈیڑھ مہینے سے زیادہ عرصہ ہوچکا کہ حیاتِ جاوید کی جلدیں تینوں قسم کی ڈیوٹی شایع ہو پہنچ گئیں - مجھے یقین تھا کہ آپ نے ضرور وہاں سے منگوالی ہوگی - کیونکہ اگر مصنف قابل وقعت نہ تھا تو ہیرو بلا شبہ ایسا تھا کہ اُس کی بائیوگرافی دیکھنے کا خاص کر آپ جیسے لوگوں کو ضرور مشتاق ہونا چاہیئے تھا مگر جہاں تک خیال کیا جاتا ہے مصنف کی بے وقعتی نے ہیرو کی بھی قدر گھٹا دی ہے - جن لوگوں سے یہ امید تھی کہ اس کتاب کے منگوانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے اُن کی طرف سے سرد مہری کے سوا ہیں نے اب تک کچھ نہیں دیکھا اگرچہ اس قلیل عرصہ میں کتابیں توقع سے زیادہ فروخت ہوگئی ہیں مگر ایسی قدردانی سے وہی شخص خوش ہو سکتا ہے جو تجارت کے سوا تصنیف و تالیف کا کوئی اور مقصد خیال نہیں کرتا بلا شبہ میں نے کسی سے اشتہار یا ریویو وغیرہ لکھنے کی خواہش ظاہر نہیں کی مگر میرا خواہش نہ کرنا اس بات کا ہرگز مقتضی نہ تھا کہ سر سید کا کوئی دوست اس کتاب کا بالکل نوٹس نہ لے - اور اخباروں کو جانے دیجئے علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ جسکو سر سید کی یادگار کہا جاتا ہے اور جس کا اہتمام محمڈن کالج کے آنریری سکرٹری اور سر سید کے جانشین اور اُن کے زبدۂ احباب کے ہاتھ میں ہے آج تک حیاتِ جاوید کی نسبت اُسمیں ایک حرف نہیں لکھا گیا - اگرچہ میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ سر سید کی لائف جیسی کہ چاہیئے تھی

ویسی مجھ سے نہیں لکھی گئی۔ لیکن اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں نے باوجود اپنی ناقابلیت کے اس بارگراں کو اپنے ذمہ لے کر سرسید کے تمام احباب اور حواریوں کو ایک فرض کفایہ سے سبکدوش کیا ہے اور اس لیے میں اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ سرسید کے احباب اگر اس تصنیف کو پسند نہ کریں گے تو اس کی اشاعت میں ضرور مدد دیں گے مگر آج تک کسی نے اس کی بات بھی نہ پوچھی بلکہ بجائے امداد کے بعض اصحاب توقع رکھتے ہیں کہ ان کی خدمت میں ایک ایک کاپی ہدیۃً پیش کی جائے .... صاحب نے سرسید کی زندگی میں وعدہ کیا تھا کہ پانسو روپیہ کی کتابیں خرید کر کالج کو دونگا مگر میں سرسید کو اور اپنے تئیں بڑا خوش قسمت سمجھوں گا جب یہ سنونگا کہ انہوں نے کوئی کاپی ڈیوٹی سے خرید فرمائی ہے اور اس کو مطالعہ کے لائق سمجھا ہے۔ آپ یقین جانیے کہ میں اس زمانہ کی لٹریری ترقی کے آگے ایسے لوگوں کی تحریرات کو جو میری طرح محض اردو فارسی کے مرد میدان ہیں لاشے محض جانتا ہوں مگر بگڑی جو اپنا جالا پورنے میں منتہائے طاقت صرف کرتی ہے وہ اسی کو حریر و اطلس بلکہ ان سے بھی زیادہ گرانقدر تصور کرتی ہے۔"

یہ مولانا کے انتہائی رنج اور صدمہ کا اظہار ہے ورنہ وہ ایسے نیک مزاج اور شریف النفس تھے کہ تحریر میں تو کیا زبان پر بھی کسی کی شکایت نہیں آتی تھی اور یہ بھی انہوں نے ایک خانگی خط میں لکھا ہے اور وہ بھی ایک ایسے صاحب کو جو ان کے اور اچھی کتابوں کے قدردان تھے اور جن سے ایک حد تک بے تکلفی بھی تھی۔ اور پھر وہ ایک عام حالت کا نقشہ ہے جس کا بیان کرنا کچھ ایسا معیوب نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس خط سے رنج اور صدمہ کا اظہار ہوتا ہے اور ایک طرح کی شکایت بھی پائی جاتی ہے لیکن دیکھا جائے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی کے لیے دل شکن ہو۔ اگر ان کے بعض نامور معاصر مصنفین کی تحریروں یا خطوں سے مقابلہ کیا جائے جو انہوں نے ایسے موقعوں پر لکھی ہیں تو یہ تحریر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس شخص کے صدمے اور رنج کی

انتہا یہ ہو وہ کیسا پاک بصیرت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سرسید کی دل سے قدر کرتے تھے اور سرسید کو مرے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ابھی سے ان لوگوں کا جو سید کی محبت اور جاں نثاری کا دم بھرتے تھے یہ حال ہے تو انہیں بہت شاق گذرا۔ گھاؤ تازہ تھا پھوٹ پڑا۔

اس خط میں ایک دوسری حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا ہے جو بہت ہی قابل افسوس ہے ہمارے ہاں کے متمول اور صاحب ثروت لوگ کسی تصنیف کی قدر کرنا تو کجا خرید کر پڑھنا بھی نہیں جانتے اور اس بات کے متوقع رہتے ہیں کہ مصنف اُن کی خدمت میں اُس کا نسخہ ہدیۃً پیش کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں کی بہتر سے بہتر کتاب بھی اتنی نہیں بکتی جتنی دوسرے ممالک میں معمولی درجے کی کتابیں فروخت ہو جاتی ہیں۔ سرسید کے احباب کی اس بے اعتنائی کا اُن کے دل پر اس قدر اثر تھا کہ انہیں تاریخوں میں ایک خط میں جو انہوں نے اپنے ایک نیاز مند کے نام لکھا ہے اُس دُکھڑے کو پھر رویا ہے۔ چونکہ یہ ایسی بپتا ہے جس میں ہم سب مبتلا ہیں اس لیے اس خط کے ایک حصے کے نقل کرنے کے لیے کسی معذرت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

"میں ہرگز یہ خیال نہیں کرتا کہ میں نے اس عجیب و غریب شخص کی بائیوگریفی لکھنے کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے بلکہ مجھے اپنی کمزوریاں اور لغزشیں بخوبی معلوم ہیں۔ اور میں علی الاعلان اقرار کرتا ہوں کہ مجھ سے اس بائیوگریفی کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ لیکن میں نے اپنی طرف سے کوشش کرنے میں کمی نہیں کی اور چھ برس تک اس کام کے سوا دوسری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ کسی متنفس نے قلم یا درم سے براہِ راست اس کام میں مجھے مدد نہیں دی (الا ماشاء اللہ) پس اگرچہ یہ کام فی نفسہٖ کچھ قدر کے لائق نہ ہو مگر اس لحاظ سے کہ میں نے اس کے سرانجام کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کی ہے ضرور توجہ کے لائق ہے۔

.... میں اس موقع پر آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جب میں نے

مسدس مد و جزر اسلام کا پہلا اڈیشن نکلا اور اس کی ایک جلد سرسید مرحوم کے پاس بھیجی تو بغیر اس کے کہ میں نے اُن مرحوم سے کوئی درخواست کی ہو۔ فوراً مجھ سے پوچھا کہ آپ نے اس کی کتنی جلدیں چھپوائی ہیں - میں نے جواب لکھ بھیجا - اُنہوں نے اُسی وقت ایک فہرست اپنے احباب کی مجھے لکھ بھیجی کہ اتنی جلدیں فلاں دوست کو اور اتنی فلاں کو اور اتنی وہاں اور اتنی وہاں بھیج دو - اور اپنے دوستوں کو لکھ بھیجا کہ کتابیں پہنچتے ہی قیمت مصنف کے پاس بھیج دیجئے - چنانچہ [illegible] جس قدر جلدیں چھپوائی تھیں سب فروخت ہوگئیں اور دوسرا اڈیشن چھپوانے کی ضرورت ہوئی - افسوس ہے کہ یہ خیالات وہ شخص اپنے ساتھ لے گیا - اب اُن کے بڑے بڑے ذی مقدور دوست اس بات کے متوقع ہیں کہ اُن کی جناب میں کتابیں مفت نذر کی جائیں - بعضے قیمت بہت گراں بتاتے ہیں اور یہ تو کسی سے بھی امید نہیں کہ مصنف کی محنت کی داد دیجائے یا کچھ قدر کی جائے ؎

سوختیم و سوزشِ ما بر کسے ظاہر نشد
چوں چراغانِ شبِ مہتاب بیجا سوختیم"

یہ خط بہت پردرد ہے - خط کیا ہے ہماری قوم کی ناقدردانی کا مرقع ہے - اگرچہ اس خط کو لکھے چوبیس برس ہوئے ہیں اور ملک کے خیالات میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہوگیا ہے لیکن علمی قدردانی میں کچھ انیس بیس ہی کا فرق معلوم ہوتا ہے - ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ " جس چیز کی خریداری کا مدار زیادہ تر مسلمانوں پر ہوگا اُس کا رونق اور فروغ پانا معلوم "۔

علی گڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ اُنہیں کمال ہمدردی تھی - ان معاملات میں قلمے - درمے - قدمے - ہر طرح کی مدد کرنے پر آمادہ رہتے تھے - انکی تائید اور ہمدردی میں ایسی ایسی بے مثل اور بیش بہا نظمیں لکھی ہیں کہ اُن کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی - اُن کا ایک ایک شعر ہزاروں اور لاکھوں روپے کے چندہ پر بھاری ہے

اِن خطوں میں بھی کالج اور کانفرنس کا جابجا ذکر آتا ہے اور جو کچھ اُن سے ہو سکتا ہے اُسکے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے۔ خود شریک ہوتے ہیں۔ دوسروں کو شرکت پر آمادہ کرتے ہیں چندے کرتے ہیں۔ رائے دیتے ہیں۔ دوسروں کو رائے دینے اور کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں مسلمانوں کی تعلیم سے بیحد شغف تھا اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ بغیر تعلیم کے یہ قوم کبھی نہیں پنپے گی۔ اپنے وطن پانی پت میں انہوں نے تعلیم کی بہت کچھ اشاعت کی۔ اپنے خاندان والوں کے سوا دوسروں کو بھی تعلیم کیطرف متوجہ کیا اور انکے لیے آسانیاں پیدا کیں یا ہر قسم کی امداد دی۔ پانی پت میں ایک اچھا کتب خانہ بھی قائم کیا

اِن خطوں سے مولانا کی بعض عادتوں اور خصلتوں کا بھی پتہ چلتا ہے اور جو لوگ اُن سے ذاتی طور پر واقف نہیں وہ بھی انہیں پڑھ کر بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ اُن میں کس قدر ہمدردی اور شفقت تھی۔ جب اپنے کسی عزیز یا دوست کو دیکھتے تھے کہ اس سے کچھ لغزش ہوگئی ہے یا کسی معاملہ میں ضرورت سے زیادہ سخت ہے تو وہ اِس قدر نرمی اور محبت سے سمجھاتے تھے یا اُس کا پیرایہ ایسا اختیار کرتے تھے کہ سننے والے کو کبھی برا نہیں معلوم ہوتا تھا بلکہ اُن کے کہنے کا اثر ہوتا تھا۔ مثلاً وہ اپنے ایک دوست کے فرزند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"معلوم نہیں کہ انہوں نے میرے عرض کرنے پر کوئی مشغلہ اختیار کیا یا نہیں اُن کو خدا تعالیٰ نے ایسی لیاقت دی ہے کہ ملک و قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور چونکہ عنایتِ الٰہی سے تلاشِ معاش کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے اُن کے علمی مشغلوں میں کوئی چیز مزاحم نہیں ہو سکتی۔ میرے نزدیک صرف کتابوں اور اخباروں کا مطالعہ کرنا اور کوئی عملی کام نہ کرنا اپنے علم کی ناقدردانی اور اپنی قیمتی زندگی کو رائگاں کھونا ہے اِس موقع پہ میں اپنی ذیل کی رباعی لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ عزیز موصوف بھی اسکو پڑھیں اور اگر وہ درحقیقت سودیشی تحریک کو دل سے پسند کرتے ہیں تو اس رباعی پہ عمل کریں۔ رباعی:

یہ ہے سیل

یارو نہیں وقت عیش و آرام کا یہ — موقع ہے اخیر فکرِ انجام کا یہ

بس حبِ وطن کا جب چکے نام بہت — اب کام کرو وقت ہے کام کا یہ

مولانا کا ایک نواسہ ہے جو ایک لاعلاج مرض میں مبتلا تھا۔ اور جوں جوں اسکے دورے بڑھتے جاتے تھے اُس کا مزاج نازک ہوتا جاتا تھا۔ مولانا اس کی اس طرح ناز برداری کرتے تھے کہ ماں باپ بھی نہیں کر سکتے۔ دنیا بھر کا کوئی علاج ایسا نہ تھا جو انہوں نے نہ کیا ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کا تو کیا ذکر ہے آئیں سے تو شاید ہی کوئی چھوٹا ہو۔ اگر کسی اتائی کو بھی سن پاتے ہیں کہ وہ اس بیماری کا علاج کرتا ہے تو وہاں پہنچتے ہیں۔ اگر کسی عامل کو سن پایا تو اس کے پاس دوڑے پھرتے ہیں۔ کسی دوست نے کوئی نسخہ بتا دیا تو اُس پر عمل کرنے پر آمادہ ہیں۔ غرض اسکی وجہ سے مولانا کی زندگی تلخ تھی۔ وہ ایک بار اپنے چچا کے ہاں جاتا ہے اُسوقت مولانا نے اُسے ایک خط لکھا ہے جسمیں انہوں نے ددھیال اور ننھیال والوں کے برتاؤ کا فرق بتایا ہے اور پھر کس کس طرح سمجھایا ہے کہ اُسے وہاں کس طرح رہنا چاہیئے۔ اس میں ایسی کام کی، بچہ پنی، دور اندیشی کی باتیں لکھی ہیں کہ ایک بچہ بھی پڑھ سکے اور سمجھ سکے اور اثر قبول کرے۔ افسوس کہ یہ خط کسی قدر طویل ہے اور ہم اُسے نقل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ یہ معمولی باتیں ہیں۔ لیکن انہیں چیزوں سے ایک انشا پرداز کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اپنے ایک نیاز مند کو لکھتے ہیں " اسلام نمبر میں آپ کا مضمون پڑھ کر بہت لطف آیا۔ نہایت پرزور مضمون لکھا ہے .... آپ ہی کا حصہ تھا۔ مگر بوستش فار ان پالیسی پر اس میں جابجا لوک جھوک کی گئی ہے وہ سراسر خلاف مصلحت ہے .... میں نہیں جانتا کہ مضمون کا کس قدر حصہ باقی رہا ہے۔ اُسمیں ہندوستان کی مسلمان ریاستوں کا ذکر ہوگا یا نہیں۔ اگر آپ کی یہی رواست گفتاری رہی تو ندا آپ اس

سلسلہ کو چھیڑنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیے" نصیحت کی تلخی کو کس طرح تعریف کی شیرینی سے گوارا کر دیا ہے۔

ایک دوست کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تعزیت کا خط لکھا ہے اُس میں تحریر فرماتے ہیں "اگرچہ یہ موقع نصیحت و پند کرنے کا نہیں ہے مگر میں اس مقام پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ خدا کے تمام کام حکمت اور مصلحت سے بھرے ہوتے ہیں۔ بہت سی باتوں کو ہم مکروہ جانتے ہیں مگر وہ ہمارے حق میں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ اتفاقاتِ تقدیری سے جو آپ کو یہ آزادی حاصل ہو گئی ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے اور اس سے کچھ کام لینا چاہیئے آپ کو معلوم ہے کہ سید احمد خاں صاحب نے جو اس قدر شہرت اور عزت ملک و قوم کی نظر میں حاصل کی اس کا کیا سبب ہے؟ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ صرف اسی وجہ سے اُن کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ اُن کی اہلیہ اُن کی جوانی میں مر گئی تھیں۔ بہت سے لوگوں نے دوسری شادی کی صلاح دی مگر انہوں نے ایک نہ مانی اور اپنے بچوں کو اپنے کنارِ شفقت میں لیا اور اُن کی تعلیم و تربیت میں کوشش کی اور اپنی دماغی طاقتوں سے جو بسبب تجرد کے اور زیادہ سرسبز اور شگفتہ ہو گئی تھیں وہ کام لیے جنہوں نے آج اُن کو تمام ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں مشہور اور نامور کر دیا۔ اگر وہ دوسری شادی کر لیتے تو ہرگز یہ رتبہ اُن کو حاصل نہ ہوتا۔ آپ کے لیے یہ نہایت عمدہ موقع ہے کہ آپ ہمہ تن اولاد کی تربیت میں مصروف ہو جائیے اور نوکری بھی چاہے کرو چاہے نہ کرو۔ اور اگر زیادہ ہمت ہو تو خود بھی تحصیل علم کرو اور ہرگز دوسرا خیال دل میں نہ لاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ پھر نہ اولاد کی تم کچھ خبر لے سکو گے اور نہ اپنی زندگی کا کچھ مزا اُٹھاؤ گے بلکہ زندگی تلخ ہو جائیگی اور اولاد بے علم رہ جائے گی اور اُن کو آپ سے کچھ محبت و الفت نہ رہے گی۔ اگر اُن کو اپنا قوتِ بازو بنانا چاہتے ہو اور اپنی زندگی تلخ کرنا نہیں چاہتے اور اولاد کو علم و ہنر سکھانا چاہتے ہو تو کمال صبر و سکون اور عفت و پاکدامنی کے ساتھ تجرد اور آزادی میں بسر کرو۔"

جب کوئی اُن کی تعریف و ستائش کرتا تو اُس کا جواب یا شکریہ تو لکھتے مگر بڑی خوبی سے ٹال جاتے تھے۔ اور بعض اوقات اپنے متعلق کبھی رائے دینے سے نہیں چوکتے تھے۔ مثلاً ایک خط میں لکھتے ہیں "میں آپ کے ریمارکس کا جو آپ نے میری نثر کی نسبت کیے ہیں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر سچ یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے ہمعصروں کی نظم و نثر پر صحیح رائیں اُس وقت تک جب تک کہ ہم اور ہمارے طرفدار یا ہمارے مخالف دنیا میں موجود ہیں قائم نہیں ہو سکتیں بلکہ خود ہم میں سے کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ اسکے اسٹائل میں کونسی ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے وہ اُس کو اوروں کی طرز پر ترجیح دے سکتا ہے ؎

می گریم و اندگریہ چو طفلم خبرے نیست
و دل ہوسے ہست و ندانم کہ کدام است"

شبلی اسی شخص نے جب حیاتِ جاوید پر تبصرہ کیا اور کتاب کی بہت تعریف کی تو اُس کے جواب میں لکھتے ہیں "حیاتِ جاوید پر آپ کا ریویو دیکھا۔ جو کلمات بتقاضائے محبت تصنیف اور مصنف کے حق میں بے اختیار آپ کے قلم سے ٹپک پڑے ہیں اگرچہ میں اپنے تئیں اُن کا مستحق نہیں سمجھتا لیکن بہرحال آپ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض جانتا ہوں۔ یہ وہی خصلت ہے جسکو اہلِ ایران یار فروشی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور ہماری زبان میں چھیڑ ک چھیڑک کر بیچنا کہتے ہیں۔"

ایک عزیز کو اکسٹرا اسسٹنٹی کا عہدہ ملا تو انھوں نے مولانا کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں کی سعی اور محنت کی بدولت ہے۔ مولانا اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ "جو باتیں تم نے میری نسبت لکھی ہیں یہ محض تمہاری سعادتمندی اور کسی قدر تمہاری نادانی کی دلیل ہے۔ بفرضِ محال میری کوشش کو تمہاری کامیابی میں کچھ دخل ہو بھی تو اسکو تقریباً ایسا ہی سمجھنا چاہیے جیسا کہ ایک باپ کی کوشش کو بیٹے کی کامیابی میں

ہوتا ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا رہے گا (تعجب کی وہ باتیں ہیں جو آجکل دنیا میں لوگ کر رہے ہیں۔ غیروں کے بچوں کو تعلیم دلواتے ہیں۔ اپنی بساط سے زیادہ اُن کی امداد کرتے ہیں۔ تمام قوم کے لیے ویسی ہی کوششیں کرتے ہیں جیسے کسی خاندان کا سرپرست اپنے خاندان کے لیے کرتا ہے۔ اپنی جان اور مال اور وقت اور دل و دماغ کو قوم کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ قوم کی طرف سے اُن پر گالیاں پڑتی ہیں مگر وہ قوم کا خیال نہیں چھوڑتے اور رات دن اسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کا ہم کو اور تم کو اور تمام قوم کو دل و جان سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور انھیں کا صدقہ ہے کہ ہماری قوم میں کسی قدر آپس کی ہمدردی کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔"

مولانا کے مزاج میں مزاح بھی تھا مگر بہت لطیف۔ چنانچہ ان خطوں میں کبھی کہیں کہیں اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ مثلاً وہ نواب محسن الملک مرحوم کے متعلق ایک خط میں لکھتے ہیں "اُن کا ارادہ ایسا ہی ہے جیسا ہر مسلمان حج کا ارادہ رکھتا ہے" یا وہ اپنے ایک نیاز مند کو لکھتے ہیں کہ "آپ کا آرٹیکل جو علی گڈھ کالج کی شورش کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں نکلا ہے۔ میں نے کئی دفعہ پڑھا۔ اُس کا زور سچائی اور فصاحت دیکھ کر طبیعت نہایت خوش ہوئی .... کی حقیقت پر جو پردہ پڑا ہوا تھا آپ نے اِس طلسم کو بالکل توڑ دیا۔ سب سے زیادہ سچی بات جو آپ نے لکھی ہے وہ ٹرسٹیوں کی غفلت اور بے پروائی کا ذکر ہے۔ ایک دانشمند کا قول ہے کہ جب کسی بدصورت آدمی پر لوگ کوئی پھبتی کہیں اور قہقہے لگائیں تو وہ بھی ان قہقہوں میں شریک ہو جائے۔ چونکہ میں بھی ننگ ٹرسٹیان ہوں اسلیے میں بھی ٹرسٹیوں کی ندامت میں اُن کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔"

چونکہ مولانا ایک مشہور اور نامور شخص تھے اِس لیے اکثر عزیز اور احباب

انہیں سفارشوں کے لیے تنگ کرتے رہتے تھے - ایک ایسی ہی فرمائش پر وہ لکھتے ہیں "شاید تم اور اور لوگ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ مجھے ہندوستان کی اطراف وجوانب میں ہزاروں آدمی جانتے ہیں - اکثر معزز اور ذی اختیار لوگوں سے بھی مجھے تعارف ہے اور اکثر بزرگ میری عزت کرتے ہیں - پس میں جس کی جہاں کہیں سفارش کروں گا وہ ضرور کامیاب ہوگا - لیکن اے عزیز یہ خیال بالکل غلط ہے - دنیا دار المعاوضہ اور دار المکافات ہے - جو شخص کسی کے ساتھ کچھ سلوک کرتا ہے کسی نہ کسی عوض اور بدلہ کی توقع پر کرتا ہے - میں تمہاری ایک سفارش اس لیے منظور کرتا ہوں کہ مجھے تم سے دس فرمائشیں کرنے کا موقع ملے - پس ایسے شخص کی سفارش جس سے کسی طرح کا عوض متوقع نہ ہو کیونکر کارگر ہو سکتی ہے - جب میں زمانہ کی نگاہ میں اپنی قدر و منزلت کا اندازہ کرتا ہوں تو اس سے زیادہ نہیں پاتا کہ ایک مشہور گویا جہاں کہیں جاتا ہے اُمرا اُس کی خاطر کرتے ہیں اور اگر وہ خود نوکری چاہتا ہے تو تھوڑی بہت نوکری بھی اُسے ہر جگہ مل جاتی ہے - لیکن اگر وہ گھر بیٹھے اپنے دوستوں اور عزیزوں کی سفارشیں کرنی اختیار کرے تو کوئی اُس کی طرف اصلا التفات نہیں کرتا - یہی میرا حال ہے"

مولانا نے ایک الہامی نامہ بھی لکھا تھا - جو اُن کی زندگی میں شائع نہیں ہوا - کیونکہ اُس میں ہر فرقے اور ہر گروہ پر چوٹ ہے - چند جملے اُنہوں نے اپنے ایک خط میں لکھے ہیں مثلاً

المذہب - اعلانِ جنگ

الدّین - تقلیدِ آبا و اجداد

العلم - قسمے از جہلِ مرکّب

الامتحان ۔ آزمائش لیاقت ممتحنان

الیونیورسٹی ۔ کارخانہ کلرک سازی

العلی گڈھ پارٹی ۔ شہید وفا

العلی گڈھ کالج ۔ پرورشگاہ طفلاں بدست مائندران

الکمیشن ۔ وجہ موجبہ برائے فیصلہ یک طرفہ

ان خطوں میں کہیں کہیں ادبی نکات بھی ملتے ہیں مگر بہت کم۔ یہ زیادہ تر کاتب یا پوچھنے والے پر منحصر ہے۔ کسی نے کوئی بات پوچھی ہے تو اس کا جواب معقول دیدیا ہے۔ علاوہ اسکے یہ مجموعہ کامل نہیں ہے۔ بہت سے ایسے خط ہوں گے جو تلف ہو گئے ہیں یا قابل مرتب کے ہاتھ نہیں لگے۔

ان خطوں سے ایک اور حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ جواہرات حالی میں جو حالی میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نے پانی پت سے شائع کی ہے۔ بعض نظمیں چھوٹے بچوں کے لیے مولانا کے نام سے درج ہیں۔ ان میں سے اکثر نظمیں مولانا کی لکھی ہوئی نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے خلف الرشید خواجہ سجاد حسین صاحب سے اُن کے انسپکٹر تعلیمات نے بعض انگریزی نظموں کے ترجمہ کی فرمائش کی۔ انھوں نے ہامی بھرلی اور مولانا کو لکھا۔ مولانا کو طوعاً کرہاً قبول کرنا پڑا۔ لیکن اس زمانہ میں مولانا علیل تھے اور علالت نے طول کھینچا تو انھوں نے یہ نظمیں مولوی محمد سعید مرحوم مدرس اول عربی وفارسی بورڈ ہائی اسکول دہلی سے لکھوا دیں اور کہیں کہیں مناسب اصلاح کردی۔

آخر زندگی میں مولانا خانگی جھگڑوں اور فکروں سے بہت عاجز آگئے تھے اور چاہتے تھے کہ کہیں فراغت اور اطمینان سے بیٹھ کر کچھ علمی کام کریں۔ لیکن افسوس کہ یہ فراغت کبھی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ اسی پر حیرت ہے کہ ان تمام

حالات میں انہوں نے اتنا بڑا کام کیونکر کر لیا - اردو ادب کے متعلق دو ایک کام اُن کے پیشِ نظر تھے جن کا مسودہ انہوں نے خوب غور کر کے اپنے دل میں قائم کر لیا تھا - اُن کی دلی تمنا تھی کہ اپنی زندگی میں انہیں پورا کر دیں - لیکن اس کا موقع نہ ملا اور وہ سارے مسودے دل کے دل ہی میں رہ گئے - آخر آخر میں اُن کا ارادہ تھا (جیسا کہ ان خطوں سے معلوم ہوگا) کہ اورنگ آباد میں رہ کر کچھ کام کریں - لیکن علالت نے مہلت نہ دی اور اسی علالت میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے - تاہم وہ اتنا کچھ اور ایسا کچھ کر گئے ہیں کہ وہ کسی ملک اور کسی قوم میں ہوتے اُن کی ہستی قابلِ فخر سمجھی جاتی - اُن کی زندگی علمی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے ایسی پاک صاف ، خالص اور بے ریا ہے کہ ہمیشہ اہلِ وطن کی رہنمائی کرے گی ۔ اور اردو زبان پر تو اُن کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اہلِ زبان اس سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے -

ادب میں سینکڑوں دلکشیاں ہیں - اس کی بیشمار راہیں اور اَن گنت گھاٹیاں ہیں - لیکن خطوں میں جو مزا ہے (بشرطیکہ خط لکھنا آتا ہو) وہ اس کی کسی ادا میں نہیں - نظم ہو ، ناول ہو ، ڈراما ہو یا کوئی اور مضمون ہو - غرض ادب کی تمام اصناف میں صنعت گری کرنی پڑتی ہے - اور صنعت گری کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے - بناوٹ کی باتیں بہت جلد پرانی اور بوسیدہ ہو جاتی ہیں - صرف سادگی ہی ایسا حسن ہے جسے کسی حال اور کسی زمانہ میں زوال نہیں - بشرطیکہ اس میں صداقت ہو - اور ہم میں سے کون ہے جس کے دل میں سچ کی چاہ نہیں ؟ یہ ہمارے خمیر میں ہے - یہ ہماری فطرت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے - جھوٹا بھی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس سے جھوٹ بولے - یہی وہ فطری تقاضا ہے کہ بعض اوقات ہم ایک سادہ سی صداقت کی خاطر دلکش سی دلکش نظم اور دلچسپ

دلچسپ ناول کو اُٹھا کے الگ رکھ دیتے ہیں۔ ہماری ہر تصنیف و تالیف ، ہماری ہر علمی اور ادبی کوشش جو قلم سے نکل کر کاغذ پر آتی ہے غیروں کے لیے ہے اور یہ سمجھ کر لکھتے ہیں کہ غیروں کے ہاتھوں میں جائیگی اور غیروں کی نظریں اس پر پڑیں گی۔ اس لیے مصلحت وقت کا بھی خیال ہوتا ہے۔ عبارت آرائی بھی کرنی پڑتی ہے۔ تکلفات بھی برتنے پڑتے ہیں خیال کو صاف صاف لکھنے کی بجائے طرح طرح کے پیرائے اختیار کرنے پڑتے ہیں لیکن جب انسان اپنے کسی عزیز دوست کو خط لکھتا ہے تو وہاں کوئی غیریت باقی نہیں رہتی بلکہ بسا اوقات دوئی کا پردہ بھی اُٹھ جاتا ہے۔ وہ ہر مسئلہ اور ہر شے کے متعلق جیسا اُس کا خیال ہوتا ہے صاف صاف اور سچ سچ لکھ دیتا ہے۔ وہ اپنی رائے میں آزاد ہوتا ہے۔ نہ دوسروں سے جھکتا نہ اپنے آپ کو چھپاتا ہے۔ اُس وقت نہ اُسے خوف لائم ہوتا ہے اور نہ نکتہ چین کا کھٹکا۔ خطوں کی یہی سادگی اور بے ریائی ہے جو دلوں کو لبھا لیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خطوں سے انسان کی سیرت کا جیسا اندازہ ہوتا ہے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ خطوں میں کاتب مکتوب الیہ سے بلکہ اکثر اوقات اپنے سے آپ باتیں کرنے لگتا ہے جو خیال جس طرح اُس کے دل میں ہوتا ہے اُسی طرح قلم سے ٹپک پڑتا ہے۔ نہیں، بلکہ وہ اپنا دل کاغذ کے ٹکڑے پر نکال کر رکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ دل ایسا ہو جو سراسر درد سے لبریز ہو جس میں ہمدردی ابنی نوع انسان کوٹ کوٹ کے بھری ہو۔ جو پریم کے رس سے سینچا گیا ہو۔ تو بتاؤ کہ اُس دل کی تراوش کیسی ہوگی؟ اگر تم ایسے دل کی زیارت کرنی چاہتے ہو تو آؤ اور دیکھو کہ وہ پاک دل ان خطوں میں لپٹا ہوا ہے

عبدالحق
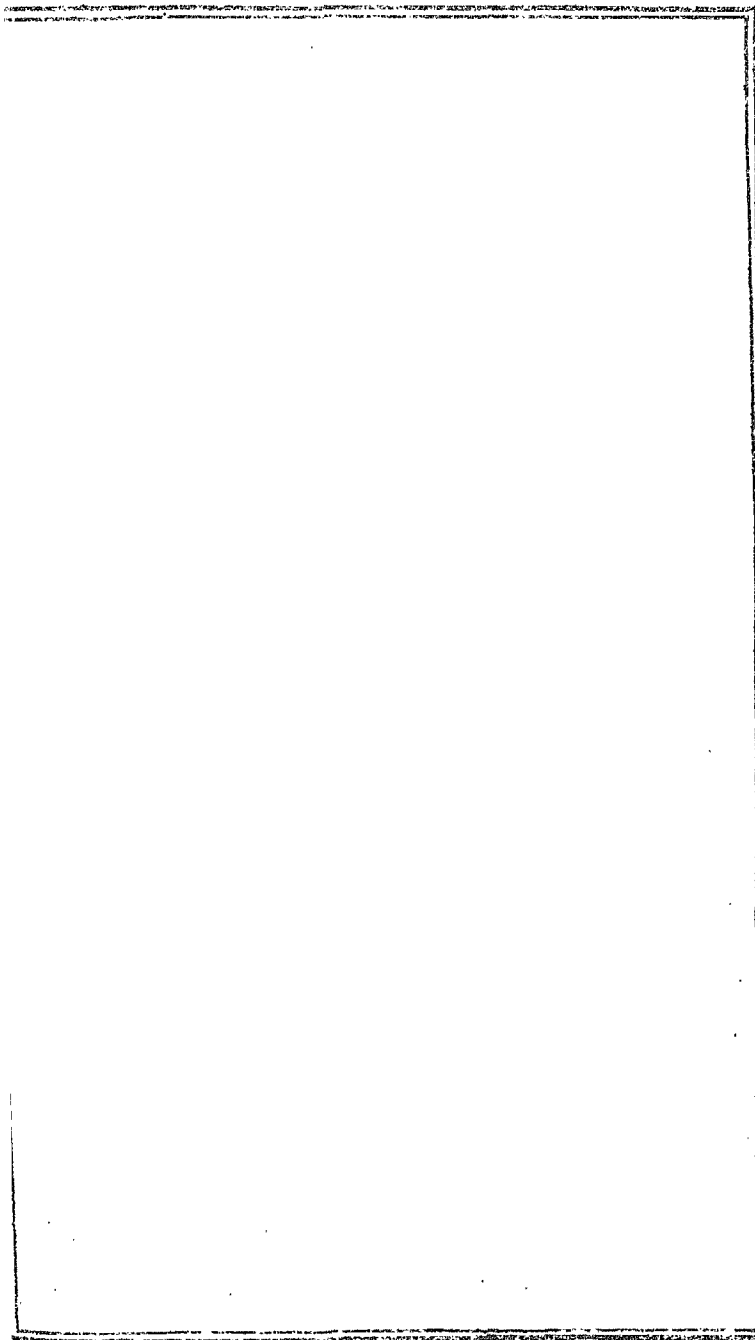
ترجمۂ حالی

(جو بموجب فرمائش نواب عماد الملک کے لکھا گیا)

میری ولادت تقریباً ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں بمقام قصبہ پانی پت جو شاہجہان آباد (دہلی) سے جانب شمال ۵۳ میل کے فاصلہ پر ایک قدیم بستی ہے - واقع ہوئی - اس قصبہ میں کچھ کم سات سو برس سے قوم انصار کی ایک شاخ جس سے راقم کو تعلق ہے آباد چلی آتی ہے - ساتویں صدی ہجری اور تیرھویں صدی عیسوی میں جبکہ غیاث الدین بلبن تخت دہلی پر متمکن تھا شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری معروف بہ پیر ہرات کی اولاد میں سے ایک بزرگ خواجہ ملک علی نام جو علوم متعارفہ میں اپنے عام معاصرین سے ممتاز تھے - ہرات سے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے جنکا سلسلۂ نسب ۲۹ واسطہ سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ۱۰ واسطہ سے شیخ الاسلام تک اور ۱۰ واسطہ سے ملک محمود شاہ انجو ملقب بہ آق خواجہ تک جو غزنوی دور میں فارس و کرمان و عراق عجم کا فرمانروا تھا - پہنچتا ہے - چونکہ غیاث الدین اس بات میں نہایت مشہور تھا کہ وہ قدیم اشراف خاندانوں کی بہت عزت کرتا ہے اور اس کا بیٹا سلطان محمد علماء و شعراء و دیگر اہل کمال کا سب سے زیادہ قدردان تھا اس لیے اکثر اہل علم اور عالی خاندان لوگ ایران و ترکستان سے ہندوستان کا قصد کرتے تھے - اسی شہرت نے خواجہ ملک علی کو سفر ہندوستان پر آمادہ کیا تھا - چنانچہ سلطان غیاث الدین نے چند مواضع اور سیر حاصل دیہات پرگنہ پانی پت میں اور متعدد اراضی سواد قصبہ پانی پت میں بطور مدد معاش کے اور بہت سی زمین اندرون آبادی قصبہ پانی پت واسطے سکونت کے ان کو عنایت کی اور منصب قضا و صدارت و تشخیص نرخ بازار اور تولیت مزارات ائمہ جو سواد پانی پت میں واقع ہیں اور خطابت عیدین ان سے متعلق کی - پانی پت میں جو اب تک ایک محلہ انصاریوں کا مشہور ہے وہ انہیں بزرگ کی اولاد سے منسوب ہے

ہیں باپ کی طرف سے اِسی شاخِ انصار سے علاقہ رکھتا ہوں اور میری والدہ سادات کے ایک معزز گھرانے کی جو یہاں سادات شہدار پور کے نام سے مشہور ہیں ۔ بیٹی تھیں ۔

اگرچہ خواجہ ملک علی کی اولاد میں سے بہت سے لوگوں نے اول سلطنت مغلیہ کے عہد میں اور پھر شاہانِ اودھ کی سرکار میں نہایت درجہ کا امتیاز حاصل کیا تھا مگر زیادہ تر یہ لوگ اُسی مِلک و مددِ معاش پر قانع رہے جو سلاطینِ اسلام کی طرف سے وقتاً فوقتاً اُن کو عطا ہوتی رہی میرے آباؤ اجداد نے جہاں تک معلوم ہے ظاہراً کوئی خدمت دلی یا لکھنؤ میں اختیار نہیں کی ۔ سب سے پہلے میرے باپ نے سرکارِ انگریزی کی نوکری سررشتۂ پرمٹ میں اختیار کی تھی ۔

میری ولادت کے بعد میری والدہ کا دماغ مختل ہوگیا تھا اور میرے والد نے سِن کہولت میں انتقال کیا جبکہ میں نو برس کا تھا ۔ اس لیے میں نے ہوش سنبھال کر اپنا سرپرست بھائی بہنوں کے سوا کسی کو نہیں پایا ۔ انہوں نے اول مجھ کو قرآن حفظ کرایا ۔ اسکے بعد اگرچہ تعلیم کا شوق خود بخود میرے دل میں حد سے زیادہ تھا مگر باقاعدہ اور مسلسل تعلیم کا کبھی موقع نہیں ملا ۔ ایک بزرگ سید جعفر علی مرحوم جو میر ممنون دہلوی کے بھتیجے اور نیز داماد بھی تھے اور بوجہ تعلق زناشوئی کے پانی پت میں مقیم تھے اور فارسی لٹریچر ۔ تاریخ اور طب میں یدِطولیٰ رکھتے تھے اُن سے دو چار فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑہیں اور اُنکی صحبت میں فارسی لٹریچر سے ایک نوع کی مناسبت پیدا ہوگئی پھر عربی کا شوق ہوگیا ۔ اُنہیں دنوں میں مولوی حاجی ابراہیم حسین انصاری مرحوم لکھنؤ سے امامت کی سند لیکر آئے تھے اُن سے صرف و نحو پڑھی ۔ چند روز بعد بھائی اور بہن نے جنکو میں بمنزلہ والدین کے سمجھتا تھا تاہل پر مجبور کیا اُس وقت میری عمر ۱۷ برس کی تھی اور زیادہ تر بھائی کی نوکری پر سارے گھر کا گذارہ تھا کہ یہ جوا میرے کندھے پر رکھا گیا ۔ اب بظاہر تعلیم کے دروازے چاروں طرف سے مسدود ہوگئے ۔ سب کی یہ خواہش تھی کہ میں نوکری تلاش کروں مگر تعلیم کا شوق غالب تھا اور بیوی کا میکا آسودہ حال تھا ۔ میں گھر والوں سے روپوش ہوکر دلی چلا گیا اور قریب ڈیڑھ

برس کے وہاں رہ کر کچھ صرف و نحو اور کچھ ابتدائی کتابیں منطق کی مولوی نوازش علی مرحوم سے
جو وہاں ایک مشہور واعظ اور مدرس تھے پڑھیں۔ اگرچہ اسوقت قدیم دہلی کالج خوب رونق پر تھا
مگر جس سوسائٹی میں میں نے نشو ونما پائی تھی وہاں علم صرف عربی اور فارسی زبان میں منحصر
سمجھا جاتا تھا۔ انگریزی تعلیم کا خاص کر پانی پت میں اول تو کہیں ذکر ہی سننے میں نہیں آتا تھا
اور اگر اسکی نسبت لوگوں کا کچھ خیال تھا تو صرف اس قدر کہ سرکاری نوکری کا ایک ذریعہ ہے نہ یہ کہ
اس سے کوئی علم حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے انگریزی مدرسوں کو ہمارے علماء مجہلہ
کہتے تھے۔ دلی پہنچ کر جس مدرسہ میں مجھ کو شب و روز رہنا پڑا وہاں سب مدرس اور طلبہ کالج کے
تعلیم یافتہ لوگوں کو محض جاہل سمجھتے تھے۔ غرض کبھی بھول کر بھی انگریزی تعلیم کا خیال دل میں نہیں گذرتا تھا
ڈیڑھ برس تک دلی میں رہنا ہوا۔ اس عرصہ میں کبھی کالج کو جا کر آنکھ سے دیکھا تک نہیں اور نہ
ان لوگوں سے کبھی ملنے کا اتفاق ہوا جو اس وقت کالج میں تعلیم پاتے تھے جیسے مولوی ذکاء اللہ
مولوی نذیر احمد۔ مولوی محمد حسین آزاد وغیرہ وغیرہ۔

میں نے دلی میں شرح سلم۔ ملا حسن اور میبذی پڑھنی شروع کی تھی کہ سب عزیزوں
اور بزرگوں کے جبر سے چار ناچار مجھ کو دلی چھوڑنا اور پانی پت واپس آنا پڑا۔ یہ ذکر ۱۸۵۵ء کا ہے
دلی سے آکر برس ڈیڑھ برس تک پانی پت سے کہیں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہاں بطور خود
اکثر بے پڑھی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔ ۱۸۵۶ء میں مجھے ضلع حصار میں ایک قلیل تنخواہ کی
اسامی صاحب کلکٹر کے دفتر میں مل گئی لیکن ۱۸۵۷ء میں جبکہ سپاہ باغی کا فتنہ ہندوستان میں
برپا ہوا اور حصار میں بھی اکثر سخت واقعات ظہور میں آئے اور سرکاری عملداری اٹھ گئی تو میں
وہاں سے پانی پت چلا آیا اور قریب چار برس کے پانی پت میں بیکاری کی حالتیں گذریں۔ اس
عرصہ میں پانی پت کے مشہور فضلاء مولوی عبد الرحمن۔ مولوی محب اللہ اور مولوی قلندر علی مرحومان
سے بغیر کسی ترتیب اور نظام کے کبھی منطق یا فلسفہ۔ کبھی حدیث۔ کبھی تفسیر پڑھتا رہا۔ اور
جب ان صاحبوں میں کوئی پانی پت میں نہ ہوتا تھا تو خود بغیر پڑھی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا۔

خاص کر علم ادب کی کتابیں شروح اور لغات کی مدد سے اکثر دیکھتا تھا اور کبھی کبھی عربی نظم و نثر بھی بغیر کسی کی اصلاح یا مشورہ کے لکھتا تھا مگر اس پر اطمینان نہ ہوتا تھا میری عربی اور فارسی تحصیل کا منتہا صرف اسی قدر ہے جسقدر اوپر ذکر کیا گیا۔

جس زمانہ میں میرا دلی جانا ہوا تھا مرزا اسد اللہ خاں غالب مرحوم کی خدمت میں اکثر جانیکا اتفاق ہوتا تھا اور اکثر اُن کے اردو اور فارسی دیوان کے اشعار جو سمجھ میں نہ آتے تھے اُن کے معنی اُن سے پوچھا کرتا تھا اور چند فارسی قصیدے انہوں نے اپنے دیوان میں سے مجھے پڑھائے بھی تھے۔ اُن کی عادت تھی کہ وہ اپنے ملنے والونکو اکثر فکر شعر کرنے سے منع کیا کرتے تھے مگر میں نے جو ایک آدھ غزل اردو یا فارسی کی لکھکر اُن کو دکھائی تو انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ اگرچہ میں کسی کو فکر شعر کی صلاح نہیں دیا کرتا لیکن تمہاری نسبت میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم شعر نہ کہو گے تو اپنی طبیعت پر سخت ظلم کرو گے مگر اُس زمانہ میں ایک دو غزل سے زیادہ دلی میں شعر لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

غدر کے بعد جب کئی برس پانی پت میں بیکاری کی حالت میں گذر گئے تو فکر معاش نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا حسن اتفاق سے نواب مصطفیٰ خاں مرحوم رئیس دہلی و تعلقہ دار جہانگیر آباد ضلع بلندشہر سے جو فارسی میں حسرتی اور اُردو میں شیفتہ تخلص کرتے تھے اور شاعری کا اعلیٰ درجہ کا مذاق رکھتے تھے شناسائی ہو گئی اور آٹھ سات برس تک بطور مصاحبت کے اُن کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ نواب صاحب جس درجہ کے فارسی اور اُردو زبانکے شاعر تھے اُسکی بہ نسبت اُن کا مذاق شاعری بمراتب بلند تر اور اعلیٰ تر واقع ہوا تھا۔ انھوں نے ابتدا میں اپنا فارسی اور اُردو کلام مومن خاں کو دکھایا تھا مگر اُن کے مرنے کے بعد وہ مرزا غالب سے مشورۂ سخن کرنے لگے تھے۔ میرے وہاں جانے سے اُن کا پُرانا شعر و سخن کا شوق جو مدت سے افسردہ ہو رہا تھا۔ تازہ ہو گیا اور اُن کی صحبت میں میرا طبعی میلان بھی جو اب تک مکروہات کے سبب اچھی طرح ظاہر نہ ہونے پایا تھا چمک اُٹھا۔ اسی

زمانہ میں اُردو اور فارسی کی اکثر غزلیں نواب صاحب مرحوم کے ساتھ لکھنے کا اتفاق ہوا انہیں کے ساتھ میں بھی جہانگیر آباد سے اپنا کلام مرزا غالب کے پاس بھیجتا تھا مگر درحقیقت مرزا کے مشورہ و اصلاح سے مجھے چنداں فائدہ نہیں ہوا بلکہ جو کچھ فائدہ ہوا وہ نواب صاحب مرحوم کی صحبت سے ہوا۔ وہ مبالغہ کو ناپسند کرتے تھے اور حقائق و واقعات کے بیان میں لطف پیدا کرنا اور سیدھی سادی اور سچی باتوں کو محض حسن بیان سے دلفریب بنانا اُسکو منتہائے کمال شاعری سمجھتے تھے۔ چھچھورے اور بازاری الفاظ و محاورات اور عامیانہ خیالات سے شیفتہ اور غالب دونو متنفر تھے۔

نواب شیفتہ کے مذاق کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ ایک روز انیس کا ذکر ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے انیس کے مرثیہ کا یہ پہلا مصرع پڑھا "آج شبیر پہ کیا عالمِ تنہائی ہے" اور کہا کہ انیس نے ناحق مرثیہ لکھا یہی ایک مصرع بجائے خود ایک مرثیہ کے برابر تھا۔ اُنکے خیالات کا اثر مجھ پر بھی پڑنے لگا اور رفتہ رفتہ ایک خاص قسم کا مذاق پیدا ہو گیا۔

نواب شیفتہ کی وفات کے بعد پنجاب گورنمنٹ بکڈپو میں ایک اسامی مجھ کو ملگئی جسمیں مجھے یہ کام کرنا پڑتا تھا کہ جو ترجمے انگریزی سے اُردو میں ہوتے تھے انکی اُردو عبارت درست کرنے کو مجھے ملتی تھی۔ تقریباً چار برس میں نے یہ کام لاہور میں رہکر کیا۔ اس سے انگریزی لٹریچر کے ساتھ فی الجملہ مناسبت پیدا ہو گئی اور نامعلوم طور پر آہستہ آہستہ مشرقی لٹریچر اور خاص کر عام فارسی لٹریچر کی وقعت دل سے کم ہونے لگی۔ لاہور ہی میں کرنل ہالرائڈ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب کے ایما سے مولوی محمد حسین آزاد نے اپنے پرانے ارادہ کو پورا کیا یعنی ۱۸۷۴ء میں ایک مشاعرہ کی بنیاد ڈالی جو ہندوستان میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل نیا تھا اور جسمیں بجائے مصرع طرح کے کسی مضمون کا عنوان شاعروں کو دیا جاتا تھا کہ اس مضمون پر اپنے خیالات جسطرح چاہیں نظم میں ظاہر کریں۔ میں نے بھی اُسی زمانہ میں چار مثنویاں ایک برسات پر۔ دوسری امید پر۔ تیسری رحم و انصاف پر اور چوتھی حبِ وطن پر لکھیں۔

اس کے بعد میں لاہور سے دہلی میں اینگلو عربک اسکول کی مدرسی پر بدل آیا - یہاں آکر میں نے اول ایک آدھ نظم بطور خود اُسی طرز کی جس کی تحریک لاہور میں ہوئی تھی لکھی پھر سر سید احمد خاں مرحوم نے ترغیب دلائی کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی و تنزل کی حالت اگر نظم میں بیان کی جائے تو مفید ہوگی چنانچہ میں نے اول مسدس مدوجزر اسلام اور اس کے بعد اور نظمیں جو چھپ چھپ کر بار بار شائع ہو چکی ہیں لکھیں -

نظم کے سوا نثر اُردو میں بھی چند کتابیں لکھی ہیں - سب سے پہلے غالباً ۱۸۶۴ء میں ایک کتاب تریاق مسموم ایک نیٹو کرسچن کی کتاب کے جواب میں جو میرا ہموطن تھا اور مسلمان سے عیسائی ہوا تھا لکھی تھی جس کو اُسی زمانہ میں لوگوں نے مذہبی میگزینوں میں شائع کر دیا تھا - اسکے بعد لاہور میں ایک عربی کتاب کا جو جیولوجی میں تھی اور فرینچ سے عربی میں کسی مصری فاضل نے ترجمہ کی تھی اُردو میں ترجمہ کیا اور اس کا کاپی رائٹ بغیر کسی معاوضہ کے پنجاب یونیورسٹی کو دیدیا - چنانچہ ڈاکٹر لائٹنر کے زمانہ میں اس کو یونیورسٹی نے چھاپ کر شائع کر دیا تھا مگر اول تو وہ اصل کتاب پچاس ساٹھ برس کی لکھی ہوئی تھی جبکہ جیولوجی کا علم ابتدائی حالتمیں تھا - دوسرے مجھ کو اس فن سے محض اجنبیت تھی - اس لیے اصل اور ترجمہ دونو غلطیوں سے خالی نہ تھے - لاہور ہی میں ایک کتاب عورتوں کی تعلیم کے لیے قصہ کے پیرایہ میں موسوم بہ مجالس النسار لکھی تھی جس پر کرنل ہالرائڈ نے ایک ایجوکیشنل دربار میں بمقام دہلی مجھے لارڈ نارتھ بروک کے ہاتھ سے چارسو روپے کا انعام دلوایا تھا اور جو اودھ اور پنجاب کے مدارس نسوان میں مدت تک جاری رہی اور شاید اب بھی کہیں کہیں جاری ہو - پھر دہلی میں سعدی شیرازی کی لائف اور اُن کی نظم و نثر پر ریویو لکھ کر شائع کیا جس کا نام حیاتِ سعدی ہے اور جس کے دس بارہ اڈیشن اب سے پہلے شائع ہو چکے ہیں - پھر شاعری پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھ کر بطور مقدمہ کے اپنے دیوان کے ساتھ شائع کیا - اس کے بعد مرزا غالب مرحوم کی لائف جسمیں اُن کے فارسی اور اُردو نظم و نثر کا انتخاب بھی شامل ہے اور نیز اُن کی شاعری پر ریویو بھی کیا گیا ہے یادگارِ غالب کے

نام سے لکھ کر شائع کی۔ اور اب سر سید احمد خاں مرحوم کی لائف موسوم بہ حیاتِ جاوید جو تقریباً ہزار صفحہ کی کتاب ہے لکھی جو امید ہے کہ مارچ یا اپریل میں شائع ہو جائے گی۔ اسکے سوا اور بھی بعض کتابیں فارسی گریمر وغیرہ میں لکھی ہیں جو چنداں ذکر کے قابل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تیس بتیس مضمون بھی مختلف عنوانوں پر مختلف اوقات میں لکھے جو تہذیب الاخلاق علی گڑھ گزٹ اور دیگر اخبارات یا رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ نیز اُردو کے علاوہ فارسی میں کسی قدر زیادہ اور عربی میں کم میری نظم و نثر موجود ہے جو ہنوز شائع نہیں ہوئی[1]۔ جب سے ان دونوں زبانوں کا رواج ہندوستان میں کم ہونے لگا ہے اُس وقت سے اُن کی طرف توجہ نہیں رہی۔ میری سب سے اخیر فارسی نظم وہ ترکیب بند ہے جو سر سید کی وفات پر میں نے ۱۸۹۸ء میں لکھا تھا اور اردو میں سب سے اخیر وہ نظم ہے جو حال ہی میں ایمپرس وکٹوریا کی وفات پر لکھی ہے اور علی گڈھ گزٹ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۳۰۵ھ میں جبکہ میں اینگلو عربک اسکول دہلی میں مدرس تھا نواب سر آسمان جاہ بہادر مرحوم مدار المہام سرکار عالی نظام اثنائے سفر شملہ میں علیگڈھ محمدن کالج کے ملاحظہ کے لیے سر سید احمد خاں مرحوم کی کوٹھی واقع علیگڈھ میں فروکش ہوئے تھے اور میں بھی اُسوقت علیگڈھ گیا ہوا تھا۔ نواب صاحب ممدوح نے بصیغۂ امدادِ مصنفین ایک وظیفہ تعدادی پچھتر روپیہ ماہوار کا میرے لیے مقرر فرمایا اور ۱۳۰۹ھ میں جبکہ میں سر سید مرحوم کے ہمراہ بشمول دیگر ممبرانِ ڈپوٹیشن ٹرسٹیان محمدن کالج علیگڈھ حیدر آباد گیا تھا اُس وظیفہ میں پچیس روپیہ ماہوار کا اضافہ کر کے سَو روپیہ سکہ حالی کا وظیفہ میرے لیے مقرر کر دیا جو اب تک مجھ کو ماہ بماہ سرکار عالی سے ملتا ہے اور اُسیوقت سے میں نے اینگلو عربک اسکول کا تعلق قطع کر دیا ہے +

[1] یہ فارسی اور عربی کلام مولانا حالی مرحوم نے انتقال سے پہلے ضمیمۂ کلیاتِ اُردو کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ (مولف)

۷۸۶

انتساب

یہ مجموعہ میں اپنے عزیز بھانجے

خواجہ عبد الولی سلمہ اللہ تعالیٰ

کے نام سے منسوب کرتا ہوں

جن سے

جناب والد صاحب (مولانا حالی) مرحوم و مغفور

کو

انتہا درجہ کی محبت تھی

سجاد حسین عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصّہ اوّل مکتوباتِ حالی

خطوط بنام نواب وقار الملک انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین

پانی پت

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

۱ — والا جناب – کرمت نامہ سے فی الجملہ تشویش رفع ہوئی مگر پورا پورا اطمینان نہیں ہوا – امید ہے کہ آپ دہلی میں تشریف لے آئے ہوں گے – میں انشاء اللہ تعالیٰ پانچ چار روز بعد ضرور زیارت کے لیے حاضر ہوں گا – خدا کرے کہ آپ کی طبیعت دلّی میں درست رہے – آپ کے وہاں صرف موجود رہنے سے لوگوں کو بہت تقویت ہوگی – میں نے کانفرنس میں پڑھنے کے لیے ایک نظم لکھی ہے جو امید ہے کہ دو تین روز میں ختم ہو جائے گی

اگر آپ حکم دیں تو حضور نظام کی پیشگاہ میں (جبکہ وہ کانفرنس میں رونق افروز ہوں) پڑھنے کے لیے کانفرنس کی طرف سے دس پندرہ بیت کا مدحیہ وشکریہ قطعہ یا قصیدہ اور تیار کروں - لیکن اگر اُن کے آنیکا یقین نہ ہو یا کانفرنس میں اُن کی مدح کا پڑھنا خلافِ قاعدہ ہو تو کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں دو ڈیڑھ مہینے سے زکام اور کھانسی وغیرہ میں مبتلا ہوں اور مذکورہ بالا نظم کے لکھنے سے دماغ بہت تھک گیا ہے - بغیر سخت ضرورت کے دماغ پر زیادہ زور ڈالنا اچھا نہیں معلوم ہوتا - حضور نظام میں غالباً ٹرسٹیان کالج کی طرف سے آپ اڈریس ضرور پیش کریں گے - اگر یہ اڈریس کانفرنس میں گذرانا قرار پائے تو غازی الدین خاں فیروز جنگ اور اُن کے مدرسہ کا حال جس میں کہ کانفرنس کا اجلاس قرار پایا ہے اڈریس میں ضرور درج ہونا چاہیئے کیونکہ غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ غازی الدین خاں حضور نظام کے جدِّ اعلیٰ تھے اور نظام کا لفظ اُنہیں کے خطاب یعنی نظام الملک سے اخذ کیا گیا ہے - اگر غازی الدین خاں کا حال دریافت فرمانا ہو تو میں مآثر الامرا میں سے جو ایشیاٹک سوسائٹی سے میں نے ابھی منگوائی ہے نقل کر کے بھیجدوں یا ساتھ لیتا آؤں - زیادہ نیاز

نیاز مند - الطاف حسین حالی

۲۱ر اگست ۱۹۰۴ء   پانی پت

۴ - والاجناب ! دو نوعنایت نامے ایک کل اور ایک آج پہنچا - افسوس ہے کہ میں اِس وقت کرنال جانے کے لیے پا در رکاب ہوں میرے نواسہ کو جسکی عمر ۱۹ سال کی ہے چار برس سے صرع کا مرض عارض ہے علاقہ تحصیل کرنال میں ایک زمیندار صرع کا علاج کرتا ہے - وہاں اِس

لڑکے کو لے جاتا ہوں - جلدی جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ ساون کے مہینے میں علاج کرتا ہے جس کے کل پانچ چار دن رہ گئے ہیں۔

میں اسی قسم کے موانع کے سبب خود دلی نہ جا سکا مگر میں نے کل ایک مفصل اور مدلل خط مخدومی منشی محمد کرم اللہ خانصاحب عرف ننھے خانصاحب کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ تمام ٹرسٹیان موجودہ دہلی کو یہ خط خود لیجا کر دکھا دیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے بہتر اس کام کو انجام دیں گے - شمس العلما مولوی ذکاء اللہ صاحب کی نسبت مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ وہ مسٹر ماریسن اور نواب محسن الملک کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے - مولوی نذیر احمد صاحب بھی کوئی مستقل رائے رکھنے والے آدمی نہیں ہیں - کیا عجب ہے کہ مولوی ذکاء اللہ کے خیالات کا اُن پر بھی اثر پڑے مگر اور سب ٹرسٹیوں سے جو دہلی میں ہیں امید ہے کہ وہ آپ کے ساتھ اتفاق کریں گے - میں نے محمد کرم اللہ خانصاحب کے خط میں یہ لکھا ہے کہ علاوہ اور خرابیوں کے جو مسٹر..... کے پرنسپل ہونے سے پیدا ہونگی دو نہایت مضر نتیجے پیدا ہوتے معلوم ہوتے ہیں - ایک یہ کہ آئندہ ٹرسٹیوں کو یہ اختیار باقی نہ رہیگا کہ وہ کسی نئے پرنسپل کو اپنی رائے اور اختیار سے مقرر کریں کیونکہ اگر اسوقت مسٹر ماریسن کی تجویز کامیاب ہوگئی تو پھر ہمیشہ کو ہر پرنسپل کا یہ ایک واجبی حق ہوجائیگا کہ اپنے جانشین کو خود تجویز کرے - دوسرے جبکہ طلبہ مسٹر بک اور مسٹر ماریسن جیسے ہر دلعزیز پرنسپلوں کے برتاؤ کے خوگر ہوگئے ہیں اس لیئے قوی اندیشہ ہے کہ ...... کی بدزبانی سے بہت غیرت مند لڑکے کالج کو چھوڑ چھوڑ کر چلے جائیں جیسا کہ اُن کی قائم مقامی

کے زمانہ میں اسی قسم کا ایک واقعہ ہو چکا ہے اور اس صورت میں جو غیر معمولی ترقی تعداد طلبہ میں بالفعل نظر آرہی ہے اُس کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب میں خان بہادر برکت علیخانصاحب کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں کے ٹرسٹیوں کو آپ کا ہمرائے بنائیں۔ جہاں تک میرا قیاس کام کرتا ہے آپ کے خطوط پہنچنے پر معدودِ اشخاص کے سوا کوئی آپ کی رائے سے اختلاف نہ کرے گا۔

راجہ نوشاد علی خاں صاحب وغیرہم کے پاس میرا خط بھیجنا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو مجھے کچھ عذر نہیں لیکن آپ اُس خط کے الفاظ پر خود غور فرمالیں کہ کوئی لفظ یا فقرہ اُس میں ایسا تو نہیں ہے کہ کسی کو ناگوار گذرے۔ میں نے اِسوقت نہایت عدیم الفرصتی میں یہ نیازنامہ تحریر کیا ہے۔ میں انشاءاللہ العزیز آج سے چوتھے روز واپس آجاؤں گا۔ کیونکہ زمیندار مذکور صرف تین روز ایک بوٹی کا اِستعمال کراتا ہے اور پھر مریض کو رخصت کر دیتا ہے۔ زیادہ نیاز

آپ کا نیازمند۔ الطاف حسین حالی

افسوس ہے کہ نواب محسن الملک کی خدمت میں خط بھیجنے کا مجھے اب تک موقع نہیں ملا۔ اِنشاءاللہ بعد مراجعت ضرور ایک دفعہ اُن کی خدمت میں عرض کروں گا +

پانی پت ۱۷/ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

۴۔ والاجناب! صاحبزادی کی وفات کا حال سُن کر

سخت افسوس ہوا مگر صبر وشکر کے سوا کیا چارہ ہے - اس سے پہلے
آپ نے سخت ترین حوادث و مصائب بڑے استقلال کے ساتھ
برداشت کیے ہیں اور اب بھی معلوم ہوا کہ آپ نے اسی صبر واستقلال
کے ساتھ اس رنج کو برداشت کیا ہے اور تجہیز وتکفین سے فارغ
ہوتے ہی امروہہ سے اپنے قومی فرائض ادا کرنے کے لیے علی گڈھ
تشریف لے آئے ہیں - جناب باری سے دعا ہے کہ اس مرحومہ کو
اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو بہت دیر تک گھر کے
باقیماندوں پر سایہ گستر رکھے اور آئندہ ہر قسم کے حوادث و
نوازل سے محفوظ ومصئون رکھے - اسوقت آپ کی صحت وسلامتی
اور اطمینانِ قلبی کی طرف تمام قوم کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور آپکی
ذراسی تکلیف سے تمام بہی خواہانِ قوم کے دل پر چوٹ لگتی ہے -
قوم کے متعدد رکنوں کا دنیا سے دفعتہً اٹھ جانا ایک ایسا واقعہ ہے
جس سے لوگوں کے دل ہل گئے ہیں - اس لیے باقیماندہ بزرگوں کا
وجود جو نہایت اقل قلیل ہیں نہایت مغتنم سمجھا جاتا ہے - خصوصاً آپکی
ذات کالج کے حق میں بلا تصنع خدا کی رحمت سمجھی جاتی ہے - اگر
خدا تعالیٰ کو اس درسگاہ کی بنیاد مستحکم کرنی منظور ہے تو امید ہے کہ وہ
آپ کی عمر میں برکت دے گا اور جو نیک منصوبے کالج کی نسبت آپکے
دل میں ہیں اُن کو پورا کرے گا - زیادہ نیاز

خاکسار دعاگو - الطاف حسین حالی

خطوط بنام مولوی حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی

رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ

۴ - جناب من ! لفظ ہاتھ میں بلاشبہ ہائے مخلوط ہے لیکن رات اور بات کا قافیہ بھی شعرانے باندھا ہے - قافیہ کی ضرورت ایسی ایسی خفیف فروگذاشتوں کو جائز کردیتی ہے - مرزا غالب کبھی اور کسی کی جگہ کبھو اور کسو کو غیر فصیح سمجھتے تھے لیکن اُن کے اُردو دیوان میں قافیہ کی جگہ کسو اور کبھو بندھا ہوا ہے - میں بھی ہمیشہ ہاتھ کو ہائے مخلوط کے ساتھ لکھتا ہوں مگر قافیہ میں ہات باندھنا جائز سمجھتا ہوں - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت محلہ انصاریان - ۶ فروری ۱۸۹۰ء

۵ - مخدومی ! مہمانِ ناخواندہ عزیز تر از مہمانِ خواندہ پہنچا - باوجودیکہ آجکل ضیقِ فرصت کے سبب مطبوعاتِ جدیدہ کے مطالعہ کے لیے بالکل وقت نہیں ہے اُسی حالت میں قریب نصف کے رسالہ علمائے سلف کو دیکھ گیا - افسوس ہے کہ مجھے اِس عمدہ تصنیف پر مفصل ریمارک کرنے کی فرصت نہیں ہے مگر مختصر یہ ہے کہ اِس رسالہ نے میرے دل میں آپ کی محبت اور عظمت بہ نسبت سابق کے اضعاف مضاعفہ کردی ہے - مسلمانوں کے لٹریچر میں اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے - شاید کوئی ناواقف آدمی یہ کہے کہ کیا مسلمانوں نے فنِ رجال میں ایسی صدہا کتابیں نہیں لکھیں - مگر ایسا خیال کرنا سخت

غلطی کی بات ہے۔ آپ نے درحقیقت وہ کام کیا ہے جو انگلستان
کے مشہور مصنف مسٹر سموئیل نے سلف ہلپ کے لکھنے میں کیا ہے۔
اُس نے بھی ہزاروں بائیوگرفیاں پڑھ کر ایک چھوٹی سی کتاب
لکھی ہے۔ جس سے بہتر آجتک کوئی کتاب انگریزی میں اُس طرز کی
نہیں لکھی گئی۔ مسلمان علمار کے حالات لکھنا اور بات ہے اور تمام
بائیوگرفیوں کو دیکھ کر چند عنوان تجویز کرنے اور ہر عنوان کے مناسب
اُس دفتر طویل الذیل سے مضامین انتخاب کرنے اور اُن کو جُدا جُدا
عنوانوں کے تحت میں درج کرنا نہایت محنت اور لیاقت اور غور
وفکر کا کام ہے۔ آپ کی تصنیف میں اور مسٹر سموئیل کی کتاب میں
صرف یہ فرق ہے کہ اُس نے سلف ہلپ میں کتاب کا موضوع صرف
علمار میں محدود نہیں رکھا بلکہ اُس میں تمام رفارمر اور موجد و مخترع
اور سٹیٹسمین اور سپہ سالار وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اور اِس
رسالہ میں صرف علمائے سلف کے حالات سے بحث کی گئی ہے۔
اگر آپ اِس کے دائرہ کو زیادہ وسیع کر دیتے تو یہ بالکل اُسی قسم کی
کتاب ہو جاتی جیسی سلف ہلپ ہے۔ اِس کتاب میں اور بھی
بہت سی خوبیاں ہیں مگر میں نے صرف ایک خوبی کا جو کہ تمام تصنیف
کی جان ہے ذکر کرنا کافی سمجھا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر آپ انگلش لٹریچر سے واقف نہ ہوتے
تو ایسی تصنیف کا خیال ہرگز آپ کے دل میں نہ گذرتا۔ پس تاوقتیکہ
ندوۃ العلمار انگریزی تعلیم کی ضرورت پر زور نہ دے گی اُس کی
چیخ پکار سے کوئی معتد بہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی کے ساتھ

میرا یہ بھی خیال ہے کہ صرف انگریزی تعلیم جب تک کہ اُسمیں مشرقی تعلیم کی چاشنی نہ دیجائیگی ہرگز مفید آدمی پیدا نہیں کرسکتی۔ مجھے ایک انگریزی تعلیم یافتہ بھی ایسا نظر نہیں آتا جو مسلمان علمار کے حالات پر ایک ایسی کتاب لکھدے جیسی کہ آپ نے لکھی ہے۔

میرے نزدیک یہ کتاب ایسی ہے کہ اسکی ایک ایک دو دو جلدیں ہر مدرسۂ اسلامیہ میں رہنی چاہئیں بلکہ محمدن کالج کے طلبہ بھی اس سے مستفید ہوں تو بہت مناسب ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ کتاب آپ نے اپنے خرچ سے چھپوائی ہے یا ندوۃ العلمار نے اسکو چھپوایا ہے۔ مسلمان اور خاصکر پرانے خیالات کے مسلمان ایسی کتابوں کے خریدنے میں بہت ممسک ہیں۔ اِس لیے مدارسِ اسلامیہ میں اسکو مفت تقسیم کرنا چاہیئے۔ آخر میں میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے تمام رئیسوں اور رئیس زادوں کو اِسیطرح زیورِ علم و لیاقت وحُسنِ اخلاق سے آراستہ کرے جیسا کہ اُس نے شروانی رئیسوں میں آپ کو زیورِ علم وفضل واخلاق سے آراستہ کیا ہے۔ اور آپ کو جملہ مکروہاتِ روزگار سے محفوظ رکھ کر صد وسی سال تک زندہ و سلامت رکھے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ از پانی پت۔ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء

۶۔ جناب من! آج باقی کتاب کے دیکھنے کا موقع بھی مل گیا اور کتاب کی عظمت پہلے سے بہت زیادہ دل میں پیدا ہوئی مختصر یہ ہے کہ گذشتہ پانچ برس میں اگر کوئی کام ندوۃ العلمار نے کیا ہے تو علمائے سلف (کے حالات) کا لکھوانا ہے اور بس۔ یہ کتاب

اس قابل ہے کہ ہر مسلمان عالم اور ہر مسلمان طالب علم اسکو حرزِ جان بنائے۔ فجزاکم اللہ عنا وعن سائر مسلم الھند خیرا۔

خاکسار حالی از پانی پت ۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء

۷ ۔ جناب خانصاحب مخدوم ومکرم دام مجدہم ۔ عنایت نامہ کبریت احمر یعنی مسلمان معلمہ کی طلب میں صادر ہوا ۔ میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اسمیں کامیابی ہونی نہایت مشکل ہے ۔ پانی پت میں لے دے کر ایک دلی کی رہنے والی معلمہ ہے ۔ سجاد حسین نے جبکہ وہ کرنال میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے پانی پت میں ایک مدرسۂ نسوان قائم کرکے اس معلمہ کو بمشاہرہ دس روپیہ ماہوار اُسمیں نوکر رکھا تھا ۔ آٹھ دس مہینے میں شاگردیں اُستانی کے برابر ہوگئیں بلکہ بعضی اُس سے بھی بڑھ گئیں ۔ یہ حال اُس کی استعداد کا ہے وہ تو فوراً چلی آوے گی مگر اُس کا حال یہ ہے جو گذارش کیا گیا ۔ مولوی احمد علیخانصاحب سب جج علیگڈھ نے اُس کو بلانا چاہا تھا مگر جب اُسکی استعداد کا حال سنا تو انھوں نے موقوف رکھا ۔ دلی میں بھی جہاں تک میں سمجھتا ہوں لائق اُستانی کا ملنا دشوار ہے مگر میں اپنے احباب سے دریافت کرونگا ۔ اگر کوئی لائق معلمہ مل گئی تو اُس کے حالات سے اطلاع دونگا ۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بجٹ میٹنگ اور سالانہ جلسہ کے متعلق جو اجنڈا سکرٹری کالج نے ٹرسٹیوں کے پاس بھیجا تھا اُس کا جواب بہت کم لوگوں نے بھیجا ہے اور اس لیے ووٹوں کی تعداد کافی نہیں ہے ۔ غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ ماریسن صاحب نے اپنا علی گڈھ میں رہنا اس شرط سے مشروط کیا ہے کہ .... کو

سبکدوش کیا جائے اور ایسا ہی ارادہ نواب محسن الملک کا معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر اس سالانہ جلسہ میں جو ۳۱ جنوری کو ہونیوالا ہے .... کی علیحدگی کے لیے ٹرسٹیوں کے کافی ووٹ نہ آئے تو کالج کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر آپ کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوجائے کہ ۲۵ جنوری سے پہلے کافی ووٹ آگئے یا نہیں تو میں نہایت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھکو مطلع فرمائیں گے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۵ جنوری ۱۹۰۰ء

۸ - جناب من! آجکل دلی میں عموماً تکان کا لفظ مؤنث بولا جاتا ہے اور اکثر حاصل مصدر یا وزن بل نون جو الف نون سے بنتے ہیں وہ مؤنث ہی بولے جاتے ہیں جیسے چوڑان۔ چکلان۔ اٹان اٹھان وغیرہ مگر نہان مذکر بولا جاتا ہے۔ استانی کے باب میں جبتک میں خود دلی نہ جاؤں سلسلہ جنبانی نہیں ہوسکتی۔ شاید عنقریب وہاں جانا ہو۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اور کسی مفید مشغلہ میں مصروف ہوں گے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۱ مارچ ۱۹۰۰ء

۹ - مخدوم و مکرم دام مجدہم۔ التسلیم اولیٰ بالتقدیم۔ عنایت نامہ پہنچا مرہون یادآوری ہوا۔ آپ نے جو عنایت اور محبت بھرے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں ان کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ علیگڈھ میں سرسید کے بعد ویسی دلبستگی نہیں رہی جیسی ان کے سامنے تھی مگر خدانخواستہ وہاں سے بالکل انقطاع نہیں ہوا۔ قطع نظر دوستی اور محبت کے تعلقات کے سب سے بڑا تعلق محمدن کالج کا ہے۔

(حفظہ اللہ من شرور الدہور) اگر جی چاہتا ہے کہ وہاں چل کر دو چار مہینے رہوں مگر جب تک سرسید کی لائف ختم نہیں ہوتی۔ میں کہیں جنبش نہیں کرسکتا۔ اُس کے پورا ہونے میں جن وجوہ و اسباب سے تاخیر ظہور میں آئی اُن کی تفصیل تو بہت طولانی ہے اور اُن کا لکھنا بھی فضول ہے۔ فذلکۃ الکلام یہ ہے کہ لائف اب انشاء اللہ عنقریب ختم ہونیوالی ہے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اس سال کے ختم ہونیسے پہلے شایع ہو جائے گی اور بشرطِ زندگی فراغِ خاطر کے ساتھ علیگڈھ میں رہنا ہوسکیگا۔ دیوانِ انور کا جو مصرع آپ نے تحریر فرمایا ہے افسوس ہے کہ وہ خود مصنف کی غلطی معلوم ہوتی ہے اگر پبلشر لائق ہوتا تو اُس کا یہ کام تھا کہ اس شعر کو نکال ڈالتا مگر پبلشر ایک گریجویٹ اور صاحبِ مطبع .... صاحب بے پروا۔ یہ ایک غلطی کیا اُسمیں ایسی ایسی بہت سی غلطیاں نکلیں گی۔

یہاں بھی ابکی دفعہ جیسی گرمی اور آندھیاں اور خاک باری ہوئی ہے کبھی پہلے نہ دیکھی اور نہ سُنی مگر خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ پرسوں سے یہاں برسات کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ کل دن کو بھی بارش ہوئی اور رات کو تو بہت معقول چھینٹا ہوگیا جسکی نسبت لوگوں کا خیال ہے کہ آل سے آل مل گئی ہے اور تخم ریزی شروع ہوگئی ہے۔ بیس بیس تیس تیس کوس سے بھی بارش کے ہونے کی خبر آئی ہے مگر زیادہ مفصل حالات اخباروں سے معلوم ہوں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ضلع علیگڈھ میں بھی اس بارش کا اثر ضرور پہنچا ہوگا۔

مدت سے شمس العلماء مولانا شبلی کا حال معلوم نہیں۔ ندوۃ العلما کی نسبت عجیب عجیب افواہیں سنی جاتی ہیں مگر معتبر ذریعہ سے کوئی بات آجتک نہیں سنی گئی۔ نواب لفٹنٹ گورنر کے دل میں اُس کی طرف سے شکوک کا پیدا ہونا معلوم نہیں کہانتک صحیح ہے اگر آپ کو فرصت ہو اور آپ مناسب بھی سمجھیں تو اُسکے مختصر حال سے خاکسار کو ضرور مطلع فرمائیں۔ زیادہ نیاز

خاکسار نیازمند الطاف حسین عفی عنہ از پانی پت۔ ۶ر جولائی ۱۹۰۰ء

۱۰۔ مخدومی! میں نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ سرسید کی لائف قریب الاختتام ہے۔ مجھے یہ جلدی ہے کہ دسمبر تک شائع ہوجائے اور کام بہت باقی ہے اس لیے سر کھجانیکی فرصت نہیں پچھلے دو مہینے نہایت پریشانی میں گذرے میری اہلخانہ کا ہیضہ میں انتقال ہوگیا اور وبانے نہایت پریشان رکھا اب بخار پھیلا ہوا ہے بارش کی طغیانی جیسی تمام ملک میں ہوئی ہے آپ کو معلوم ہوگی۔ ان وجوہ سے آپ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوسکی۔ ذرا اطمینان ہوجائے تو میں نظم کو بغور دیکھوں گا۔ آپ کا عنایت نامہ سابق بحفاظت رکھا ہوا ہے۔ نواب محسن الملک کو مجبور کرنا چاہیئے کہ اپنا استعفا واپس لیلیں ورنہ پبلک میں مدرسہ کی طرف سے بہت بیچینی پیدا ہوجائے گی میں بھی متعدد تحریریں اُن کی خدمت میں بھیج چکا ہوں۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ "مسلمانوں کی خودغرضی کا مرض لاعلاج و مہلک ہے" میں نہیں سمجھا کہ اس کا اصل مطلب کیا ہے۔ کیا کچھ لوگ محسن الملک کے مخالف ہیں؟ اگر نامناسب نہ ہو تو اُن صاحبوں کے نام سے ضرور مطلع

فرمائیں۔ معلوم نہیں کہ ہمارے حاجی اسمٰعیل خانصاحب کی اس میں کیا رائے ہے اور مرزا عابد علی بیگ صاحب کیا چاہتے ہیں اور نواب لطف علیخاں کیا فرماتے ہیں؟ زیادہ نیاز

خاکسار حالی از پانی پت۔ ۱۱ ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

۱۱۔ جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم۔ تسلیم! گبن کی تاریخ کے ترجمہ کا مسودہ جو کالج لائبریری سے تلف ہو گیا ہے اور جسکی نسبت ابھی میں نے آپ سے ذکر کیا تھا کہ وہ ایک جگہ موجود ہے۔ کل مولوی اسماعیل صاحب میرٹھ سے آئے اور وہ مسودہ مجھے دے گئے ۲۳۴ صفحہ کی ایک ضخیم جلد ہے۔ خفی قلم سے لکھی ہوئی جسکے ترجمہ کی اُجرت میں سید صاحب نے مولوی ابوالحسن کو جو حیدرآباد میں نوکر ہیں ایک ہزار روپیہ دیا تھا۔ کالج کی مہریں جا بجا لگی ہوئی تھیں مگر چور نے بعض کو جو حاشیہ پر تھیں کتر کر وہاں اور کاغذ چپکا دیا ہے اور اکثر جگہ پہلے مہر کی سرخی کو سیاہ قلم سے کاٹا ہے اور پھر کاغذ اُس پر چپکا دیا ہے مگر ہر ایک چیپی چغلی کھاتی ہے اسکے سوا اس مسودہ کے بہت سے آدمی پہچاننے والے موجود ہیں۔

بہرحال یہ مسودہ میرے قبضہ میں آگیا ہے۔ کہیئے تو محسن الملک کے پاس بھیجدوں اور کہیئے آپ کے یا مرزمل افضل خانصاحب کے پاس روانہ کردوں مگر مجھ کو آپ کی نگہداشت پر زیادہ اطمینان ہے اس لیے میرا یہ جی چاہتا ہے کہ آپ ہی کی خدمت میں بھیجوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس معاملہ کی عدالت تک نوبت نہ پہنچائی جائے ورنہ جس معزز اور شریف آدمی نے یہ کتاب لاکر دی ہے اُن کو عدالت میں شہادت

کے لیے جانا پڑے گا اور ملزم کی طرف سے اُن پر وکلا کے سخت
حملے ہوں گے جن سے وہ گھبراتے ہیں اور میرے نزدیک تو اس کا ذکر
یورپین پروفیسروں سے بھی کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ وہی
مثل ہے "اپنا گھٹنا کھولیے اور آپ ہی لاجوں مریے" سوا اسکے
کہ مسلمانوں کی اور زیادہ رُسوائی ہو اور کوئی نتیجہ نہیں معلوم ہوتا۔
جواب سے جلدی مطلع فرمائیے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ پانی پت۔ ۹ مئی ۱۹۰۱ء

۱۲۔ جناب من! ڈیڑھ مہینے سے زیادہ عرصہ ہو چکا کہ حیاتِ جاوید
کی جلدیں تینوں قسم کی ڈپوٹی شاپ میں پہنچ گئیں۔ مجھے یقین تھا کہ
آپ نے ضرور وہاں سے کتاب منگوالی ہوگی کیونکہ اگر مصنف قابل وقعت
نہ تھا تو ہیرو بلاشبہ ایسا تھا کہ اُسکی بائیوگرفی دیکھنے کا خاص کر آپ
جیسے لوگوں کو ضرور مشتاق ہونا چاہیئے تھا مگر جہاں تک خیال کیا جاتا ہے
مصنف کی بے وقعتی نے ہیرو کی بھی قدر گھٹا دی ہے۔ جن لوگوں سے
یہ اُمید تھی کہ اس کتاب کے منگوانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرینگے
اُن کی طرف سے سرد مہری کے سوا میں نے اب تک کچھ نہیں دیکھا
اگرچہ اس قلیل عرصہ میں کتابیں توقع سے زیادہ فروخت ہو گئی ہیں مگر
ایسی قدردانی سے وہی شخص خوش ہو سکتا ہے جو تجارت کے سوا
تصنیف و تالیف کا اور کوئی مقصد خیال نہیں کرتا۔ بلاشبہ میں نے
کسی سے اشتہار یا ریویو وغیرہ لکھنے کی خواہش ظاہر نہیں کی مگر میرا
خواہش نہ کرنا اس بات کا ہرگز مقتضی نہ تھا کہ سرسید کا کوئی دوست
اِس کتاب سے بالکل نوٹس نہ لے۔ اور اخباروں کو جانے دیجیے

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ جسکو سرسید کی یادگار کہا جاتا ہے اور جس کا اہتمام محمدن کالج کے آنریری سکرٹری اور سرسید کے جانشین اور اُن کے زبدہ احباب کے ہاتھ میں ہے آج تک حیاتِ جاوید کی نسبت اُسمیں ایک حرف نہیں لکھا گیا۔ اگرچہ میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ سرسید کی لائف جیسی کہ چاہیئے تھی ویسی مجھ سے نہیں لکھی گئی لیکن اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں نے باوجود اپنی نا قابلیت کے اِس بارِ گراں کو اپنے ذمہ لیکر سرسید کے تمام اصحاب اور حواریوں کو ایک فرضِ کفایہ سے سبکدوش کیا ہے اور اِس لیے میں اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ سرسید کے احباب اگر اس تصنیف کو پسند نہ کریں گے تو اسکی اشاعت میں ضرور مدد دیں گے مگر آجتک کسی نے اِس کی بات نہیں پوچھی بلکہ بجائے امداد کے بعض اصحاب متوقع ہیں کہ اُن کی خدمت میں ایک ایک کاپی ہدیۃً پیش کی جائے۔ .... صاحب نے سرسید کی زندگی میں وعدہ کیا تھا کہ پانسو روپیہ کی کتابیں خرید کر کالج کو دونگا۔ مگر میں سرسید کو اور اپنے تئیں بڑا خوش قسمت سمجھوں گا جب یہ سُنوں گا کہ اُنھوں نے کوئی کاپی ڈیوٹی سے خرید فرمائی ہے اور اسکو مطالعہ کے لائق سمجھا ہے۔ آپ یقین جانیے کہ میں اِس زمانہ کی لٹریری ترقی کے آگے ایسے لوگوں کی تحریرات کو جو میری طرح محض اردو فارسی کے مرد میدان ہیں لاشے محض جانتا ہوں مگر مکڑی جو اپنا جالا پورنے میں منتہائے طاقت صرف کرتی ہے وہ اُسی کو حریر و اطلس بلکہ اُن سے بھی زیادہ گرانقدر تصور کرتی ہے۔ اِسی لیے کہا گیا ہے سے

اگر بہ ریاں کند بہرام گورے
نہ چوں پائے ملخ باشد نہ مورے

امید ہے کہ آپ میری اس خارج آہنگی اور یاوہ سرائی کو معاف فرمائیں گے
زیادہ نیاز۔

آپ کا تابعدار الطاف حسین حالی انبالی پیت ۔ ۱۷ جون ۱۹۰۱ء

۱۴۳ ۔ جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم! عنایت نامہ پہنچا۔ برسات کے مطالعہ سے برسات کا لطف دونا ہوگیا ۔ بہت عمدہ مثنوی ہے اسمیں کسی قسم کا تصرف کرنے کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی ۔ اگرچہ شعرائے ایران و ہندوستان کے مسلمات کے خلاف کیا گیا ہے جیسے کرشمہ کا قافیہ جلوہ یا برسیں کا قافیہ بھردیں یا بدلا کا قافیہ آیا وغیرہ وغیرہ ۔ مگر میرے نزدیک اب ان قیود کو اٹھا دینا ہی بہتر ہے جن کے سبب سے شاعری کا میدان نہایت تنگ ہوگیا ہے ۔

گبن کی تاریخ کا ترجمہ حسب تحریر مولوی بہادر علی صاحب ایم ۔ اے جو انھوں نے مسٹر ماریسن کے ایما سے مجھے بھیجی تھی میں نے ایک عزیز کے ہاتھ ماریسن صاحب کے پاس بھیج دیا ہے مگر اب تک باوجود گذرنے پندرہ سولہ روز کے اس کی رسید نہیں آئی ۔ میں بعنایت الٰہی جہاں تک کہ تندرست رہ سکتا ہوں اچھا ہوں

مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے رسالہ معارف ماہ جون و جولائی میں حیات جاوید پر ایک لمبا چوڑا ریویو لکھا ہے جو غالباً اگست کے شروع تک شائع ہو جائے گا ۔ نواب محسن الملک بہادر نے بھی کچھ ریمارکس کرنیکا ارادہ کیا ہے مگر اُن کا ارادہ ایسا ہی ہے

جیسا ہر مسلمان حج کا ارادہ رکھتا ہے۔ مولوی عبدالحلیم شرر نے خلاف توقع اس کتاب کی تعریف رسالہ دلگداز میں لکھی ہے۔ شمس العلما خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب کا بھی ارادہ کچھ لکھنے کا ہے۔ میں نے سوا اسکے کہ نواب محسن الملک کو انسٹیٹیوٹ گزٹ میں اس کتاب سے واقفیت نہ لینے کی شکایت لکھی تھی اور کسی صاحب کو اس باب میں کچھ نہیں لکھا۔ اس لیے میں سب صاحبوں کا شکر گذار ہوں۔ اور بھی کئی دوستوں نے ریویو لکھنے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر چونکہ ریویو لکھنا ذرا محنت کا کام ہے امید نہیں کہ ایک آدھ کے سوا کوئی کچھ لکھے۔ امید ہے کہ آپ مع جملہ متعلقین کے بخیریت ہوں گے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی

افسوس! صد افسوس! دہزار افسوس کہ پرسوں بروز چارشنبہ چار بجے دن کے حکیم حاذق الملک عبدالمجید خاں نے اسی مرض میں جو ایک عرصہ سے اُن کو لاحق تھا دہلی میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پانی پت۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۱ء

۱۴۔ جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم! آپ نے سُن لیا ہوگا کہ ہز مجسٹی ایمپرر آف انڈیا کی علالت کی وجہ سے آج دربار تاج پوشی ملتوی ہوگیا اور ہندوستان میں جو آج کی تعطیل قرار پائی تھی اُس کے التوا کا حکم بذریعہ تار برقی کے کُل تمام ملک میں شائع کردیا گیا۔ چونکہ بیماری کا حال معلوم نہیں ہوا کہ معمولی ہے یا خدانخواستہ کوئی سخت مرض ہے اس لیے آج کا دن تشویش و تردد میں گذرا۔ اس حالت میں کسی کام کے کرنے کو جی تو نہیں چاہتا تھا مگر آپ کے عنایت نامہ کو آئے ہوئے

کئی دن گذر چکے تھے اس لیے اُس کا جواب عرض کرنا ضرور تھا

لکچر اور نظم اور عنایت نامہ تینوں ایک ساتھ وصول ہوئے۔ تصویرِ عبرت کو اول میں نے مخزن میں دیکھا تھا پھر تہذیب النسوان میں دیکھا اور اب لکچر کے ساتھ اُس کو بھی اول سے آخر تک پھر پڑھا اور بلا تصنع ہر دفعہ اُس کے پڑھنے سے لطفِ تازہ حاصل ہوا۔ فالمسک ما کررتہ یتضوع۔ اول تو مضمون ہی فی نفسہ مؤثر اور عبرت انگیز ہے اور پھر تناسب الفاظ اور خوبیٔ بیان نے اُس میں اور بھی جان ڈالدی ہے مگر شاید یہ کبر سن کا تقاضا ہے کہ جو اثر پہلے عمدہ نظم کے پڑھنے یا سننے سے دل پر ہوتا تھا وہ بات اب نہیں رہی اور یہی وجہ ہے کہ فکر شعر سے اب طبیعت سو سو کوس بھاگنے لگی ہے

لکچر جس وقت میرے پاس پہنچا جب تک اُس کو اول سے آخر تک نہیں دیکھ لیا اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا۔ اگرچہ اس میں بعض خیالات ایسے ظاہر کیے گئے ہیں جن سے مجھکو اتفاق نہیں ہے۔ لیکن اس بات کے خیال کرنے سے بے انتہا مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے سپیکروں اور لکچراروں میں آپ کے سبب سے ایک معقول اور قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔ سب سے پہلے میں نے آپ کی وہ بے مثل تقریر سنی تھی جو حاذق الملک کی یادگار کے جلسہ میں بمقام علی گڈھ اسٹریچی ہال میں آپ نے کی تھی۔ اُس کے بعد اخلاقِ اسلامی پر جو لکچر آپ کا انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چھپا ہے۔ اُسکے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اب یہ لکچر جو حمایتِ اسلام پر آپ نے لاہور میں دیا تھا میری نظر سے گذرا۔ مسلمانوں میں اول تو عموماً قحط الرجال ہے اور پھر خاصکر ندوہ کے طبقہ میں تو علمی مذاق بالکل مفقود ہی ہوگیا ہے۔

پس یہ کچھ کم خوشی اور فخر کا مقام نہیں ہے کہ ہمارے رئیسوں میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو قطع نظر اعلیٰ درجہ کے علمی اور لٹریری مذاق کے مسلمانوں کا خیر خواہ اور اسلام کا حامی اور قومی کاموں میں بھی سرگرم ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ مکروہات سے محفوظ رکھے اور اسلام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی ہمدردی سے آپ کو حظِ وافر نصیب کرتے۔ زیادہ نیاز

خاکسار نیازمند الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ ۲۶ رجون سنہ ۱۹۰۲ء

۱۵۔ جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم۔ تسلیم! عنایت نامہ پہنچا مولوی ذوالفقار حسین صاحب کے انتقال کا حال معلوم ہونے سے نہایت افسوس ہوا۔ میں اُن کے حال سے اور اُن کے خاندان کے اکثر لوگوں سے واقف ہوں ایسا آدمی ملنا سخت دشوار ہے۔ یہ صاحب دہلوی الاصل نہ تھے بلکہ ان کا خاندان نزیل دہلی تھا۔ ریاست دادری و بہادر گڈھ کے علاقہ میں ایک قصبہ کلیانہ ہے جو مردم خیزی میں ضرب المثل ہے۔ مولوی ظہور علی بتقریبِ ملازمت سرکاری وہاں سے دہلی چلے آئے تھے پھر اپنے وطن کی طرف رُخ نہیں کیا۔ مولوی ذوالفقار حسین صاحب اور اُن کے بڑے بھائی نے شاید کلیانہ دیکھا بھی نہ ہوگا۔ اہلِ کلیانہ معلمی کے فن سے ایک خاص مناسبت رکھتے تھے۔ ایک کلیانوی بزرگ سے میں نے بھی صغر سن میں کچھ پڑھا تھا۔ بہرحال مرحوم کا بدل مشکل سے ملیگا اور خاصکر پانی پت میں تو ایسے لوگوں کا وجود عنقا ہے مگر میں گرد و نواح کے قصبوں میں اور نیز دہلی میں تلاش کراؤں گا۔ اگر کوئی لائق آدمی میسر آیا تو فوراً آپ کو اطلاع دونگا۔

امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ افسوس ہے کہ

مدت دراز کے بعد بتقریب تودیع مسٹر آرنلڈ علیگڈھ جانا ہوا تھا مگر آپ سے اور نیز مکرمی محمد مزمل اللہ خانصاحب سے ملاقات کا موقع نہیں ملا - دہلی میں بھی جبکہ حکیم واصل خانصاحب کے ہاں ہنگامۂ رقص و سرود گرم تھا ایک بجلی کی سی چمک نظر آئی تھی پھر برابر آنکھیں ترستی رہیں - لَعَلَّ اللہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا والسلام خیر ختام

خاکسار الطاف حسین حالی - پانی پت - ٢٢ر اپریل ١٩٠٤ء

خط بنام شمس العلما خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب

۱۲۱ ۔ جناب بھائی صاحب ! نواب محسن الملک کا خط جو آج آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ لدھیانہ تک وہ علیحدہ جائیں گے اور آپ اور مولوی نذیر احمد صاحب اور آفتاب احمد خاں علیحدہ یعنی وہ کل مالیر کوٹلہ پہنچیں گے اور ۲۲ جون کو لدھیانہ میں آپ سے آملیں گے ۔ اور آپ تینوں صاحب پرسوں بمبئی میل میں جو دن کے دو بجے یہاں پہنچتی ہے سوار ہو کر لدھیانہ تھوڑی دیر نواب محسن الملک کے ساتھ ٹھیر کر بجمعیت ہمدگر آگے کو روانہ ہوں گے ۔ اُنہوں نے مجھے اختیار دیدیا ہے کہ چاہو ۲۱ جون کی صبح کو پانی پت سے ہمارے ساتھ ہو لو اور چاہو ۲۳ جون کو بمبئی میل میں ہم سے لدھیانہ آملنا ۔ چونکہ مجھے بھی مالیر کوٹلہ جانے میں وقت معلوم ہوتی ہے اس لیے میرا ارادہ ہے کہ ۲۳ جون کو بمبئی میل میں آپ کے ساتھ ہو لوں ۔ مگر مہربانی کرکے آپ اِس خط کا جواب کل اس خط کے پہنچتے ہی مجھے لکھ بھیجیے تاکہ کل ہی کی بمبئی میل میں شام تک میرے پاس پہنچ جائے اور یہ تحریر فرمائیے کہ مجھے یہاں سے آدمی کے ساتھ لے چلنے کی ضرورت ہو گی یا نہیں ؟ اور آپ صاحب لاہور کا ریٹرن ٹکٹ لیں گے یا صرف جانے کا لیں گے اور کونسی کلاس کا لیں گے ؟ فرسٹ کلاس کا یا سیکنڈ کلاس کا ؟ اور اُدھر لاہور تک کا لیں گے یا لدھیانہ تک کا اور وہاں سے پھر لاہور کا لیں گے ؟ تاکہ میں بھی اسی طریقہ سے ٹکٹ لوں ۔ اسکے سوا برخوردار سجاد حسین آپ کو ایک ٹوپی

جو وہاں بنوائی ہے اور آپ کرچ یا کارپٹ کا چھوٹا سا بیگ دینگے
اُن کو ساتھ لیتے آئیے گا اور اس خط کو انہیں بھی دکھا دیجئے گا تا کہ
وہ ٹوپی اور بیگ کو بھول نہ جائیں اور عزیزی محمد عنایت اللہ سے
سبز بک کے مرثیہ کا ترجمہ بھی لیتے آئیے گا۔ زیادہ نیاز

خاکسار نیاز مند الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۰ رجون ۱۸۹۸ء

خطوط بنام مولوی عبد الرحیم خانصاحب بیدل

۱۷۔ مخدومی! آپ کی غزلیں دیکھ کر ایک غزل میں نے بھی لکھی ہے
فصیح الملک کی ایک غزل کبھی دیکھی تھی جسکا مطلع یہ ہے

کب تک کھچے رہوگے کہاں تک تنی رہیگی
کس کی بنی رہی ہے کس کی بنی رہیگی

مگر جب فکر کرنے لگا تو اس کی بحر یاد نہ رہی۔ دوسری بحر مگر اسی ردیف
وقافیہ میں ایک دو شعر لکھے گئے لاچار اُسی بحر میں غزل پوری کرنی پڑی
عاشقانہ رنگ تو اب گویا بالکل چھوٹ ہی گیا ہے اب تو اور ہی طرح کی
بکواس ہوتی ہے جس پہ یہ مثل صادق آتی ہے "خسکہ باگندہ بیروزہ
اگرچہ گندہ لیکن ایجادِ بندہ" تنہائی میں آپ کا جی گھبراتا ہوگا اس لیے
آپ کے مشغلہ کے لیے غزل مذکور ارسالخدمت کرتا ہوں۔ عزیزی
خواجہ عبد المجید خاں کو دعا و سلام

نہ عیشِ کیخسروی رہے گا نہ صحبتِ بہمنی رہے گی
رہے گی اے منعمو! تو باقی دیے کی کچھ روشنی رہے گی

رہے گی گردش دکھاکے نیچا جو ہوگئے تارے تم آسمان کے
کسی کی آگے بنی رہی ہے نہ اب تمہاری بنی رہے گی

گِرایا تورانیوں کو تونے پچھاڑا ماژندرانیوں کو
کہاں تلک اے شرابِ غفلت یہ تیری مردانگی رہے گی

رہے گی کسطرح راہ ایمن کہ رہنما بن گئے ہیں رہزن[1]
خدا نگہباں ہے قافلوں کا اگر یہی رہزنی رہے گی

صفائیاں ہو رہی ہیں جتنی دِل اُتنے ہی ہو رہے ہیں میلے
اندھیرا چھا جائے گا جہاں میں اگر یہی روشنی رہے گی

کرے گی کچھ عقل رہنمائی نہ علم سے ہوگی کچھ صفائی
گناہ کی گندگی میں دُنیا یونہیں ہمیشہ سنی رہے گی

بگاڑ مذہب نے جو ہیں ڈالے نہیں وہ تاحشر مٹنے والے
یہ جنگ وہ ہے جو صلح میں بھی یونہیں ٹھنی کی ٹھنی رہیگی

قبولیت کی کرو نہ پروا جو چاہو مقبول عام ہونا
رہو گے گر حُسنِ ظن کے طالب تو تم سے یہاں بدظنی رہیگی

جو چھوڑے میراث کچھ نہ حالی تو اس سے دلتنگ ہوں نہ وارث
رہیں گے ہر حال میں غنی وہ جو نیت اُن کی غنی رہے گی

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء

۱۸- جناب من! تین غزلیں بھیجتا ہوں ایک غزل رہ گئی ہے وہ انشاء اللہ دلی پہنچے گی - اب فکر بہت قاصر ہوگئی ہے مرضی سے کچھ

---

[1] یونیورسٹی بل کی طرف اشارہ ہے ۱۲

موافق اکثر مصرعے نہیں لگائے جاتے - جس نظم کو آپ پوچھتے ہیں وہ اب تک نہیں چھپی - ایک آدھ چھینٹا پڑ جائے تو میں بھی دلی حاضر ہونگا عزیزی خواجہ عبدالمجید خاں کو بہت بہت دعا -

خاکسار حالی از پانی پت - ۱۵ر جون سنہ ۱۹۰۴ء

۱۹ - جناب من! زبان میں روز بروز گھلاوٹ اور صفائی بڑھتی جاتی ہے بعض اشعار بالکل داغ کے معلوم ہوتے ہیں - امید ہے کہ عزیزی خواجہ عبدالمجید خاں اب چلنے پھرنے لگے ہوں گے - اُن کو میری طرف سے بہت بہت دعا کہہ دیجئے گا -

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ ۲۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

۲۰ - جناب من! ڈرافٹ تعدادی ۹ لیے بعد ثبت دستخط کے خدمت شریف میں بھیجتا ہوں - اِس کا روپیہ وصول فرما کر خانصاحب یا منجھلے صاحب کو دے دیجئے گا - حکیم واصل خانصاحب سے غالباً آپ اکثر ملتے ہوں گے - اُن سے دریافت فرمایئے گا کہ میری ایک عزیز لڑکی جو مرض اسہال میں مبتلا ہے اور خانصاحب کی خدمت میں اُسے ابھی دلی لے گئے ہیں اُس کا علاج اب ممکن ہے یا نہیں؟ تاکہ اگر خدانخواستہ نا قابلِ علاج ہو تو اُسکو پانی پت لے آئیں - اِس کے جواب سے مجھے جلدی مطلع فرمایئے گا - خاکسار حالی

۲۱ - جناب من! ڈرافٹ سو صولہ حیدر آباد تعدادی ۱۰۰ صہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں - اِس کا روپیہ وصول فرما کر سو روپے مولوی عبدالعلی کو جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچیں دید یجئے گا - یہ روپیہ پرامیسری نوٹ خریدنے کے لیے آپ کے پاس جمع کرایا تھا

مگر مجھے ایک لمبا سفر پیش آگیا ہے اور کم سے کم پانچسو روپے کی ضرورت ہے
میرے نواسہ کو صرع کا سخت مرض پانچ برس سے لاحق ہے اور اب
ایک ڈاکٹر سکے علاج کے لیے پرتاب گڑھ جانیکا قصد ہے جو شرطیہ علاج
صرع کا کرتا ہے - پس امید ہے کہ عنقریب باقی روپیہ بھی میں خود دہلی آکر
آپ سے لونگا - مرزا احسان کو ایک دفعہ میں سمجھا دوں اگر اس پر بھی وہ
کرایہ ادا نہ کریں تو پھر آپ کو اختیار ہے - میاں مجید کی طرف سے پھر
فی الجملہ تشویش ہوگئی ہے جہاں تک میرا خیال ہے ڈاکٹر کا علاج نہ کرنا
غلطی کی بات تھی مگر قوی امید ہے کہ مالش سے پٹھے نرما جائیں گے تو یہ
تکلیف بھی رفع ہو جائے گی - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین از پانی پت - ۲۲ر نومبر

۲۲ - جناب من! دیوان حالی کل برخوردار تصدق حسین کے
ہاتھ روانہ کر چکا ہوں - غزلوں میں کہیں تصرف کرنے کی ضرورت نہیں معلوم
ہوتی - جس شعر میں ارقم کا لفظ آیا ہے اسکو بدل دیجیے گا - ارقم کسی
مکان یا مقام کا نام نہیں ہے بلکہ اُس شخص کا نام ہے جس کے گھر میں
حضرت عمرؓ ایمان لائے تھے - میں نے بھی مثنوی کلمۃ الحق میں یہ مضمون
اس طرح ادا کیا ہے ؎

ڈالا عمرؓ پر جب تو نے سایہ ارقم کے گھر میں جا سر جھکایا

اِس شعر میں راستی اور حق گوئی کی طرف خطاب ہے -

خاکسار حالی

دو تین روز میں انشاء اللہ تعالیٰ میں اور برخوردار سجاد حسین بھی
وہاں پہنچیں گے +

۲۳ - مخدومی - غزل دیکھ کر بھیجتا ہوں مطلع لاجواب لکھا ہے زبان میں روز بروز گھلاوٹ بڑھتی جاتی ہے اور حُسنِ بیان کی لَے گھلتی جاتی ہے - خدا جانے آپ کی غزلیں خانصاحب اور منجھلے صاحب بھی دیکھتے ہیں یا نہیں ؟ عنایت نامہ کا انتظار ہے -

الطاف حسین حالی

۲۴ - جنابِ من - بالفعل یہ دو غزلیں واپس بھیجتا ہوں - باقی جب موقع ملیگا دیکھ کر بھیجوں گا .... جسکے علاج کو دہلی گیا تھا اُسکے صرع کے دَورے تو رُک گئے ہیں مگر جنون بڑھتا جاتا ہے - میرا ناک میں دم ہے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن - زندگی وبال ہو گئی ہے - یہ یقین ہو گیا ہے کہ زیست کے برس دو برس جو باقی ہیں بہت بُری طرح سے گذریں گے - میاں مجید کی ناکامیابی کا افسوس ہے مگر حق یہ ہے کہ اُن کو پوری پوری تیاری کرنے کا موقع ہی نہیں ملا - اِسکے سوا پنجاب میں جہاں تک کہ مجھے معلوم ہے قانونی امتحان بہت سخت کر دیا گیا ہے - کیونکہ سرحدی صوبہ میں وکلا کی کثرت پولٹیکل مصلحت کے خلاف سمجھی گئی ہے جناب حکیم محمد واصل خانصاحب سلمہم اللہ کی طرف سے نہایت تشویش ہے اُن کے مزاج کی کیفیت سے ضرور مطلع فرمائیے گا - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ

۲۵ - جنابِ من ! غزل میں دو جگہ کچھ خدشہ ہے اُس پر آپ غور کر کے خود ہی الفاظ بدل ڈالیں - مدرسہ طبیہ کے جلسہ میں جو ۲۰ مارچ کو ہو گا جی چاہتا ہے کہ ایک دن کے لیے چلا آؤں - اگر خدا کو منظور ہے تو آؤں گا - آپ مہربانی کر کے منجملہ تنخواہ دو ماہ کے جو ماہ گذشتہ میں ارسال

کی گئی تھی سو روپے تو رکھ لیجئے گا اور باقی روپے کا منی آرڈر جلدی میرے نام بھجوا دیجئے۔ عزیزی خواجہ عبدالمجید خاں صاحب کو بہت بہت دعا پہنچے۔ امید ہے کہ اب اُن کے بچے سب بخیریت ہوں گے معلوم نہیں کہ اُنھوں نے میرے عرض کرنے پر کوئی مشغلہ اختیار کیا یا نہیں؟ انکو خدا تعالیٰ نے ایسی لیاقت دی ہے کہ ملک اور قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور چونکہ عنایتِ الٰہی سے تلاشِ معاش کی ضرورت نہیں ہے اس لیے اُن کے علمی شغلوں میں کوئی چیز مزاحم نہیں ہو سکتی۔ میرے نزدیک صرف کتابوں اور اخباروں کا مطالعہ کرنا اور کوئی عملی کام نہ کرنا اپنے علم کی ناقدردانی اور اپنی قیمتی زندگی کو رائگاں کھونا ہے۔ اِس موقع پر میں اپنی ذیل کی رباعی لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ عزیز موصوف بھی اسکو پڑھیں اور اگر وہ درحقیقت سودیشی تحریک کو دل سے پسند کرتے ہیں تو اِس رباعی پر عمل کریں۔ رُباعی یہ ہے ؎

یاروں نہیں وقت عیش و آرام کا یہ — موقع ہے اخیر فکر انجام کا یہ
بس حُبِّ وطن کا جپ چکے نام بہت — اب کام کرو کہ وقت ہے کام کا یہ

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ

۲۶۔ جنابِ من! اتفاق سے میر جمال الدین چابک سوار اسیوقت جبکہ میں یہ غزل دیکھ رہا تھا آ گئے اِسمیں بنانے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ ایک آدھ لفظ بنا کر اُن کے ہاتھ ابھی بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ

۲۷۔ جنابِ من! دونوں غزلوں میں کہیں کہیں تصرف کر کے خدمتِ شریف میں واپس بھیجتا ہوں مگر اب طبیعت بالکل عقیم ہو گئی ہے

اور بڑھاپا روز بروز قویٰ پر مستولی ہوتا جاتا ہے - شعر سرانجام کرنا
بالکل ایک نیا کام معلوم ہوتا ہے - حیدرآباد بھیجنے کے لیے ماہ خورداد
کے وظیفہ کی رسید بھیجتا ہوں اور اسکے ساتھ دو سادے ورق ملفوف
ہیں - ایک پر چٹھی بنام ایجنٹ بنک بنگال اور دوسرے پر لائف سرٹیفکیٹ
تحریر فرماکر حیدرآباد روانہ فرما دیجیے گا - منجھلے صاحب کی خدمت میں تسلیم
خانصاحب تو قطب صاحب گئے ہوئے ہیں جب تشریف لائیں اُنسے بھی
میرا سلام کہہ دیجیے گا

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ

خط بنام مولوی سید علی حسن صاحب ممبر کونسل ریاست اندور

پانی پت ۳ فروری ۱۹۰۳ء

۲۸ - جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم و معظم دام مجدہم - تسلیم!
میں نہایت شرمندہ ہوں کہ دلی سے ایسی حالت میں آنا ہوا کہ جناب کی کیخدمت میں
حسب وعدہ حاضر نہ ہو سکا - مجھے زیادہ تر اس بات کا افسوس ہے کہ
آپ نے آتشبازی والی شب کو مجھ سے نظم سننی چاہی اور میں نے
کسی قدر طبیعت کی بے لطفی کے سبب اُس وقت اُس کے پڑھنے سے
معذوری ظاہر کی اور اِس خیال سے کہ اگلے روز دن کو اطمینان کیساتھ
اُس کے پڑھنے کا موقعہ ملیگا آپ کے حکم کی تعمیل کیے بغیر وہاں سے
چلا آیا - حالانکہ اُس وقت میری حالت ایسی نہ تھی کہ میں نظم نہ پڑھ سکتا تھا
کم سے کم اُس کے جستہ جستہ اشعار سنانا کچھ بھی مشکل نہ تھا - مگر میری

قسمت میں وہ خوشی نہ تھی جو آپ کو اور مخدومی محمد کرم اللہ خانصاحب اور منجھلے آپکا صاحب کو بالمشافہ نظم سنانے سے حاصل ہوتی - میں نے اُس کا حق تصنیف اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ کو دیدیا ہے - اور منشی رحمت اللہ رعد نے اُس کی دو ہزار کاپیاں مفت چھاپ کر اسکول مذکور کو دینے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ عنقریب وہ نظم نامی پریس کانپور سے چھپ کر نکلے گی اور اسکو آپ کی خدمت میں مولوی بشیر الدین احمد یا میں ارسال کر دیں گے - علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے زائد پرچہ میں اُس نظم کی ایسی مٹی خراب کی ہے کہ اسکو بالکل مسخ کر دیا ہے - قطع نظر اِس کے کہ الفاظ غلط چھاپے ہیں بیسیوں شعر ایسے چھوڑ دیے ہیں جن کے ترک ہونے سے سلسلہ بیان بالکل منقطع ہوگیا ہے اور نظم مہمل ہوگئی ہے -

امید ہے کہ جناب کا مزاج ہر طرح سے قرینِ صحت و اعتدال ہوگا - اگر منشی محمد کرم اللہ خانصاحب مالوہ وغیرہ کی سیر و سیاحت پر آمادہ ہوں تو میں بھی آغاز موسم سرما میں اُن کے ساتھ بہت خوشی سے چلوں - کیونکہ ابکی دفعہ تقریباً چار مہینے طبیعت کی بے لطفی میں گذر گئے اب گھر قیدخانہ معلوم ہوتا ہے اور اِدھر اُدھر پھرنے کو جی چاہتا ہے - خانصاحب کی صحت بھی اچھی نہیں ہے اِس لیے بھی نقل و حرکت بہت مفید ہوگی - مینے ابھی تک خانصاحب سے اِس کا ذکر نہیں کیا لیکن ارادہ ہے کہ اُن کو اِس باب میں لکھوں - زیادہ نیاز

آپکا نیازمند الطاف حسین حالی عفی عنہ

خطوط بنام مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے انسپکٹر تعلیمات سکرٹری انجمن ترقی اُردو اَورنگ آباد

۲۹۔ آپ کے ایک خط کا جواب کئی روز ہوئے بھیج چکا ہوں۔ دوسرے خط میں جس فرمائش کا آپ نے ذکر لکھا ہے عزیزی غلام الثقلین کا خط اسی مضمون کا میرے پاس آچکا ہے۔ اگر وقت نے مساعدت کی تو میں عزیز مذکور کی تحریر کے موافق کچھ مختصر حالات اپنی زندگی اور ورکس کے لکھ کر اُن کے پاس بھیجدوں گا وہ جناب نواب عماد الملک بہادر کیخدمت میں بھیجدیں گے۔ سرسید کی لائف کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے میں بہت خوشی کے ساتھ اسکی تعمیل کرونگا۔ والسلام خیر ختام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۵ جولائی ۱۸۹۹ء

۳۰۔ مکرمی! افسر کا پہلا نمبر موصول ہوا۔ اسوقت دو تین میگزین ملک میں بہت عمدہ نکل رہے ہیں جیسے معارف۔ ادیب وغیرہ۔ آپ کا کام یہ ہے کہ اپنے میگزین کو سب سے فائق کردو مگر یہ کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اس نمبر کی جان نواب عماد الملک کا مضمون تھا۔ اصلی مضمون انگریزی میں کس مرتبہ کا ہوگا جبکہ اردو میں اسمیں اس قدر لطافت باقی ہے ترجمہ بھی نہایت ہی عمدہ کیا گیا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ پبلک کے مذاق کے موافق کس قسم کے مضامین ہونے چاہئیں مگر میرے نزدیک ایسے پالتسات مضمون آپ کے رسالہ میں نکل گئے تو اس رسالہ کی بہت شہرت ہو جائے گی۔ میں جب تک کہ سرسید کی لائف سے

فارغ نہ ہولوں کچھ نہیں لکھ سکتا۔

الطاف حسین حالی از پانی پت - ۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء

۱۳۱- افسر کا پانچواں نمبر پہنچا۔ نہایت افسوس ہے کہ صحت کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا۔ اول تو صحت ہر مضمون میں نہایت ضروری ہے اور خاص کر ایسے مضامین میں جو ایک بڑے گروہ کے مذہبی خیالات کے برخلاف شائع ہوتے ہیں صحت کا نہ ہونا نہایت قابلِ اعتراض ہے۔ مولوی چراغ علی مرحوم کے مضمون "استرقاق و تسری" میں اس قدر غلطیاں ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس مضمون کو از سرِ نو صحیح کر کے چھپوایا جائے ورنہ کم سے کم آن کے آئندہ مضامین میں صحت کا زیادہ اہتمام کیا جائے۔ اگر صحت کا انتظام اچھا نہ ہوگا تو آپ کا رسالہ بدنام ہو جائے گا۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی - ۹ مئی ۱۹۰۶ء

۱۳۲- مولوی صاحب شفیق و مکرم! افسر کا چھٹا نمبر پہنچا "جدید اردو لٹریچر کے مشہور مصنفین" پر جو ریویو آپ نے تحریر فرمایا ہے اسکو میں نے بہت غور سے پڑھا۔ شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے۔ اڈیٹر پنجاب آبزرور نے یہ اسے میرے پاس بھی بھیجا تھا مگر چونکہ وہ انگریزی میں تھا اسلیے میں اسکے مضمون سے مطلع نہیں ہو سکا۔ ہاں سرسری طور پر اس زمانہ میں جبکہ یہ مضمون پنجاب آبزرور میں چھپ رہا تھا میں نے یہ سنا تھا کہ انھوں نے فلاں فلاں اشخاص کے لٹریری ورکس پر کچھ لکھا ہے اور جو کچھ میری نسبت لکھا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ اسکا بھی کسی دوست نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ شیخ عبدالقادر صاحب تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں میں

ایک ممتاز شخص ہیں اور میرے دوست ہیں۔ اُن کو نہ صرف انگلش لٹریچر سے بلکہ اردو لٹریچر سے بھی ایک خاص مناسبت ہے اور اس کا ثبوت یہی اِستے ہے جو انھوں نے جدید اردو لٹریچر کے مصنفین پر لکھا ہے اور اِس باب میں شمال مغربی اضلاع کے لوگوں پر جو کہ اپنے تئیں اُردو زبان کا مالک سمجھتے ہیں اپنی فوقیت ثابت کردی ہے کیونکہ آج تک دِلّی سے لکھنؤ تک کے کسی شخص نے اِس مضمون پر قلم نہیں اُٹھایا۔ رہی یہ بات کہ بعض جزئیات میں آپ نے اُن سے اختلاف کیا ہے سو یہ اپنا اپنا مذاق اور اپنا اپنا ٹیسٹ ہے۔ مجھے بھی اُنکی رائے سے کسیقدر اختلاف ہے نہ اِس نظر سے کہ اُن کی رائے میری نثر کی نسبت اچھی نہیں ہے بلکہ زیادہ تر اِسوجہ سے کہ اردو لٹریچر کے ہیروز کا انتخاب جو اُنھوں نے کیا ہے وہ نہ جامع ہے اور نہ مانع۔

میں آپ کے ریمارکس کا جو آپ نے میری نثر کی نسبت کیے ہیں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں مگر سچ یہ ہے کہ ہماری اور ہمارے معصرونکی نظم و نثر پر صحیح رائیں اُسوقت تک جب تک کہ ہم اور ہمارے طرفدار یا ہمارے مخالف دنیا میں موجود ہیں قائم نہیں ہوسکتیں بلکہ خود ہم میں سے کوئی شخص یہ نہیں بتاسکتا کہ اُس کے اسٹائل میں کونسی ایسی خوبی ہے جسکی وجہ سے وہ اسکو اوروں کی طرز پر ترجیح دے سکتا ہے ؎

میگریم و از گریہ چو طفلم خبرے نیست
در دل ہوسے ہست و ندانم کہ کدام ست

امید ہے کہ آپ اور آپ کے تمام دوست اور متعلقین اور اعوان و انصار بخیریت ہوں گے۔ اِس رسالہ کے ترقی دینے میں جہانتک ہوسکے

کوشش کیجیے اور نہایت استقلال کے ساتھ اس کو برابر جاری رکھیے
ان شاء اللہ تعالیٰ آخر کار خاطر خواہ کامیابی ہوگی۔ والسلام

خاکسار دعاگو الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۹ رجون ۱۹۰۰ء

۳۳۔ آپ کی یادآوری اور ہمدردی کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں مگر جو عجیب اور مجرب نسخہ آپ نے تحریر فرمایا ہے اُس میں تینوں دواؤں کا کچھ وزن نہیں لکھا اور دودھ کا وزن چار سیر لکھا ہے۔ پس جو دوائیں اس میں جوشش ہوں گی اُن کا وزن بھی معلوم ہونا ضرور ہے امید ہے کہ آپ تکلیف فرما کر اُن صاحب سے جنہوں نے ازراہ عنایت یہ نسخہ بتایا ہے دوبارہ ملیں گے اور میری طرف سے بہت بہت شکریہ ادا کرنے کے بعد دواؤں کا وزن دریافت کرکے خاکسار کو مطلع فرمائینگے جناب میرن صاحب اگر ابھی اس طرف کو روانہ نہ ہوئے ہوں تو میری طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کے بعد کہہ دیجیے گا کہ جناب بھائی حکیم محمد علی صاحب نے پنجشنبہ گزشتہ کو انتقال فرمایا اسی وجہ سے آپکو ابتک خط نہیں لکھ سکا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مفصل حالات عرض کروں گا اگر امام جی وہاں تشریف رکھتے ہوں تو اُن کی خدمت میں بھی سلام و نیاز کہہ دیجیے گا۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین از پانی پت۔ ۷ر جولائی ۱۹۰۰ء

۳۴۔ مکرمی! معاف کیجیے گا آپ کے خط کا جواب لکھنے میں کسی قدر دیر ہوگئی۔ سرسید کی لائف کے ۴۰۰ صفحے چھپ چکے ہیں اور تقریباً ۳۰۰ باقی ہیں۔ اہل مطبع کی سستی یا غفلت سے کام بند نہیں ہوا بلکہ ابھی پچھلے دنوں میں ایک مدت تک معطل رہا اور زیادہ تر تاخیر کی یہ

وجہ ہوئی کہ لائف میں ایک مقام کسی قدر دشوار آگیا تھا اور زیادہ غور کی ضرورت تھی۔ اسی وجہ سے چار پانچ مہینے تک کام بالکل بند رہا مگر اب قریب سوا سو صفحہ کے مسودہ تیار ہوگیا ہے۔ دس بارہ روز میں مطبع کو روانہ ہوجائے گا پھر آگے میدان صاف ہے۔ امید ہے کہ اس سال کے آخر تک کتاب ختم اور شائع ہوجائے۔ اُس وقت میں بہت خوشی سے اپنا فارسی کلام مرتب کرکے آپ کو دونگا اور اگر آپ چاہیں گے تو اُسی کے ساتھ دس پندرہ صفحے عربی نظم و نثر کے بھی شامل کردوں گا۔

جن لوگوں کو آپ نے اِس غرض سے انتخاب کیا ہے کہ اُن کے کلام پر کرٹکل راستے لکھے جائیں اُن میں سے ایک شخص کا نام ہونے سے اور ایک کا نہ ہونے سے نہایت تعجب ہوا۔ مولوی سید احمد میرے نہایت دوست ہیں اور اردو ڈکشنری لکھنے میں جو محنت اور استقلال اُنہوں نے دکھایا ہے اُس کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔ اُنکی ڈکشنری پر ۱۸۸۸ء میں ایک لمبا ریویو میں خود لکھ چکا ہوں مگر ماڈرن اُردو لٹریچر کا ہیرو میں اُن کو نہیں کہہ سکتا اور اس سے بھی زیادہ تعجب شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کا نام چھوڑ دینے پر ہے۔ اِس فروگذاشت کو سوا اِس کے کہ آپ کو انتخاب کرتے وقت اُن کا خیال نہ آیا ہو میں اور کسی بات پر محمول نہیں کرسکتا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کو میں خوب جانتا ہوں۔ اور اُنکی نسبت جو عمدہ رائے آپ نے ظاہر کی ہے میں اُس سے بالکل اتفاق رکھتا ہوں اور آپ کے اِس انتخاب کو دل سے پسند کرتا ہوں۔ بہرحال آپ یہ اسٹیز ضرور لکھیے کہ اردو لٹریچر میں درحقیقت اب تک کوئی نمونہ یورپین کرٹزم کا موجود نہیں ہے۔

انسٹیٹیوٹ گزٹ کی جلدوں میں سے سرسید کے مضامین کو انتخاب کر کے چھپوانا بڑا ضروری کام ہے۔ میں نے خود ۱۸۸۵ء یا ۱۸۸۶ء میں کاتب سے اُن کا لکھوانا شروع کیا تھا اور تقریباً سوسوا سو صفحے لکھے جا چکے تھے مگر ایک دن سرسید کی نظر پڑ گئی اُنھوں نے بعض مصالح سے اُن کا لکھوانا بند کرا دیا لیکن میرے نزدیک اُن کا چھپوانا ضرور ہے۔ جو جلدیں سید محمود اور سوسائٹی کے قبضے میں ہیں اُن کا ملنا تو دشوار ہے۔ ہاں مولوی زین العابدین خاں کے ہاں تمام فائل ابتدائے قیام سائنٹفک سوسائٹی سے اخیر تک موجود ہیں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ وہ سب جلدیں آپ کے پاس بھجوا دیں ہاں یہ ممکن ہے کہ آپ خود آ کر چند ماہ علیگڈھ میں قیام کریں اور اُنہیں کے مکان پر بیٹھ کر اُن مضامین کو نقل کر لیں۔ اگر یہ کام آپ کی کوشش سے سرانجام ہو جائے تو بہت بڑا کام ہے۔ میرن صاحب کی خدمت میں میری طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کہہ دیجئے گا۔ میں نے اُن کی خدمت میں اُن کے خط کا جواب فوراً لکھ بھیجا تھا۔ جب اُس کا جواب نہ آیا تو ادھر سے بھی بلاشبہ خط بھیجنے میں کوتاہی ہوئی۔ آپ اُن سے بتاکید تمام کہہ دیجئے گا کہ اپنی تمام سرگذشت اول سے آخر تک خاکسار کو لکھ کر بھیجیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ فصیح الملک نے آپ کے باب میں کوئی کارروائی کی یا نہیں؟ آپ کا ارادہ کب تک مراجعت کرنے کا ہے اور کامیابی کی کچھ امید ہے یا نہیں؟ زیادہ نیاز

خاکسار حالی

۳۵- مکرمی و شفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کو ایک تکلیف دیتا ہوں امید ہے کہ آپ اُس کو گوارا فرمائیں گے۔ سُنا ہے کہ کتاب "تمدن عرب" کی قیمت بجائے لصہ کے اب لعصہ قرار پا گئی ہے۔ آج کے اخبار چودھویں صدی

ہیں بہت معتبر طور پر یہ خبر لکھی ہے۔ ایک تو یہ کتاب مطلوب ہے (بشرطیکہ اسکی قیمت لہعہ ہوگئی ہو) یہ بھی اخبار مذکور میں لکھا ہے کہ یہ کتاب منشی غلام محمد سکرٹری انجمن اظہار الحق واقع ترپ بازار کے پاس ملتی ہے دوسری کتاب "تذکرۃ الحفاظ" اسماء الرجال میں سے جو دائرۃ المعارف میں چھپی ہے اور شاید دو یا چار جلدوں میں ہے۔ تیسری کتاب "کنز العمال" ہے جو شاید چار سے بھی زیادہ جلدوں میں ہے۔ یہ حدیث کی ایک نہایت جامع کتاب ہے جسمیں کل کتب حدیث کی روایات ہندوستان کے ایک عالم نے جمع کی ہیں۔ یہ بھی دائرۃ المعارف میں چھپی ہے۔ یہ تینوں کتابیں میں خریدنا چاہتا ہوں۔ اول آپ مہربانی کر کے مجھے اِس امر سے مطلع فرمائیے کہ ان تینوں کی مجموعی قیمت کیا ہوگی اور اگر ویلیو پے ایبل منگائی جائیں گی تو کل کیا خرچ پڑیگا اور اگر وہیں قیمت ادا کر دی جائے گی تو کیا خرچ پڑیگا اور تینوں کتابیں جنکی بڑی بڑی موٹی جلدیں بارہ تیرہ سے کم نہ ہوں گی میں سمجھتا ہوں مال گاڑی میں بھیجی جاسکیں گی۔ اگر وہاں قیمت ادا کرنے میں کچھ کفایت ہو تو اسکی سبیل یہ ہے کہ مجھے دفتر ناظم تعلیمات سرکار عالی سے بابت قیمت کتب جو سال گذشتہ میں بھیجی گئی تھیں کچھ اوپر ڈھائی سو روپیہ لینا ہے۔ اگر آپ لکھیں گے تو میں ناظم صاحب کے دفتر میں لکھ بھیجوں گا کہ اتنا روپیہ مولوی عبدالحق صاحبکو مل جائے۔

یہ خط میں ختم کرنے نہیں پایا تھا کہ آپ کا رقعہ برخوردار غلام الثقلین کے خط میں لپٹا ہوا پہنچا۔ حیات جاوید کا حال یہ ہے کہ جو تصویریں سید صاحب کی ولایت سے بمعرفت آرنلڈ صاحب کے چھپوا کر منگوائی گئی تھیں

ایک خاص وجہ سے وہ نہیں لگائی جاسکتیں اِس لیے اور تصویر یہاں چھپوانی پڑیگی - دوسرے فہرست اور انڈکس اور غلط نامہ ابھی نہیں چھپا میں انڈکس بنا رہا ہوں - یہ تیار ہوجائے تو کاتب کے پاس تینوں چیزیں بھیجی جائیں - بہرحال امید ہے کہ فروری کے آخر تک کتاب بہمہ جہت تیار ہوجائے گی - اُس وقت آپ کی مطلوبہ جلدیں فوراً کانپور ہی سے روانہ ہوجائیں گی اور ایک جلد ہدیۃً آپ کے لیے بھی اُسی پارسل میں بھیجی جائیگی -

عزیزی غلام الثقلین سے بعد دعا کے کہدیجیے گا کہ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے - میں بھی بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں - رام پور جاتے ہوئے مولوی سید مہدی حسن صاحب سے ریل میں ملاقات ہوئی تھی - انھوں نے بہ اصرار مجھ سے کہا تھا کہ "اگر غلام الثقلین صاحب برٹش انڈیا میں پریکٹس کرنی چاہیں تو میرے نزدیک لکھنؤ سے بہتر اُن کے لیے کوئی سٹیشن مناسب نہیں ہوسکتا - اگرچہ لکھنؤ میں وکیلوں اور بیرسٹروں کی بہت کثرت ہے مگر پھر بھی وہاں میدان وسیع ہے اگر وہ لکھنؤ میں آجائیں گے تو میں اور وہ شراکت میں پریکٹس کریں گے" وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میری وکالت بعنایت الٰہی بہت عمدہ حالت میں ہے - والسلام

خاکسار الطاف حسین از پانی پت

۳۶ - شفیقی و مکرمی سلمہم اللہ تعالیٰ - آپ کا محبت نامہ پہنچا - جو محبت آمیز الفاظ آپ نے میری نسبت لکھے ہیں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر کمیشن لینے یا نہ لینے کو دوستی اور محبت سے کچھ علاقہ نہیں نہایت سچا اور چجا ہوا مقولہ ہے تَعَاشَرُوا كَالْإِخْوَانِ وَتَعَامَلُوا كَالْأَجَانِبِ اسکے

سوا اگر آپ کی مالی حالت قابلِ اطمینان ہوتی تو بھی مضائقہ نہ تھا کہ آپ یہ تکلیف بلا معاوضہ گوارا کرتے مگر جہاں تک مجھ کو معلوم ہے میں آپ کی حالت کو ایسا نہیں پاتا۔ حیدرآباد میں سوڈیڑھ سو کی ماہوار آمدنی ایسی ہی ہے جیسے یہاں پندرہ بیس روپیہ ماہوار کی۔ بہرحال میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ اس معاملہ میں ہرگز کچھ پس وپیش نہ کریں۔

میں نے ایک نظم کچھ اوپر ساٹھ بیت کی ملکہ معظمہ کی وفات پر لکھی ہے جسکی نسبت میرا ارادہ افسر میں چھپوانے کا تھا مگر چونکہ وہ نظم کالج کے ایک ٹرسٹی ہونے کی حیثیت سے میں نے لکھی ہے اور اُس میں کالج کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اتفاق سے انہیں دنوں میں علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نواب محسن الملک کی توجہ سے از سرنو جاری ہوگیا ہے۔ جسکا دوسرا نمبر کل شائع ہوگیا ہوگا۔ اس لیے یہی مناسب معلوم ہوا کہ علی گڈھ ہی سے وہ پہلی بار شائع کی جائے۔ امید ہے کہ وہ سہ شنبہ آئندہ میں شائع ہو جائے گی۔ غالباً آپ کے ہاں ضرور یہ پرچہ جاتا ہوگا۔

حیاتِ جاوید کی انڈکس بڑی مشکل سے تیار ہوئی اور کل مطبع میں بھیجدی گئی۔ اب امید ہے کہ کتاب جلد شائع ہو جائے گی اور آپ کی مطلوبہ جلدیں عنقریب آپ کے دفتر میں پہنچ جائیں گی۔ ڈھائی سو کے کلدار کی کتابیں جو ہر سال سررشتۂ تعلیمات سرکارِ عالی میں خریدی جاتی ہیں وہ بھی اُسی پارسل میں بھجوادی جائیں گی اور آپ وہاں سے سررشتۂ تعلیمات میں بہ آسانی پہنچا سکیں گے۔ اگر ممکن ہو تو سالِ گذشتہ کی کتابوں کی قیمت (جواب تک وصول نہیں ہوئی)

اُس کی یاددہانی آپ نواب عماد الملک بہادر کے دفتر میں کسی مناسب
طریقہ سے کرادیں اور اگر یہ امید ہو کہ دو نو سالوں کی کتابوں کی قیمت
ایک ہی دفعہ وصول ہوسکیگی تو ابھی ملتوی رکھیے - جب حیاتِ جاوید کی
جلدیں پہنچ جائیں اُس وقت تحریک کرنی چاہیئے - جو نسخہ آپ نے ازراہ
محبت برص کے لیے تلاش کرکے بھیجا تھا اُس کے اجزا میر نصاحب نے
بڑی جستجو سے بہم پہنچا کر دلی سے بھیجے تھے اُن کو موافق ہدایت کے
تیار کرایا گیا مگر اتنی غلطی ہوگئی کہ دودھ جب جوش ہوچکا تو چولھے سے
اُتار کر بالکل ٹھنڈا کر لیا گیا اور اُس وقت اسمیں جامن ڈالی گئی حالانکہ
قاعدہ یہ ہے کہ جب دودھ میں کسی قدر گرمی باقی رہتی ہے اُسوقت جامن
ڈالتے ہیں - نتیجہ یہ ہوا کہ دودھ کسی طرح نہ جما - اُس کو دوبارہ آنچ دیکر
پھر جامن ڈالی گئی مگر پھر بھی وہ نہ جما - لاچار دودھ ہی کو بلو لیا گیا - کوئی
دو ڈھائی پیسہ بھر مکھن نکلا اُس کا استعمال اب تک جاری ہے مگر مکھن
کی صورت اور کیفیت بالکل بگڑ گئی ہے - ظاہرا کالا سنکھیا اور بچھناگ
اصلی جو ایک بار دودھ میں جوش ہوچکا ہے وہ تو اب کسی کام کا نہ
رہا ہوگا - اِس لیے یہ ارادہ ہے کہ دلی سے دوبارہ تینوں اجزا منگا کر
پھر مکھن نکلوایا جائے - دس بارہ روز سے مکھن کا استعمال ہورہا ہے
مگر ابھی کسی قسم کا نفع محسوس نہیں ہوا - جن صاحب نے یہ نسخہ عنایت
فرمایا ہے اُن سے بھی اس کا ذکر کیجیے گا اور جو کچھ وہ فرمائیں اُس سے
مجھے مطلع فرمائیگا - منشی ضیاء الحق صاحب کا ایک خط بابت
مطلب حیاتِ جاوید آیا تھا مگر ابھی تک نہ اُن کو جواب لکھ سکا اور نہ
کتاب بھیج سکا - اگر آپ اُن کو خط لکھیں تو میری طرف سے بعد سلام

و نیاز کے لکھ بھیجیے گا کہ جس وقت کتاب تیار ہو جائے گی فوراً ارسال کی جائے گی۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت

نواب عماد الملک بہادر کی فرمائش پوری کرنے کا اب موقع ملا ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب کچھ اپنا حال لکھ کر بھیجوں گا +

۱۷؍ مارچ ۱۹۰۱ء

پانی پت

۳۷ - مکرمی! منشی رحمت اللہ رعد نے کتاب حیاتِ جاوید کا اشتہار جنتری میں بغیر میرے مشورہ کے درج کر کے بڑی دقت میں ڈال دیا جسکی تفصیل طولانی ہے۔ اُسی غلطی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب تک کتاب شائع نہ ہو سکی۔ اس خط کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اُنہوں نے قسم اول کے کاغذ کی جلدیں کلکتہ کی نیومن کمپنی کے کارخانہ میں جلد بندی کے لیے بھیجدی ہیں جن کی اُجرت فی جلد ۱۲؍ قرار پائی ہے اور مجھے لکھا ہے کہ انہیں سے جسقدر جلدیں حیدرآباد بھیجنی ہوں اُن سی اطلاع دیجیے تاکہ کلکتہ لکھدیا جائے کہ اس قدر جلدیں وہاں سے براہِ راست حیدرآباد کو بھیجدی جائیں۔ چونکہ اتنی مہلت نہ تھی کہ اول آپ سے پوچھ کر اُن کو جواب لکھوں اسلیے میں نے اُن کو لکھ بھیجا ہے کہ ۲۴ کاپیاں آپ کے پاس روانہ کرا دیں۔ اور باقی درجۂ دویم کی پونے دوسو جلدیں وہ کانپور سے عنقریب آپ کے پاس بھیجیں گے۔ اُن میں سے جسقدر ڈاکٹر صاحب اجازت دیں اُس قدر اول درجہ کی اور باقی درجۂ دویم کی ملا کر ڈھائی سو روپیہ سکۂ کمپنی کی کتابیں تو سررشتۂ تعلیم میں بابت ۱۹۰۱ء کے داخل کرا دیجیے گا اور داخل کرنے سے پہلے

مجھے لکھ بھیجیے گا کہ اتنی کتابیں درجۂ اول کی اور اتنی درجۂ دویم کی داخل کی جائیں گی تاکہ اُن کی قیمت کا بِل یہاں سے بنا کر بھیجدیا جائے اور باقی کتابیں امید ہے کہ آپ لوکل اشتہارات کی مدد سے حیدرآباد اور بیرونجات میں فروخت کرسکیں گے۔ اگر آپ لکھیں تو درجۂ دویم کی کتابیں صرف ڈیڑھ سو یا سوا سو بھیجدی جائیں مگر مجھے بہت جلد اطلاع ہونی چاہیئے۔ درجۂ سویم کی کتابیں صرف دو سو چھپی ہیں سو اسی قدر فرمائشیں اُن کے لیے آچکی ہیں پس اُن میں سے حیدرآباد کوئی کاپی نہیں جاسکتی۔

نواب عماد الملک بہادر کی فرمائش جو بہت دن سے ہو رہی تھی میں نے اسکی تعمیل کر دی ہے اور اپنا مختصر حال اور جو امور اس کے متعلق انہوں نے استفسار فرمائے تھے بقدر ضرورت لکھ کر آج چار روز ہوئے اُن کی خدمت میں بھیج چکا ہوں اگر آپ سے کبھی ملاقات ہو تو اس کا ذکر کر دیجیے گا اور یہ بھی پوچھیے گا کہ جو امور آپ دریافت فرمانا چاہتے تھے وہ سب اُس تحریر میں بیان ہو گئے ہیں یا نہیں؟

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کا تقرر مددگار معتمد امور مذہبی کے عہدہ پر عزیزی غلام الثقلین کی تحریر سے معلوم ہو کر بے انتہا مسرت ہوئی ہے۔ اگر آپ اُن سے ملیں تو میری طرف سے بعد سلام و نیاز کے کہہ دیجیے گا کہ اگرچہ آپ کے علم و فضل و لیاقت کے مقابلہ میں یہ عہدہ چنداں امتیاز نہیں رکھتا مگر بہر حال لاہور کی خدمت سے جسپر مسٹر آرنلڈ آپ کو بلانا چاہتے تھے میرے نزدیک بہت بہتر ہے خصوصاً اِس وجہ سے کہ آپ کو تصنیف و تالیف کا یہاں زیادہ موقع ملیگا

اور قوم کو آپ زیادہ فائدہ پہنچا سکیں گے۔ زیادہ نیاز

خاکسار حالی

۷ مئی ۱۹۰۱ء — پانی پت - ضلع کرنال

یہ کیا کسی مولوی سید علی حسن فلک کو بلگرامی سے بڑی بڑی امیدوں کا [illegible] فوت ہو گیا انکی سوا صاحب سے خیال کیا جاتا ہے کہ تمام ریاست [illegible] [illegible]

۸۳ - مکرمی و شفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ - آپ کا کارڈ اور خط دونوں پہنچے - خدا کا شکر ہے کہ کانپور سے کتابیں پہنچ گئیں - امید ہے کہ کلکتہ سے درجۂ اول کی کتابیں بھی عنقریب پہنچیں گی - جسوقت وہاں سے کتابیں آجائیں ایک کارڈ اطلاعی ازراہِ عنایت بھیج دیجئے گا ......

امید ہے کہ آپ کی طبیعت اب بالکل اعتدال پر آگئی ہوگی مگر قولنج کا مرض جو دورہ از حال آپ کو لاحق ہوا تھا یہ ایک ایسا مرض ہے کہ اس سے افاقہ ہونے کے بعد بھی غافل نہ رہنا چاہیئے اور ایسی تدابیر کرنی چاہئیں اور کھانے پینے میں ایسی احتیاط کرنی چاہیئے کہ اسکی بیخ کنی ہو جائے اور پھر اُس کا دورہ نہ پڑے - غالباً میرن صاحب حیدرآباد سے روانہ ہو گئے ہوں گے اُن کو مولوی سید علی صاحب کے چلے آنے سے سخت صدمہ پہنچا ہے اور ظاہرا حیدرآباد میں یہ اُن کا آخری پھیرا تھا بعض اخبارات [illegible] .... آپ مہربانی کرکے ایک ایک جلد درجۂ دوم کی مولانا شبلی اور مولوی عزیز مرزا صاحب کی نذر کر دیجئے گا - نواب عماد الملک بہادر کو علیحدہ کتاب دینے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ سررشتہ تعلیمات میں جسقدر کتابیں جائیں گی وہ سب اُن کے قبضے میں ہیں -

شاید آپ کو معلوم نہ ہو اس کتاب کی تیاری کی [illegible] اسمیں قدر روپیہ صرف ہو گیا ہے کہ اگر کل کتابیں فروخت ہو جائیں تو بھی امید

نہیں کہ اصل لاگت وصول ہو مگر میں خوش ہوں کہ ایک بہت بڑے
فرض سے جو تمام قوم کے ذمہ تھا کسی قدر سبکدوشی ہوگئی ہے - میرا
ارادہ تھا کہ مولوی سید علی حسن صاحب کی معرفت نواب مدار المہام
بہادر کی خدمت میں ایک نسخہ بطریق نذر پیش کیا جاتا اور یہ درخواست
کی جاتی کہ اسکی کچھ زائد جلدیں معمولی تعداد کے علاوہ سرکار عالی میں
خرید کی جائیں - سو وہ موقع نواب ہاتھ سے جاتا رہا ...... نواب عماد الملک بہادر
...... میں ہرگز یہ خیال نہیں کرتا کہ میں نے اس عجیب وغریب
شخص کی بائیوگرفی لکھنے کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے بلکہ مجھے اپنی کمزوریاں
اور لغزشیں بخوبی معلوم ہیں اور میں علی الاعلان اقرار کرتا ہوں کہ مجھ سے
اس بائیوگرفی کا حق ادا نہیں ہوسکا - لیکن میں نے اپنی طرف سے
کوشش کرنے میں کمی نہیں کی اور چھ برس تک اس کام کے سوا
دوسری طرف متوجہ نہیں ہوا کسی متنفس نے قلم سے یا درم سے براہ راست
اس کام میں مجھے مدد نہیں دی (الا ماشاء اللہ) پس اگرچہ یہ کام
فی نفسہٖ کچھ قدر کے لائق نہ ہو مگر اس لحاظ سے کہ میں نے اس کے
سرانجام کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کی ہے ضرور توجہ کے
لائق ہے ؎

اگر بیاں کند بہرام گورے
نہ چوں پائے ملخ باشد زمورے

میں اس موقع پر آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں - جب میں نے مسدس
مد و جزر اسلام کا پہلا اڈیشن نکالا اور اسکی ایک جلد سرسید مرحوم
کے پاس بھیجی تو بغیر اس کے کہ میں نے اس مرحوم سے کوئی درخواست

کی ہو فوراً مجھ سے پوچھا کہ آپ نے اِس کی کتنی جلدیں چھپوائی ہیں
میں نے جواب لکھ بھیجا۔ اُنھوں نے اُسی وقت ایک فہرست اپنے احباب کی
مجھے لکھ کر بھیجی کہ اتنی جلدیں فلاں دوست کو اور اتنی فلاں کو اور
اتنی وہاں اور اتنی وہاں بھیجدو۔ اور اپنے دوستوں کو لکھ بھیجا کہ
کتابیں پہنچتے ہی قیمت مصنف کے پاس بھیجدیجئے۔ چنانچہ مہینا ڈیڑھ
مہینے میں جسقدر جلدیں چھپوائی تھیں سب فروخت ہوگئیں اور دوسرا
اڈیشن چھپوانے کی ضرورت ہوئی۔ افسوس ہے کہ یہ خیالات وہ
شخص اپنے ساتھ لے گیا۔ اب اُن کے بڑے بڑے ذی مقدور دوست
اِس بات کے متوقع ہیں کہ اُن کی جناب میں کتابیں مفت نذر کیجائیں۔
بعضے قیمت بہت گراں بتاتے ہیں اور یہ تو کسی سے بھی امید نہیں کہ
مصنف کی محنت کی کچھ داد دیجائے یا کچھ قدر کی جائے ؎

سوختیم و سوزشِ ما برکسے ظاہر نشد
چوں چراغانِ شبِ مہتاب بے جا سوختیم

خاکسار الطاف حسین حالی

۳۹۔ میں ایسے مکروہات میں پھنسا رہا کہ آپ کے خط کا جواب
اب تک نہیں دے سکا۔ آپ مہربانی کرکے مطلع فرمائیے کہ کلکتہ سے
دوسرا پارسل درجۂ اول کی کتابوں کا جو بہت دن ہوئے وہاں سے
روانہ ہوچکا ہے پہنچ گیا یا نہیں؟ اور آپ کو کتابوں کے محصول کی
بابت اپنے پاس سے اب تک کیا دینا پڑا؟ اگر کلکتہ سے کتابیں آگئی ہوں
تو از راہِ عنایت ڈھائی سو سکرٌ کمپنی کی کتابیں بابت سال حال کے
دفترِ تعلیمات میں داخل کردیں اور دونوں سالوں کی قیمت کے پانسو روپے

جہاں تک جلد وصول ہو سکیں لیکر بذریعہ کرنسی نوٹس کے نصف نصف ٹکروں کے دو دفعہ کرکے میرے پاس بھجوا دیجئے کیونکہ مطبع کا ابھی بہت روپیہ ادا کرنا باقی ہے اور تقاضے پر تقاضا آرہا ہے۔ اگر آپ کے پاس کچھ روپیہ بابت فروخت کتب جمع ہو گیا ہو تو ساتھ کیساتھ روانہ کردیجئے گا۔ میرن صاحب کے آنیکا بیحد انتظار ہے والسلام

آ ۲۶ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

پانی پت ۲۴ر اگست سنہ ۱۹۰۱ء

۴۰۔ مکرمی وشفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ۔ مئی اور جون کا افسر پہنچا حیاتِ جاوید پر آپ کا ریویو دیکھا جو کلمات بتقاضائے محبت تصنیف اور مصنف کے حق میں بے اختیار آپ کے قلم سے ٹپک پڑے ہیں اگرچہ میں اپنے تئیں اُن کا مستحق نہیں سمجھتا لیکن بہرحال آپ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض جانتا ہوں۔ یہ وہی خصلت ہے جسکو اہلِ ایران یار فروشی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور ہماری زبان میں چھڑک چھڑک کر بیچنا کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کرے۔

مئی کے پرچہ میں مسئلہ ازدواج پر جو مولوی محمد اختر صاحب کا مضمون چھپا ہے اُس کی کچھ تعریف نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف میں نے بلکہ جس شخص نے اسکو دیکھا حد سے زیادہ پسند کیا۔ آپ کے ریویو کی تعریف کرنی مجھکو زیبا نہیں ہے ورنہ وہی مثل ہوگی "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"۔

۱۰ر اگست کو مولوی سید علی حسن صاحب دلی تشریف لائے تھے

اور ازراہِ عنایت پانی پت آنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر میں نے اپنے
دہلوی دوستوں کو تاکید کر دی تھی کہ اُن کے دلی پہنچنے سے پہلے
مجھے تار دیدیں اور مولوی صاحب کو جبکہ وہ دلی پہنچ جائیں پانی پت کے
ارادہ سے باز رکھیں۔ الغرض ۱۱ اگست کو میں دلی پہنچ گیا۔ مولوی صاحب سے
مل کر (کہ اس سے پہلے کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا) اسقدر خوشی
ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ حیاتِ جاوید کے حد سے زیادہ مداح تھے
اور معلوم ہوتا تھا کہ اول سے آخر تک بنظرِ غور مطالعہ کیا ہے۔ میں
تیسرے روز وہاں سے چلا آیا تھا۔ چلتے وقت بہت تاکید سے کہا تھا
کہ ایک عرضی نواب مدارالمہام بہادر کے نام کی لکھ کر میرے پاس بھیجدیجیے
تاکہ وہاں تحریک کیجائے کہ علاوہ ڈھائی سو سالانہ کے کچھ زائد تعداد
اِس کتاب کے نسخوں کی خریدی جائے مگر افسوس ہے کہ اب تک
عدیم الفرصتی کے سبب میں وہاں عرضی نہیں بھیج سکا۔ آپ کا بھی
ذکرِ خیر آیا تھا افسوس کرتے تھے کہ اُن کے لیے مجھ سے کچھ نہ ہو سکا۔

[ایک صفحہ کی عبارت خط سے حذف کر دی گئی ہے]

.... اس وقت
روپیہ کی حد سے زیادہ ضرورت ہے خصوصاً اِس وجہ سے کہ میں پانی پت
کی آبادی سے کسی قدر الگ ایک مکان اپنی بقیہ زندگی بسر کرنیکے لیے
بنوانا چاہتا ہوں کیونکہ بغیر اسکے جو چند انفاس زندگی کے باقی ہیں اُنھیں
کوئی ایسا کام جو اخیر زندگی میں کرنے کے لائق ہو سرانجام نہیں ہو سکتا

دل اب صحبت سے کوسوں بھاگتا ہے
بس اب یاروں سے شرمانا پڑے گا

زیادہ دعا و سلام ؛ خاکسار دعاگو الطاف حسین حالی

۲۸ر نومبر ۱۹۱۰ء   اصل موجود نہیں   پانی پت

۴۱۔ جناب مولانا۔ مکرمت نامہ پہنچا۔ آپ کی پرسشِ کریمانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؎

میتواں بود عمر ہا بیمار
گر عیادت کنندہ چوں تو بود

میں فی الواقع سخت بیمار ہو گیا تھا۔ دلی کے ایک ڈاکٹر کی رائے تھی کہ خفیف نمونیہ ہو گیا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ دلی سے اٹھارویں روز بخیریت پانی پت میں پہنچ گیا۔ اب اچھا ہوں۔ ضعف اور ایک آدھ خفیف شکایت کے سوا اور کوئی خلش باقی نہیں ہے۔

اِس علالت سے پہلے مدراس آنے کا ارادہ روز بروز قوت پکڑتا جاتا تھا مگر اب ہمت بالکل ٹوٹ گئی ہے ع

اُمید وصالِ تو بمرد گر افتاد

آپ کی نسبت مولوی عبد الاحد کی روایت دلی میں یہ سنی گئی تھی کہ آپ کا ارادہ قطع تعلق کر کے حیدر آباد سے واپس آنے کا ہے۔ لیکن علیگڈھ میں محسن الملک اور مولوی حبیب الرحمٰن خاں نے اِس روایت کی تغلیط کی اور آپ کے عنایت نامہ سے بھی اِس کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی والحمد للہ علیٰ ذالک۔

کبھی کبھی خیریت مزاجِ مبارک سے مطلع فرماتے رہا کیجیے۔ جی بے اختیار چاہتا ہے کہ آپ سے دیر تک باتیں کیے جائیے مگر ضعف مانع ہے اِس لیے نیاز نامہ کو اِس بیت پر ختم کرتا ہوں ؎

خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں   دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا

آپ کا نیاز مند الطاف حسین حالی

پانی پت ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۲ء

۴۲ - مولوی صاحب شفیق و مکرم دام عنایتہم! آپ کا محبت نامہ پہنچا - میں اس بات میں متردد تھا کہ آپ دلی سے حیدر آباد تشریف لے گئے یا ہاپوڑ میں ہیں اور عزیزی غلام الثقلین سے دریافت کرنیکو تھا کہ خط کہاں بھیجا جائے بارے آپ کے خط سے یہ تردد رفع ہوا - اور نہایت خوشی ہوئی کہ آپ جناب مولوی صاحب کے ہمراہ اندور کو روانہ ہو گئے - خدا کرے کہ وہاں آپ کے مستقل قیام کی کوئی صورت نکل آئے - افسوس ہے کہ دلی میں بسبب علالت کے کسی دوست یا عزیز کے ساتھ ملاقات کا لطف حاصل نہ ہوا - پھر ایسے اجتماع کا موقع ملنا بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے - میں پرسوں تک ایک ضروری کام کے لیے دلی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں - انشاء اللہ تعالی خاں صاحب سے بھی کہ آجکل قطب صاحب گئے ہوئے ہیں ملوں گا اور مالوہ کے سفر کا ذکر کروں گا - اب تک میری طبیعت اعتدال پر نہیں آئی مگر پہلے کی نسبت اچھا ہوں اور امید ہے کہ پھاگن کے اخیر تک طبیعت بالکل صاف ہو جائے گی - آپ اگر نامناسب نہ ہو تو مجھے مطلع فرمائیے کہ اندور میں آپ کا مستقل قیام ممکن ہے یا نہیں؟ اور آپ وہاں تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں یا حیدر آباد واپس جانیکا ارادہ ہے -

کتابوں کے معاملہ میں مجھ سے ایک سخت غلطی ہو گئی - منظور یہ تھا کہ ایک دوسرا اڈیشن ایسا چھپوایا جائے جسکی قیمت تین سوا تین روپیہ سے زیادہ نہ ہو کیونکہ سرسید کی لائف دیکھنے کے زیادہ تر وہ لوگ مشتاق ہیں جو زیادہ قیمت کی کتاب نہیں خرید سکتے اور چونکہ

ہر سال حیدر آباد میں ڈھائی سو کلدار کی کتابیں خریدی جاتی تھیں اس لیے
امید تھی کہ ۱۹۰۲ء کے ختم ہونے تک پہلا اڈیشن نکل جائیگا - مگر کچھ تو
اس وجہ سے کہ دو سال سے وہاں کتابیں نہیں خریدی گئیں اور کچھ
اس سبب سے کہ دربار سے پانچ چھ مہینے پہلے سے کتابوں کی فروخت
عموماً ہندوستان میں بند ہوگئی - پہلے اڈیشن کی تقریباً چار سو جلدیں
درجہ دویم کی اور بیس پچیس جلدیں اول درجہ کی اب تک ڈپوٹی شاپ
میں پڑی ہوئی ہیں - حالانکہ دوسرے اڈیشن کی فکر اب سے سات آٹھ
مہینے پہلے کر لی گئی تھی چنانچہ وہ زیادہ سے زیادہ دو مہینے میں تیار
ہو جائیگا - غلطی یہ ہوئی کہ اول تو دوسرے اڈیشن کے دیباچہ میں
یہ لکھدیا گیا کہ پہلا اڈیشن ختم ہوگیا ہے - دوسرے درجۂ دویم اور
درجۂ اول کی جلدیں (بشرطیکہ دوسرے اڈیشن کا اعلان کیا جا سکے)
اب فروخت نہ ہو سکیں گی - خدا آپ کا بھلا کرے کہ آپ نے اُن کے
فروخت ہونے کی امید دلائی ہے - مگر میں حیران ہوں کہ ایسا کون قدردان
پیدا ہوا ہے کہ پوری قیمت پر ایک معقول تعداد حیات جاوید کی خریدنے پر
آمادہ ہے - بہرحال اگر ایک معقول تعداد حیات جاوید کی کوئی شخص
خریدیگا تو میں بہت خوشی سے بجائے بیس فیصدی کے جو
ڈپوٹی شاپ کو دیجاتی ہے پچیس فیصدی کمیشن دینے کو تیار ہوں لیکن
ریل کا کرایہ خریدار کے ذمہ ہوگا -

جناب مخدومی مولوی سید علی حسن صاحب کی خدمت میں بہت
بہت تسلیم و نیاز کے بعد عرض کر دیجیے گا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ کے
اخلاق میں کس قسم کا جذب مقناطیسی ہے کہ اکثر احباب کشمیر اور پنجاب میں

ازراہِ عنایت خاکسار کو نہایت تقاضوں سے بلاتے ہیں اور آجتک برابر لیت ولعل کرتا رہا ہوں اور آپ کے ہاں بِن بُلائے حاضر ہونے کو موجود ہوں - میں نے فرض کیا کہ آپ کے دل میں میرے بُلانیکا بھی ارادہ تھا مگر مجھے اِس کا علم نہ تھا - اِس موقع پر ایک عربی شعر یاد آیا ہے جو بعد معانی چاہنے کے لکھتا ہوں ؎

اِنْ کَانَ وُدُّکَ فِی الطَّوِیَّۃِ کَامِناً

فَاطْلُبْ صَدِیقاً عَالِمَ بِالْغَیْبِ

یعنی عاشق اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ اگر میرے ساتھ تیری محبت (جیسا کہ تو دعویٰ کرتا ہے) تیرے دل میں چھپی ہوئی ہے تو کوئی ایسا عاشق ڈھونڈ جو عالم الغیب ہو - بہرکیف ؎

ہے بنی ہاشم کی مہماں پروری ضربِ المثل

اِس لیے ہم بِن بلائے میہماں ہونے کو ہیں

خاکسار الطاف حسین حالی

۲۴ر مارچ ۱۹۰۲ء

پانی پت

۴۳ - مولوی صاحب شفیق و مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ - بعد دعا و سلام کے مدعا یہ ہے کہ بہت دن سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہیں ہوئی نہ کوئی خط آیا اور نہ کئی مہینے سے افسر کا کوئی نمبر آیا - اِس سبب سے طبیعت متعلق ہے - میں یہاں بعض مکروہاتِ دنیوی میں ایسا پھنس گیا کہ دوستونکو خط لکھنے کا بہت ہی کم موقع ملا - حیدرآباد کے پے در پے انقلابات سے متوسلین سرکار عالی پر مایوسی کی گھٹا چھاگئی ہے - ہر جگہ مسلمان اپنے ہاتھوں سے آپ برباد ہوتے جاتے ہیں ؎

دیں غیر دشمنی کا ہماری خیال چھوڑ — یہاں دشمنی کیواسطے کافی ہیں یار بس
آتا نہیں نظر کہ ہو یہ رات اب سحر — کی نیند کیوں حرام ؟ بس اب انتظار بس
تھوڑی ہے رات اور کہانی بہت بڑی — حالی نکل سکیں گے نہ دل کے بخار بس

اب اس جگہ خراش داستان کو ختم کرتا ہوں اور موہوم امیدوں کا ذکر کر کے آپ کا اور اپنا دل خوش کرتا ہوں۔ دربارِ قیصری میں اگر خدا کو منظور ہے تو حضور ضرور تشریف لائیں گے اور اُن کے ہمرکاب دیگر اُمرائے حیدرآباد بھی دہلی پہنچیں گے۔ اس سال کانفرنس کا اجلاس دہلی میں قرار پایا ہے اور کارکنانِ کانفرنس کا خیال ہے کہ کسی اجلاس میں حضور کو بھی مدعو کیا جائے۔ دیکھئے اُن کی یہ آرزو پوری ہوتی ہے یا نہیں ؟ آپ کو بھی اس موقع پر ضرور آنا چاہیئے۔ کیا افسر بالکل بند ہو گیا ہندوستان میں کوئی عمدہ رسالہ نہیں چل سکتا۔ معارف۔ ادیب حسن اور دیگر عمدہ عمدہ میگزین چند روز دنیا کی ہوا کھا کر نوبت بنوبت راہی ملکِ عدم ہو گئے پھر افسر کے چلنے کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ جس چیز کی خریداری کا مدار زیادہ تر مسلمانوں پر ہوگا اُس کا رونق اور فروغ پانا معلوم .... سال گزشتہ کی ناولوں کی قسمت ... ۱۳ سطریں حذف کر دی گئی ہیں

والسلام — خاکسار حالی

پانی پت — ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء

۴۴۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ غالباً آپ نے سُن لیا ہوگا کہ مولوی سید علی حسن صاحب بفضلہ تعالیٰ ریاست اندور میں بمشاہرہ ایک ہزار روپیہ ماہوار کے مقرر ہو کر اندور کو تشریف لے گئے اور اپنے عہدہ کا چارج بھی لے لیا۔ حیدرآباد میں باوجود پنشن قرار

تنخواہ کے انہوں نے کچھ پس انداز نہیں کیا ۔ یہاں تک کہ چار سو روپے ماہوار کے وظیفہ میں اُن کا مشکل سے گذارہ ہوتا تھا ۔ کاش اب بھی کچھ مآل اندیشی کو کام فرمائیں اور آئندہ کے لیے کچھ سرمایہ جمع کریں مگر مسلمانوں نے یہ سبق ہی نہیں پڑھا ۔ خدا تعالیٰ نے بہت بڑا فضل اُن کے حال پر کیا کہ اُن کی بگڑی ہوئی بات کو بنا دیا ۔ مجھے اب تک اُن کے عہدہ کا حال معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس کام پر مامور ہوئے ہیں آپ اُن کا ٹھیک پتہ دریافت کر کے ضرور مبارکباد کا خط اُن کے

[... مسٹر ... نواب عماد الملک بہادر ... محذوف]

پاس بھیجیے ....

معلوم نہیں کہ آپ کو سوائے اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کے آجکل کوئی اختیاری علمی مشغلہ بھی درپیش ہے یا نہیں ؟ شمس العلما مولانا شبلی صاحب سے کبھی ملاقات ہوتی ہے یا نہیں ؟ اگر کبھی ملاقات ہو تو میری طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کہہ دیجیے گا ۔ اور نواب عماد الملک بہادر اگر وہاں تشریف رکھتے ہوں تو اُن کی خدمت میں بھی تسلیم و نیاز عرض کر دیجیے گا ۔ والسلام

آپ کا سچا دوست الطاف حسین حالی

[... ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء محذوف ...]

پانی پت ۱۸ ستمبر ۱۹۰۲ء

۴۵ ۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم ۔ بہت روز سے آپ کا عنایت نامہ نہیں آیا اور میں نے جو خط آپ کے عنایت نامہ کے جواب میں لکھا تھا اُس کی نسبت شبہ ہو گیا کہ وہ آپ کے پاس نہیں پہنچا یعنی جہت انشار تعدد کے تین سو روپے اب تک دیے نہیں گئے ۔ حیدرآباد کی کتابوں کی قیمت آنے پر اُن کا روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا ۔

اُن کے خط پر خط تقاضے کے چلے آ رہے ہیں کہ حیدرآباد سے روپیہ آئے
تو بھیج دیجئے ۔ خدا کرے آپ کا مزاج بخیریت ہو اور خط نہ بھیجنے کا
سوائے عدیم الفرصتی کے اور کچھ نہ ہو ۔ معلوم نہیں کہ نواب عماد الملک
مع الخیر حضور کے ہمرکاب دربار کے موقع پر یہاں تشریف لائیں گے یا
اور آپ کو بھی اس جلسہ کے دیکھنے کا موقع ملیگا یا نہیں ؟ مجھ کو بار بار
یہ خیال آتا ہے کہ سرکار عالی کا وظیفہ کھاتے ہوئے بارہ تیرہ برس گذ
اور اس عرصہ میں متعدد قصیدے عیدین کی مبارکباد کے نواب انتصا
کی تحریک سے سر آسمان جاہ مرحوم کی شان میں لکھے گئے ۔ مگر
حضور کی شان میں چھوٹی یا بڑی کسی طرح کی نظم لکھنے کا موقع نہیں
کیونکہ کوئی ایسا متوسط بہم نہیں پہنچا جو میری نظم کو بوجہ شائستہ حض
خدمت میں پیش کر دے [illegible] سوچتا ہوں کہ جب حضور دربار
ایام میں یہاں رونق افروز ہوں اور میں بھی اُس وقت تک زندہ رہوں
تو اُس ... تک چہ قصیدہ جسمیں جھوٹ اور مبالغہ [illegible] سے لکھنا میرے
لیے ایک سخت مصیبت [illegible] لیکن پبلک نے شاعری میں مجھے
بانس پر چڑھا دیا ہے کہ اس زمانہ میں شعرا کے جو فرائض سمجھے جاتے ہیں
اُن سے میں کسی طرح پہلو نہیں بچا سکتا ۔ پس قصیدہ لکھنا تو اگرچہ
مختصر ہی ہو اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ
کس کے توسط سے یہ مرحلہ طے کیا جائے ۔ میرا مطلب اس قصیدہ
کے پیش کرنے سے نہ تو صلہ و جائزہ کی خواہش ہے اور نہ یہ مقصود ہے کہ

سلہ اس خط میں جہاں جہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے وہاں سے اصلی تحریر پھٹی ہوئی ہے اس لیے لکھی نہ جا سکی (سجاد حسین)

اس ذریعہ سے میں اپنے وظیفہ میں اضافہ چاہتا ہوں بلکہ صرف اپنا فرض ادا کرنا مقصود ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی خواہش ہے کہ پوزیشن میں فرق نہ آئے اور یہ فرض بوجہ شائستہ ادا ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ خواہش اُس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک تقریب کنندہ کوئی مہربان اور دلسوز آدمی نہ ہو۔ اور حالتِ موجودہ میں نواب عماد الملک بہادر کے سوا مجھے تمام حیدرآباد میں کوئی ایسا مہربان اور دلسوز نظر نہیں آتا۔ امید ہے کہ آپ نواب صاحب ممدوح سے دریافت فرما کر مجھے مطلع فرمائیں گے کہ میری یہ آرزو پوری ہونے والی ہے یا نہیں؟ جہاں تک گورنمنٹ آپ از راہِ عنایت اِس خط کا جواب بہت جلد ارسال فرمائیے اور کتابوں کی قیمت کا روپیہ بہت ہی جلد عنایت کیجیے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۴۶۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ مسترت نامہ پہنچا ممنون یاد آوری ہوا۔ میری بھی یہی رائے تھی کہ قصیدہ لکھنے کا خیال محض فضول ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اگر عماد الملک بہادر تشریف لائے اور سلام کے لیے حضوری کا موقع مل گیا تو دو چار شعر کا قطعہ بطور نذر کے پیش کر دیا جائیگا ورنہ اسکی بھی ضرورت نہیں۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ بھی اُس موقع پر یہاں آنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اِس سے ضرور مطلع فرمائیے گا۔ مجھے بعض احباب نے مجبور کیا ہے کہ کانفرنس میں پڑھنے کے لیے اُس موقع کے مناسب کوئی نظم لکھوں میں نے کچھ اُس کی بنیاد بھی ڈالی ہے مگر بدقسمتی سے انہیں دنوں میں آکر

صحت نے جواب دیدیا ہے۔ مختلف شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو اِس نظم کو جسطرح ہو سکیگا پورا کروں گا .... بقیہ ایک عبارت غیر ضروری
۵ سطریں محذوف

خاکسار الطاف حسین حالی

دہلی - گلیا محل ۲۶ مارچ ۱۹۰۳ء

۴۷ - مولوی صاحب شفیق مکرم دام عنایتہم - میں اب تک بدستور دہلی میں مقیم ہوں جس عزیز کے علاج کے لیے یہاں آیا تھا بفضلہ تعالیٰ اسکو آرام معلوم ہوتا ہے چار مسہل ہو چکے ہیں غالباً دس پندرہ دن اور یہاں قیام رہے گا - آپ کو اِس وقت تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ عزیزی خواجہ غلام الحسنین کی سنصرمی کا زمانہ قریب ختم ہونے کے ہے - اس کے بعد بظاہر اُن کے وہاں رہنے کی کوئی شکل نظر نہیں آتی کیونکہ ہوم سکرٹری صاحب اُن کے خلاف سنے گئے ہیں - صرف ایک آخری تدبیر یہ رہ گئی ہے کہ نواب عماد الملک بہادر ہوم سکرٹری صاحب سے اُن کی سفارش کریں - امید ہے کہ نواب صاحب ممدوح کلکتہ سے بلدہ میں پہنچ گئے ہوں گے - آپ کو تکلیف تو ہو گی ازراہِ عنایت اِس خط کو لیکر جناب ممدوح کی خدمت میں تشریف لیجائیے اور میری طرف سے بعد تسلیم و نیاز کے یہ عرض کیجئے کہ جہاں تک میں نے سنا خواجہ غلام الحسنین نے سنصرمی کے زمانہ میں اپنے فرائض بہت خوبی کے ساتھ انجام دیے ہیں اور سٹین صاحب کی رائے اُن کی نسبت بہت عمدہ سنی گئی ہے اور میرا اپنا خیال اُن کی نسبت یہ ہے کہ جس خدمت پر وہ مامور کیے گئے تھے اُس کے لیے غلام الحسنین سے بہتر آدمی ملنا دشوار ہے - اور میرے نزدیک وہ غلام الثقلین سے بہت عمدہ اِس کام کو انجام دے سکتے ہیں - اُن کو

تعلیم کے ساتھ ایک فطری مناسبت ہے اور ڈیوٹی کا خیال میں نے اُنکے
برابر بہت کم آدمیوں میں دیکھا ہے - چونکہ غلام الثقلین کی طبیعت آزادی
پسند واقع ہوئی ہے اِس لیے وہ ملازمت کے پھندے میں پھر پھنسنا
نہیں چاہتے پس اگر اُن کی جگہ اُن کے بڑے بھائی کو مستقل کردیا جائے
تو ہر ایک لحاظ سے قرینِ انصاف اور قرینِ مصلحت ہوگا -

اِس کے جواب میں جو کچھ نواب عماد الملک بہادر ارشاد کریں اُس سے
خاکسار کو مطلع فرمائیے گا [اصل مقصد ... خط ... ۱۷ ... محذوف]

....

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے - جناب میرن صاحب بہت
بہت سلام و نیاز کہتے ہیں - زیادہ خیریت

[... ۲۳ ... ۱۹۰۳ ... محذوف] خاکسار الطاف حسین حالی
یہ اب مکتوبات حالی میں چھپ گیا ہے

دہلی - حویلی مفتی صدر الدین خاں مرحوم متصل جامع مسجد ۲ جنوری ۱۹۰۵ء

۸/۴ - مکرمی و شفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ - مدت دراز کے بعد آپکا عنایت نامہ
پہنچا مگر ایسی حالت میں کہ مجھے اُس کے اچھی طرح پڑھنے اور سمجھنے کا بھی
ہوش نہ تھا - میرا چھوٹا نواسا جسکی عمر اُنیس سال کی ہے پانچ برس سے
ایک سخت مرض میں مبتلا ہے جس پر صرع کا گمان کیا جاتا ہے - جسوقت
اسکو مرض کا دورہ ہوتا ہے (اور اکثر ایام میں پانچ پانچ چھ چھ دورے شب و روز
میں ہوجاتے ہیں) اگر اُس وقت کوئی آدمی اُس کے پاس نہ ہو تو اُسکے
ہلاک ہوجانے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے - اِس لیے ہر وقت ایک دو آدمی
اُس کی نگہبانی کے لیے پاس رہتے ہیں - آجکل اُس کے علاج کے لیے
یہاں آیا ہوا ہوں - یونانی علاج تو ہوچکے ہیں اب ڈاکٹری علاج شروع
کیا گیا ہے - اِسی پریشانی کے سبب آپ کے خط کا جواب ابتک نہیں

لکھ سکا۔ یہاں آکر اس کو دورے بہت کثرت سے ہوئے اسلیے اور بھی زیادہ پریشانی رہی۔

آپ کی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر افسوس ہے کہ جس حکم کی رو سے خرید کتب کی منظوری دی گئی تھی وہ حکم یہاں میرے پاس موجود نہیں ہے اور جب تک اس لڑکے کو فی الجملہ افاقہ نہ ہو میرا پانی پت جانا دشوار ہے لیکن جہاں تک ممکن ہوگا میں جلدی اس حکم کے بھیجنے کی فکر کروں گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسید رقم یادگار غالب بھیجنے میں مجھے کچھ عذر نہیں ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ کون سے سال کی بابت آپ رسید طلب کرتے ہیں۔ ازراہِ عنایت جہاں آپ نے اس تحریک کی زحمت اُٹھائی ہے دفتر سے وہ سال بھی دریافت فرما کر جلدی سے مجھے لکھ بھیجیے۔ رقم تو آپ نے لکھدی ہے یعنی ما ۱۲ للعہ۔ معلوم نہیں ظفر علی خان صاحب آجکل کہاں ہیں؟ میں نے اُن کو اسی باب میں ایک لمبا خط لکھا تھا لیکن وہاں سے کچھ جواب اب تک نہیں آیا۔ مولوی سید علی حسن صاحب دو دن کے لیے محمد کرم اللہ خانصاحب سے ملنے کوٹاوہ سے آئے تھے آپ کی طرف سے متردد تھے کہ بہت دن سے اُن کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا۔ اب وہ عنقریب یعنی پانچ ہی چار روز میں اندور روانہ ہو جائیں گے۔ آپ ضرور اُن کو خط لکھیے گا۔ میرن صاحب بھی آپ کو اکثر یاد کرتے ہیں۔ وہ بہت سخت بیمار ہو گئے تھے مگر بفضلہ تعالیٰ اب بالکل اچھے ہیں اگرچہ کمزور ہیں۔ والسلام مع الاکرام

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ

میں آجکل میں کسی اور مکان میں چلا جاؤں گا۔ آپ جو خط میرے نام بھیجیں ٹیا محل کے پتے سے منشی محمد کرم اللہ خاں صاحب کی معرفت ارسال فرمایئے گا۔ فقط [یہاں سے کچھ خط حذف کر دیا گیا ہے]

پانی پت ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء

۴۹۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم دام عنایتہم۔ السلام فاتحۃ الکلام

مدت سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کہاں ہیں؟ یہ خط صرف توکل پر حیدرآباد بھیجتا ہوں۔ کتابوں کی قیمت جو سال گذشتہ میں خریدی گئی تھیں اب تک وصول نہیں ہوئی۔ کئی مہینے ہوئے کہ آپ نے جلد وصول ہونے کی امید دلائی تھی مگر آج تک انتظار ہے۔ امید کہ کوشش فرما کر جہاں تک جلد ممکن ہو قیمت وصول فرما کر میرے پاس ارسال فرمائیں گے۔

ایک اور تکلیف دیتا ہوں امید ہے کہ آپ اس کو گوارا فرمائیں گے سوالاتِ ذیل کا جواب ازراہِ عنایت بہت جلد مجھے لکھ بھیجیں۔

(۱) حضور کی جوبلی کا جشن جو ماہ آئندہ میں ہونیوالا ہے۔ یہ کتنے سال کی جوبلی کا جشن ہے؟ اور نمائش کو اس جشن سے کیا تعلق ہے؟

(۲) حضور کا پورا القاب اور جو خطابات برٹش گورنمنٹ نے اُن کو دیئے ہیں اُن کی تفصیل۔

(۳) حضور کون سے نمبر کے نظام الملک یا آصف جاہ ہیں یعنی پانچویں یا چھٹے یا ساتویں وغیرہ؟

(۴) حضور نے اپنے عہدِ حکومت میں کون کون سے عمدہ کام

کیے ہیں اور ریاست حیدرآباد سے ہندوستان میں کہاں
کہاں نیک اور رفاہِ عام کے کاموں میں امداد دیجاتی ہے؟

(۵) حضور کی ذات میں کون کون سی ایسی نیک اور پسندیدہ خصلتیں
پائی جاتی ہیں جو اُن کے تمام افعال و اعمال میں نمایاں طور پر
ہر شخص کو نظر آتی ہیں۔

(۶) بالفعل جو پرنس آف ویلز کی یادگار قائم کرنے کے لیے سات
لاکھ روپیہ منظور کیا گیا ہے۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ کس
قسم کی یادگار میں صرف ہوگا؟

اِن سوالات کا جواب طلب کرنے سے مطلب یہ ہے کہ مجھے
بتوسط ایک معزز عہدہ دار کے مدار المہام بہادر کی طرف سے ایسا ایما
ہوا ہے کہ مبارکباد جشنِ جوبلی کے موقع پر میں بھی ایک قصیدہ مدحیہ
حضور کی شان میں لکھوں۔ لیکن ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ قصیدہ یہاں سے
لکھ کر بھیجا جائیگا یا مجھے وہاں قصیدہ لیکر خود حاضر ہونا پڑے گا۔ آپ
ازراہِ عنایت اِس امر کو اپنے کسی دوست یا ملاقاتی پر ظاہر نہ فرمائیں اور
مجھے نہایت مخفی طور پر قصیدہ لکھنے کا میٹریل بہت جلد بہم پہنچا دیں۔
مجھے بے سر و پا مدح سرائی اور بھٹئی کرنی بالکل نہیں آتی۔ اِس لیے
میں چاہتا ہوں کہ قصیدہ میں سرتاپا فیکٹس اور واقعات کا بیان ہو۔ میرے
سوالات مندرجۂ بالا کے علاوہ اگر اور کوئی مضمون واقعی آپ کے خیال میں
گذرے تو اُس سے بھی خاکسار کو مطلع فرمائیں اور جہاں تک ممکن ہو
اِس خط کا جواب بہت جلد عنایت کریں۔ اگر میرا وہاں آنا قرار پایا تو میں
آپ کو فوراً اطلاع دوں گا اور جہاں تک ہوسکیگا آپ ہی سے

مکان پر ٹھیروں گا۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے
والسلام خیر ختام۔

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ

پانی پت ۲۸ر نومبر ۱۹۰۵ء

۵۰ ۔ مکرمی و شفیقی مولوی صاحب! آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔
تمام مراتب مستفسرہ کا جواب ایسا مفصل آپ نے لکھا ہے کہ اس سے
زیادہ لکھنے کی کسی سے امید نہیں ہو سکتی۔ میں تو دل سے اس
عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے اس وجہ سے کہ قصیدہ کے لیے
میٹریل سوائے خیالی تکوں کے میرے پاس اور کچھ نہ تھا اور آپکے جواب کا
انتظار تھا قصیدہ لکھنا ملتوی کر دیا تھا مگر اس وقفہ میں ایک فارسی قطعہ
مدار المہام بہادر کی شان میں بقدر ۲۴ بیت کے مرتب کر لیا ہے۔ چونکہ
اسکی پیشانی پر مدار المہام بہادر کا پورا القاب اور خطاب لکھنا ہوگا اسلیے
ازراہِ عنایت یہ تکلیف بھی گوارا فرمائیے اور بواپسی ڈاک ایک کارڈ پر
اُن کا پورا نام اور لقب اور خطاب تحریر فرما کر بھیج دیجئے۔ وقت اب
بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور مولوی عزیز مرزا صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا ہے
کہ جشن جوبلی ۱۷ر شوال سے ۲۴ر شوال تک رہے گا۔ اس حساب سے
زیادہ سے زیادہ ۱۱ر شوال تک قصیدہ روانہ ہو جانا چاہیے اور دسویں
تک قصیدہ اور بکس اور طلائی کام وغیرہ سے فراغت حاصل ہو جانی
چاہیئے۔ حالانکہ قصیدہ کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ ابھی تک لکھا گیا ہے
اور اس کا کاتب سے دلی میں جا کر لکھوانا اور اُس پر اور نیز قطعہ فارسی پر
طلائی کام کرانا اور بکس وغیرہ کا انتظام کرنا یہ سب امور قصیدہ تیار ہونے کے

بعد طے ہوں گے ۔ بہر حال جہاں تک جلد ہوسکے آپ اس تحریر کا جواب عنایت کریں ۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی

دیگر آنکہ سر دست کئی وجوہ سے میرا آنا دشوار ہے لیکن بعد قصیدہ پیش ہونے کے میری تبلاو ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور آنا ہوگا +

۵۱ ۔ مکرمی مولوی عبدالحق صاحب ! عجیب اتفاق ہے کہ کل اعلیٰ حضرت کی صاحبزادی کا واقعہ ناگزیر سنکر خیال ہوا کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے تاریخ وفات نکل آئے تو بہت ہی عمدہ بات ہے ۔ فوراً آیہ کریمہ خیال میں آئی یعنی فِیۡ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ قُطُوۡفُھَا دَانِیَۃ یہ آیت پارہ تبارک الذی کی تیسری سورت یعنی الحاقہ میں ہے اور جنتی لوگوں کی شان میں ہے ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "وہ بہشت بریں میں ہے جسکے پھل بہشتیوں کے لیے جھکے ہوئے ہوں گے"

جب اس آیت کے حرفوں کے اعداد نکالے گئے تو ۱۳۲۴ برآمد ہوئے گویا موجودہ سنہ یعنی ۱۳۲۳ ہجری سے ایک عدد زائد نکلا لیکن چونکہ یہ سال چودہ دن بعد ختم ہو جائیگا اور محرم کی پہلی سے ۱۳۲۴ھ شروع ہو جائیگا اس لیے اگر اسی آیت کو صاحبزادی مرحومہ کی تاریخ وفات قرار دی جائے اور قبر پر کندہ کرادی جائے تو میرے نزدیک نہایت مناسب ہے کیونکہ قرآن مجید سے ایسی تاریخ نکلنا عجائبات میں سے ہے اور سال کے شروع ہونے میں جو تھوڑے سے دن باقی ہیں اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔ گذشتہ زمانہ میں بھی ایسے تھوڑے سے فرق کا کچھ خیال نہیں کیا گیا ۔

میرے نزدیک آپ اس تحریر کو نواب عماد الملک بہادر کے ملاحظہ سے گذران دیجیے اگر وہ مناسب سمجھیں گے تو بندگانِ عالی کو اس مضمون سے مطلع کر دیں گے۔ اگر اسی آیت کا قبر پر کندہ ہونا قرار پایا تو جس طریقہ سے یہ کتبہ لگایا جائے گا اُس کا نمونہ ایک علیحدہ کاغذ پر لکھ دیا جائے گا۔[۱]

الطاف حسین حالی

پانی پت ۵ر اگست ۱۹۰۶ء

۵۲۔ عزیزی وحبیبی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ میرے پاس کوئی تحریر جنرل کمیٹی جشن مبارک کی طرف سے نہیں پہنچی۔ میرے نزدیک آپ جیسا کہ نواب افسر جنگ بہادر نے فرمایا ہے۔ جنرل کمیٹی میں ضرور اِس مضمون کی تحریر بھیج دیں کہ پانسو روپیہ کی رقم صرف کاتب کی تنخواہ اور سواری کے کرایہ کو مکتفی ہوگی۔ دیکھیے تو سہی کمیٹی اس کا کیا جواب دیتی ہے۔ دیباچہ اور کسی قدر خاندان کا حال جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں آپ جس وقت طلب کریں گے فوراً بھیج دیا جائے گا۔ میں تو بظاہر ایک مدت تک یا ہمیشہ کے لیے لکھنے پڑھنے کے کام سے معطل ہوگیا ہوں۔ آج چوتھا روز ہے کہ میں کرنال اپنی آنکھ ڈاکٹر کو دکھانے کے لیے گیا تھا ڈاکٹر نے ایک آنکھ کی نسبت تو یہ کہا ہے کہ اسمیں موتیا کا پانی پورا آچکا ہے اور آنکھ بنانے کے قابل ہوگئی ہے شروع سرما میں بخوبی آنکھ بن سکتی ہے

---

[۱] اِس خط پر کوئی تاریخ نہیں لکھی تھی لیکن ۱۳۲۴ھ کے شروع ہونے کے ۱۴ دن باقی رہنے کا جو تذکرہ اِس خط میں آیا ہے اُس کے متعلق جنتری میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو لکھا گیا تھا (سجاد حسین)

دوسری آنکھ میں بھی پانی کی آمد شروع ہوگئی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ایسی حالت میں دماغی محنت مضر ہوتی ہے لکھنے پڑھنے سے اب بالکل طبیعت اُچاٹ ہوگئی ہے۔ بمجبوری کسی ضروری خط کا جواب لکھ دیتا ہوں آنکھ کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی شکایتیں یہاں آکر پیدا ہوگئی ہیں سب سے بڑی روحانی تکلیف عبدالولی کی بیماری کی وجہ سے ہے۔ رکنؔا کی دواؤں کا تجربہ برابر ایک مہینے تک جاری رہا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا اب پھر ڈاکٹری دوا کا استعمال ہو رہا ہے جس سے دورے تو بلاشبہ کم ہو جاتے ہیں مگر مزاج حد سے زیادہ بگڑ جاتا ہے گویا بالکل جنون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور گھر نمونۂ دوزخ بنجاتا ہے۔

کل مولوی مسعود علی صاحب کا خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ اب وہاں ہیضہ کی شکایت بہت کم رہ گئی ہے الحمد للہ

میرن صاحب یہاں تشریف لائے تھے ایک ہفتہ ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ اُن کے خط میں آپ کی تحریر کے حوالہ سے ملا صاحب کی ناسازیٔ طبیعت کا حال دیکھ کر سخت افسوس ہوا تھا مگر یہ بھی لکھا تھا کہ اب اُن کی طبیعت بالکل اچھی ہے۔ آپ میری طرف سے اُن کی خدمت میں بہت بہت سلام و نیاز کے بعد کہہ دیجئے گا کہ آپ کی اور میر لیاقت علی صاحب کی شفقت اور عنایت بہت یاد آتی ہے اور دونو صاحبوں کی خیر و عافیت کا دل سے طالب رہتا ہوں۔ والسلام خیر ختام

خاکسار الطاف حسین حالی

اصحابِ کتب خانہ خصوصاً عبد اللہ خان کو بہت بہت سلام کہہ دیجئے گا نیز منظر حسین صاحب کو بھی دعا و سلام کہہ دیجئے گا۔

محبوب علی کو آپ ابھی بدستور مسکوٹ میں رہنے دیجیے۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ اُس کو ضرور بلاؤں گا۔ ابھی اُس کے بلانے کا موقع نہیں ہے۔ میرا ارادہ اکتوبر کے آخر میں آنکھ بنوانے کا ہے اور غالباً اس کام کے لیے لکھنؤ یا لاہور جانا پڑیگا اور بعد آنکھ بنوانے کے پانچ چار مہینے تک گھر کے مکروہات کے سبب وطن آنے کا ارادہ نہیں ہے۔ کیونکہ گھر پر رہ کر چین اور اطمینان جو آنکھ کی حفاظت کے لیے اس وقت نہایت ضروری ہے میسر ہونا ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں محبوب علی کا میرے ساتھ ہونا غالباً بہتر ہوگا اور جس وقت مجھے اُس کی ضرورت نہ رہے گی اُسوقت سجاد حسین کے پاس بھیجدوں گا۔ محبوب علی آپ سے ملے تو یہ ضرور کہدیجیگا کہ کھانا پکانے کی طرف بھی توجہ کرے۔ مسکوٹ میں شاید اس کام کے لیے اچھا موقع ملے گا۔

عزیزی معشوق حسین خانصاحب اور نہال احمد صاحب کو بھی بہت بہت سلام کہدیجیے گا +

پانی پت ۲۹ اگست ۱۹۰۶ء

۵۳ ۔ مکرمی و شفیقی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ محبت نامہ پہنچا۔ مہاراج کی علالت کا حال سنکر سخت افسوس ہوا۔ آج ارادہ ہے کہ قطب الدین احمد صاحب کو بدریافتِ حال مدار المہام بہادر خط لکھوں مگر اُن سے بہت ہی کم امید ہے کہ جواب لکھیں۔ خود مہاراج کو اِس حالت میں تکلیف دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ جنرل کمیٹی جشنِ مبارک سے آپکی درخواست پر جو حکم ہو اُس سے ضرور مطلع کیجیے گا۔ افسوس ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب اِس کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ باقی ممبروں میں کوئی تصنیف و تالیف

کے ورد سے آشنا نہیں - میرا ارادہ تھا کہ مولوی عزیز مرزا صاحب کے توسط سے معتمد صاحب جنرل کمیٹی کو اُس غلطی سے آگاہ کروں جو معاوضۂ ترتیب کتاب کی تشخیص میں کمیٹی سے سرزد ہوئی ہے - مگر ایسا معلوم ہوا ہے کہ اُن کے تعلقات معتمد صاحب کے ساتھ آجکل اچھے نہیں ہیں - مجھے امید ہے کہ نواب افسر جنگ بہادر کی سفارش ضرور کارگر ہوگی - میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ کمیٹی نے خود بخود اس معاملہ کے متعلق میرا خیال چھوڑ دیا ہے ورنہ مجھے شرمندگی اُٹھانی پڑتی کیونکہ مجھ سے اب کچھ نہیں ہو سکتا - میں حیدرآباد جانے کا عمدہ نتیجہ صرف اس بات کو سمجھتا ہوں کہ میں چھ مہینے اس عذاب الیم سے جسمیں آجکل مبتلا ہوں محفوظ رہا اور ایسے دوستوں کی صحبت میں یہ زمانہ بسر ہوا جنکی ملاقات غذائے روح تھی - یہ مبارک ایام مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے -

مولوی عبد اللہ خاں جامع علوم مشرقیہ و مغربیہ کے خط کا میں نے جواب بھیجدیا ہے - اُن سے بہت بہت سلام و دعا کے بعد کہدیجئے گا کہ میں نے ایک ہفتہ ہوا مولوی سید ممتاز علی صاحب کو آپ کے باب میں نہایت تاکیدی خط لکھ بھیجا تھا اور امید یہ تھی کہ خط کو دیکھتے ہی جواب لکھیں گے مگر اب تک اُنہوں نے کچھ جواب نہیں دیا - شاید آئندہ کچھ لکھیں اور شاید مجھے کچھ نہ لکھیں بلکہ براہ راست اُن کا اطمینان کریں - اُنکے پریس کی بے انتظامی اب یہاں ضرب المثل ہوگئی ہے اور سنا ہے کہ وہ بہت نقصان اُٹھا رہے ہیں - لیکن عبد اللہ خاں کو ابھی بالکل مایوس نہیں ہونا چاہیئے -

معلوم نہیں کہ ظفر علیخاں بربرہ سے واپس آگئے یا نہیں ؟ اگر

آ گئے ہوں تو میری مجبوری و لاچاری کا حال اُن سے کہدیجیے گا۔ مَیں نے
اسی پریشانی میں ایک اُلُّ نامہ فارسی زبان میں لکھنا شروع کیا تھا۔
پچاس ساٹھ جملے لکھے تھے اب بہت دن سے کچھ نہیں لکھا۔ اگر وہ پورا
ہو گیا یعنی پورے سو جملے بھی لکھے گئے تو دکن ریویو کے لیے بھیجوں گا۔
مگر میں اسکے ساتھ اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اس میں ہر فرقہ اور
ہر گروہ پر چوٹ ہے اور ہزل و تمسخر کے پیرایہ میں فیکٹس بیان کیے
گئے ہیں۔ چند جملے آپ کی ضیافتِ طبع کے لیے نمونہ کے طور پر یہاں
لکھتا ہوں :-

المذہب۔ اعلانِ جنگ الدین۔ تقلید آبا و اجداد۔
العلم۔ قسمے از جہلِ مرکب الامتحان۔ آزمائشِ لیاقتِ ممتحنان
الیونیورسٹی۔ کارخانۂ کلرک سازی المسلمانانِ ہند۔ چوں
مارگزیدہ از ریسمان ترسندگان العلیگڈھ پارٹی۔ شہیدِ وفا۔
العلیگڈھ کالج۔ پرورشگاہِ طفلان بدست مادران الانجمن ہائے
اسلامیہ۔ سبزۂ برشگال الاتفاق در مسلمانان ۔ چوں
اجتماعِ درنقیضین الرئیس۔ آنکہ از ریاست بے خبر باشد۔
الامیر۔ آنکہ تہیدست و قرضدار باشد المولوی۔ آنکہ مسلمانان را
از دائرۂ اسلام خارج مے کردہ باشد الواعظ۔ آنکہ در تفریق
بین المسلمین خطا نہ کند الشکار۔ بہانۂ آدم کشی الکمیشن
وجہ توجہ برائے فیصلہ یکطرفہ النیشنل کانگرس۔ در حقِ تعلیم ہند
چوں بغاوت ۱۸۵۷ء درحقِ اسلحہ اہلِ ہند۔

یہ جملے مسودہ کو دیکھ کر نہیں لکھے اس لیے انمیں ترتیب باقی

نہیں رہی۔ اگر آپ کو یہ جملے پسند ہوں تو مجھے لکھیے تاکہ اُن کی تعداد سو تک پہنچا کر آپ کو لکھ بھیجوں مگر میرا نام کسی پر ظاہر نہ کیجیے گا ورنہ پھر ان کا اخفا کرنا ناممکن ہوگا۔

اگر ممکن ہو تو نواب عماد الملک بہادر سے ملکر نہیں نہیں بلکہ اُن کے پیشدست سے ملکر کتابوں کی قیمت کے بارہ میں ایک رمانڈر نواب سر بلند جنگ بہادر کے محکمہ میں بھجوائیے اور اگر کچھ ہرج نہ ہو تو نواب سر بلند جنگ سے بھی مل کر اس کا ذکر کیجیے شاید کچھ پسیجیں۔

بہت دن سے آپ کے ساتھ باتیں کرنے کو جی چاہتا تھا اسلئے بہت سی باتیں بے ضرورت لکھی گئیں۔ والسلام خیر ختام۔

تمام احباب واکابر کو جو میرے حال کے پرساں ہوں میری طرف سے سلام و نیاز کہدیجیے گا۔

راقم آپ کا صادق دوست۔ الطاف حسین حالی

اخلاق حسین بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور آپ کو بہت بہت سلام و نیاز کہتے ہیں اور علیحدہ خط آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ اُن کی فرلو اپریل ۱۹۰۷ء میں ختم ہوگی۔ اس عرصہ میں وہ صرف ایک دفعہ دس بارہ دن کے لیے پھپوند ضلع اٹاوہ گئے تھے۔ فقط

۵۴- ایک خط حیدرآباد سے اِس مضمون کا آیا ہے کہ سید قاسم اور سید علی شبیر جو شرفائے آگرہ سے ہیں اور مجھ سے عزیزانہ تعلقات رکھتے ہیں وہ ایک اخبار نکالنا چاہتے ہیں اور آپ سے نظم یا نثر میں مضامین لکھنے کے خواستگار ہیں۔ چونکہ کاتب صاحب کا نام صاف نہیں لکھا مگر ظنِ غالب یہ ہے کہ مولوی محب حسین صاحب کا خط ہے اس لیے

آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ میری حالت سے اُن کو مطلع فرما دیں کہ جب تک آنکھ نہ بنے گی اور دیگر امراض اور گھر کے مکروہات سے نجات نہ ہو گی جو بظاہر محال معلوم ہوتی ہے میں کوئی کام لکھنے پڑھنے کا نہیں کر سکتا میں نے مولوی محب حسین صاحب کو براہِ راست اِس لیے نہیں لکھا کہ اُنھوں نے اپنے خط میں حیدر آباد کے سوا اور کچھ پتا نہیں لکھا۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت ۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

پانی پت ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء

۵۵ - عزیزی وشفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ - بہت دن سے آپ کا کوئی محبت نامہ نہیں آیا - اگرچہ میں نے بھی اِس عرصہ میں کچھ نہیں لکھا مگر میں تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے معافی کے لائق ہوں - البتہ آپ کی طرف سے اتنی تاخیر ہونی باعث تعجب ہے - علی گڈھ گزٹ غالباً آجکل میں آپ کی نظر سے گذرے گا جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ امیر کا کالج میں آنا خدا کی رحمت تھی - اِس موقع پر جو غیر متوقع کامیابی محسن الملک اور اُن کے اعوان و انصار کو ہوئی ہے اور جو غیر معمولی لیاقت محسن الملک نے ظاہر کی ہے وہ درحقیقت ایک کارنامہ ہے - میرا ارادہ امیر کی آمد پر ایک آرٹکل فارسی میں لکھنے کا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ وہ مضمون دکن ریویو میں جبکہ امیر صاحب بمبئی پہنچیں شائع ہو مگر دیکھیے مجھے مکروہاتِ خانگی ایسا مضمون لکھنے کی مہلت بھی دیتی ہیں یا نہیں -

جشن چہل سالہ حضور نظام کے حالات لکھنے کے متعلق جو ایک دفعہ مہاراجہ بہادر نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اس کو کون لکھے گا - اسکی اِن آپ کو اطلاع دے چکا ہوں - پھر اس کے بعد مجھ سے کچھ نہیں

پوچھا گیا۔ شاید آپ کو اسکے متعلق کچھ حکم ملا ہو۔ میرے نزدیک آپ کسی
حکم کے پابند نہ رہیئے اور بطورِ خود اس مضمون کو پورا کر لیجیے۔ دیباچہ اور
کسی قدر حضور نظام کے خاندان کا حال جو میرے پاس لکھا ہوا تھا وہ گم
ہوگیا تھا مگر بہت تلاش کے بعد اب مل گیا ہے۔ اس خط کی رسید آنیکے
بعد میں اسکو آپ کے پاس بھیجدوں گا۔

امیر صاحب کی آمد کے موقع پر عبدالسلام خانصاحب سے جن کے
نام کا خط حکیم اجمل خانصاحب کا لکھا ہوا آپ کے پاس بھیج چکا ہوں علیگڈھ
میں ملاقات ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ عالمگیر کی نہایت جامع رقعات اور دیگر
تصانیف و تحریرات جو دوسری جگہ ملنی دشوار ہیں اُن کے ہاں موجود ہیں
لیکن وہ ان تمام تحریروں اور کتابوں کو اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتے
البتہ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ خود رام پور پہنچکر اُن تحریرات کی نقل
لے لیں یا اپنی طرف سے کسی شخص کو اس کام پر مامور کر دیں۔ پھر اُن کو
اُن کے دینے میں کچھ تامل نہ ہوگا۔ انہیں کے مکان پر بیٹھ کر نقل کرنی ہوگی

میں نے سنا ہے کہ نواب عماد الملک بہادر نے کام بالکل چھوڑ
دیا ہے اور سیٹھن صاحب اُن کی جگہ ڈائرکٹر مقرر ہو گئے ہیں۔ یہ ضرور
لکھیئے گا کہ عماد الملک بہادر حیدرآباد یا وقارآباد میں بیکاری کا زمانہ بسر
کریں گے یا جیسا کہ اُن کا ارادہ پہلے سنا جاتا تھا علیگڈھ میں قیام فرمائیں گے

سب دوستونکو بہت بہت دعا و سلام پہنچا دیجیے گا۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی

۵۶ - مکرمی! قطب الدین احمد صاحب کا خط آپ کے دیکھنے کو
بھیجتا ہوں جس تحریر کی انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے وہ میں نے

سہ قطب الدین کے اصلی خط کی پشت پر یہ خط حالی نے لکھا ہے۔

ان کو لکھ بھیجی ہے مگر آپ کے خط سے اور ہی مضمون معلوم ہوا - میرے نزدیک تو بہت اچھا ہوا کہ یہ بلا میرے اور آپکے سر سے ٹلی .... دیباچہ اور اُس کے ساتھ کسی قدر حضور کے خاندان کا حال جو میرے پاس موجود تھا میں نے پرسوں رجسٹرڈ پیکٹ کے ذریعہ سے آپ کے نام بھیجدیا ہے اسکی رسید سے مطلع فرمایئے اور اصلاحات و ترقیات کا مبیضہ جو آپنے رکھ لیا تھا وہ آپ کے پاس ہوگا - یہ سب کاغذات معتمد صاحب جنرل کمیٹی کی خدمت میں پہنچادیجیے مگر بہتر ہے کہ اس باب میں مولوی عزیز مرزا صاحب اور قطب الدین احمد صاحب اور مولوی مسعود علیخانصاحب سے بھی مشورہ کرنے کے بعد کوئی کام کیا جائے کیونکہ اِس حصہ کی تیاری میں جو کچھ آپ نے مدد دی ہے کم سے کم اس کا معاوضہ کمیٹی کو پہلے اس سے کہ مبیضہ اُس کے سپرد کیا جائے ادا کرنا ضرور ہے - میری کتابوں کی قیمت کے متعلق جو امر ظہور میں آئے اُس سے مجھے ضرور مطلع فرمائیگا حیدر آباد کی آب و ہوا نے جہاں تک کہ میں نے اندازہ کیا ہے عزیز مرزا صاحب کے سوا آپ صاحبوں پر کم یا زیادہ ضرور اثر کیا ہے - کتابونکی قیمت ملنے سے مجھے مایوسی تو نہیں ہے مگر چونکہ آپ لوگ درمیان میں ہیں اس لیے ع

عمر ہا باید شود ایں عقدۂ سربستہ حل

میں نے اِن دنوں میں تقریباً بیس نئی رباعیاں لکھی ہیں جو رعد صاحب کو نئے اڈیشن میں داخل کرنے کے لیے بھیجدی ہیں - اب میں سوا اسکے کہ ایسے بچکانے تیار کیا کروں اور کسی قابل نہیں رہا - ایک رباعی جو خدا کی بے نیازی پر نہایت پیچ و تاب کی حالت میں لکھی ہے

آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیجتا ہوں ہے

سنوائی ہے ہار سے بازی نے تری ‏ ‏ طبقے اُلٹے ہیں ترکتازی نے تری
ہے کالوری[۱] وکربلا اس پہ گواہ ‏ ‏ جو گھر گھالے ہیں بے نیازی نے تری

خاکسار حالی از پانی پت - ۲۵ فروری ۱۹۰۷ء

پانی پت ‏ ‏ ۲۷ مارچ ۱۹۰۷ء

۵۷ - مکرمی! عنایت نامہ پہنچا - آپ نے بہت اچھا کیا کہ مسودہ مرسلہ خاکسار معتمد جنرل کمیٹی کو دیدیا - غالباً اصلاحات و ترقیات کا مبیضہ بھی آپ نے اپنے پاس سے معتمد صاحب کو دیدیا ہوگا - مگر آپ کے خط میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے - مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کے ہوم سکرٹری مقرر ہونے سے غالباً وہاں کے لوگ بہت خوش ہوئے ہوں گے جس وقت وہ ہوم آفس میں آجائیں مجھے ضرور مطلع کیجیے گا -

آپ کا آرٹیکل جو علیگڈھ کالج کی شورش کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار لاہور میں نکلا ہے میں نے کئی دفعہ پڑھا - اُس کا زور اور سچائی اور فصاحت دیکھ کر طبیعت نہایت خوش ہوئی ‏ ‏ کی حقیقت پر جو پردہ پڑا ہوا تھا آپ نے اس طلسم کو بالکل توڑ دیا - سب سے زیادہ سچی بات جو آپ نے لکھی ہے وہ ٹرسٹیوں کی غفلت و بے پروائی کا ذکر ہے - ایک دانشمند کا قول ہے کہ جب کسی بدصورت آدمی پر لوگ کوئی پھبتی کہیں اور قہقہے لگائیں تو بدصورت کے لیے اس ندامت سے بچنے کا عمدہ گر یہ ہے کہ وہ بھی اُن کے قہقہوں میں شریک ہوجائے - چونکہ میں بھی ننگ ٹرسٹیاں ہوں اس لیے میں بھی ٹرسٹیوں کی ندامت میں

[۱] کالوری وہ پہاڑ جس پر مسیح کو مصلوب کیا گیا۔

ان کے ساتھ شریک ہوتا ہوں - میں نے اس باب میں کمیشن کے پریسیڈنٹ صاحب کو لکھ بھیجا ہے کہ نکمے اور نالائق ٹرسٹیوں کی بھرتی درحقیقت سرسید کے وقت میں شروع ہوئی تھی - انہوں نے کالج کی وقعت بڑھانے کے لیے اور نیز اس لیے کہ ان کے دور اندیشانہ منصوبے بغیر کسی اختلاف کے پورے ہوتے رہیں - ایسے لوگوں کو کالج فنڈ کمیٹی کا ممبر بنایا تھا جن سے مالی امداد کی توقع ہو یا جو قوم میں کسی وجہ سے شہرت رکھتے ہوں اور سکرٹری سے کسی معاملہ میں اختلاف کرنے کا نہ ان میں مادہ ہو اور نہ ارادہ - پھر جب ٹرسٹی بل پاس ہوا تو وہی لوگ ٹرسٹی مقرر کیے گئے اور آج تک اسی اصول پر ٹرسٹیوں کا انتخاب ہوتا رہا میں نے ان کو یہ بھی لکھا ہے کہ کمیشن کو چند رزولیوشن ایسے بھی پاس کرنے چاہئیں جن سے موجودہ ٹرسٹیوں کی غفلت و بے پروائی کا انسداد ہو اور آئندہ کسی عمدہ اور مستحکم اصول سے ان کا انتخاب عمل میں آیا کرے -

آپ کے لاجواب آرٹکل کو میں مسیح کے سرمن آن دی مونٹ سے تشبیہ دیتا ہوں کہ اس میں صداقت اور نیکی اور ہمدردی سب کچھ ہے مگر قابل عمل نہیں اور شاید کم سے کم پچاس برس تک ایسا ہی ناقابلِ عمل رہے گا - یہ باتیں آپ جبھی تک کہہ سکتے ہیں جب تک کالج سے عملاً کوئی تعلق نہیں رکھتے ورنہ آپ کو بھی وہی کرنا پڑیگا جو آنریری سکرٹری اور ان کے دیگر اعوان و انصار کر رہے ہیں -

آج جو البشیر آیا ہے اسمیں مسٹر آرچ بولڈ کے شریفانہ الفاظ دیکھ کر بہت دل خوش ہوا ہے مگر ساتھ ہی محسن الملک کا استعفا دیکھکر

نہایت رنج وقلق ہوا ہے۔ اگر خدانخواستہ انہوں نے استعفا واپس نہ لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ کالج کو مشکلات کا سامنا ہوگا اور محسن الملک کی قدر بہت جلد لوگوں کو معلوم ہو جائے گی۔

اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو میں انشاء اللہ ۷۔ ۸۔ اپریل تک آنکھ بنوانے کے لیے لکھنؤ جاؤں گا۔ اس عرصہ میں آپ کا کم سے کم ایک خط میرے پاس پانی پت میں پہنچ سکتا ہے۔ مولوی عزیز مرزا صاحب جب ہوم سکرٹری سے چارج لے لیں تو جب کبھی آپ مناسب سمجھیں میر صاحب کے وظیفہ کے لیے ضرور ضرور اُن کی توجہ مائل کیجیے گا۔ امید ہے کہ آپ ابھی تک ہوم آفس ہی میں کام کرتے ہوں گے۔ والسلام خیر ختام

اخلاق حسین بہت بہت سلام و نیاز عرض کرتے ہیں۔

خاکسار الطاف حسین حالی

کنڈاگھاٹ ۔ کوٹھی آنریبل خلیفہ صاحب ۱۳ر جولائی ۱۹۰۷ء

۵۸۔ مکرمی و شفیقی۔ آپ کا محبت نامہ مورخہ ۱۲ر جون میرے پاس دہلی میں پہنچا تھا۔ اب تک اس کا جواب نہ لکھنے سے نہایت شرمندہ ہوں۔ میرا حال یہ ہے کہ پٹیالہ سے آنکھ بنوا کر ۱۸ر مئی کو میں پانی پت پہنچ گیا تھا۔ اُس وقت تک سوائے ضعف کے جو قدح چشم کے بعد اکثر پڑے رہنے اور کچھ کام نہ کرنے اور تقلیل غذا کے سبب عارض ہوگیا تھا اور کوئی شکایت نہ تھی۔ مگر پانی پت پہنچتے ہی کھانسی اور بخار میں ایسا غلطاں پیچاں ہوا کہ پندرہ سولہ روز پہلے بالکل بدن کا انس نکل گیا پھر جب اُس سے نجات ہوئی تو برادر عزیز سید فیاض حسین کو جو سخت بیمار ہوگئے تھے مع متعلقین ساتھ لے کر اُن کے علاج کے لیے دلی آیا۔ وہاں

سولہ سترہ روز ایسی سخت گرمی میں بسر ہوئے جس کی صعوبت ہمیشہ
یاد رہے گی۔ جب آنکھ کو فی الجملہ افاقہ ہوا تو حسب ہدایت ڈاکٹر جیمس صاحب
جنہوں نے آنکھ بنائی تھی عینک کے لیے کنڈا گھاٹ جو کالکا شملہ ریلوے
کے رستے میں ریاست پٹیالہ سے متعلق ایک خوش آب و ہوا پہاڑ ہے
اور خلیفہ سید محمد حسین صاحب ہمیشہ گرمی کا موسم یہیں بسر کرتے ہیں
آنا پڑا۔ ڈاکٹر صاحب نے جو مہاراجہ پٹیالہ کے ہمراہ یہاں سے بہت قریب
ایک دوسرے پہاڑ پر مقیم ہیں عینک تجویز کر دی ہے اور اس کے لیے
کلکتہ لکھا ہے اور مجھے اجازت دیدی ہے کہ تم چاہو تو چلے جاؤ مگر
جناب خلیفہ صاحب ازراہ عنایت اس خیال سے کہ جب تک میدان میں
بارش نہ ہو ایک سرد سیر مقام سے دفعتہً میدان کی جانگزا گرمی میں جانا
خاص کر آنکھ کیلئے مضر ہوگا ابھی جانے نہیں دیتے۔ جونہیں نیچے سے
بارش کی خبر آئی میں فوراً پانی پت چلا جاؤں گا۔ اب تک میری آنکھ پر
کوئی عینک نہیں لگی۔ ڈاکٹر صاحب نے جو ایک فرشتہ خصلت انسان ہے
کلکتے سے ایک عینک منگوائی تھی مگر آخرکار اسکو واپس کرنا پڑا۔ جبتک
بنی ہوئی آنکھ پر ٹھیک عینک نہ لگے لکھنے پڑھنے کو لوگ منع کرتے ہیں
زیادہ تر یہی وجہ تھی کہ آپ کے خط کا جواب اب تک نہ لکھ سکا۔ کتابوں کی
قیمت کے لیے جو کوشش آپ نے فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں
روپیہ وصول ہو جائے تو جلدی بھجوا دیجیے گا۔ آنکھ کے اوپریشن میں
ساڑھے تین سو روپے خرچ ہوئے ہیں کیونکہ ہاسپٹل میں پانچ چھ
آدمیوں کے ساتھ سوا مہینے تک قیام رہا۔ وہاں کا خرچ بہت زیادہ
تھا اور ڈیڑھ سو روپے بڑے اصرار سے ڈاکٹر صاحب کی نذر کیے گئے

اگرچہ وہ ایک خرمہرہ بھی لینا نہیں چاہتے تھے مگر چونکہ جناب خلیفہ صاحب اور دیگر معزز لوگ شفاخانہ میں میری عیادت کو آتے تھے اور اُن کی آمد و رفت ڈاکٹر صاحب سرِ روز دیکھتے تھے اس لیے مجھے وہاں اپنی بساط سے زیادہ خرچ کرنا پڑا۔ بہر حال اگر اس وقت روپیہ آجائے تو بہت سی الجھن رفع ہو جائیں۔ آجکل وقت بہت بے لطفی سے کٹتا ہے اور جب تک عینک آنکھ کے موافق میسر نہ آئے گی یہی حال رہے گا۔ کیونکہ لکھنے پڑھنے کو بغیر اُس خاص عینک کے جو بنی ہوئی آنکھ پر لگائی جاتی ہے قطعاً منع کیا ہے عزیزی ظفر علیخاں صاحب سے کہدیجیے گا کہ اسلام نمبر میں افسوس ہے کہ میں کچھ حصہ نہیں لے سکتا۔ لیکن اگر زندگی باقی ہے تو چند ماہ بعد شاید میں اِس لائق ہو جاؤں کہ دکن ریویو کے لیے کچھ لکھ سکوں۔ مخدومی مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کی خدمت میں تسلیم و نیاز کہدیجیے گا۔

خاکسار الطاف حسین حالی

میرے نام کے خطوط جہاں کہیں میں ہوتا ہوں پانی پت سے میرے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

خط ختم ہونے کے بعد مجھے چند رباعیاں یاد آگئیں جو آنکھ بنوانے سے پہلے علاوہ اُن رباعیوں کے جو علیگڈھ گزٹ میں مولوی وحید الدین صاحب چھاپ چکے تھے لکھی گئی تھیں۔ آپ یہ رباعیاں ظفر علی خانصاحب کو دے دیجیے گا۔ اگر وہ چاہیں تو دکن ریویو کے کسی نمبر میں درج کردیں

رباعیاں

حق تلفیوں کے دلیں نہ ہو جبکے شگاف
پاؤ گے نہ کوئی قاف سے لے تا قاف[1]

---

[1] قاف سے قاف تک یعنی تمام عالم میں۔ ایرانیوں کا قدیم خیال تھا کہ کوہ قاف تمام عالم کے گرد محیط ہے۔

گر غور سے سنیئے غل ہے یہ چار طرف — انصاف! انصاف!! آہ انصاف انصاف

۲
اترو دریا سے اپنے بل تیر کے پار — کب تک تیرو گے ہو کے تونبوں پہ سوار
تم ڈوبنے کے یہ کر رہے ہو سامان — اَوروں کا سہارا تکنے والو ہشیار

۳
بڑھتا جاتا ہے جس قدر علم بشر — کرتے جاتے شک خیالات میں گھر
ہوتی جاتی ہے دھندلی اتنی ہی فضا — جتنی کہ وسیع ہوتی جاتی ہے نظر

۴
یا نفس کی خواہشوں کو روک اے زردار — یا فاقہ و فقر کے لیے رہ تیار
لاگے ہوئے ہیں چار طرف گھات میں چور — گھر سے ہشیار رہ! مال و زر سے ہشیار

۵
پیری میں نہ عقل چین لینے دیتی — کرتا رہتا نہ دل کو گر نفس قوی
کہتا ہے یہ۔ جب موت کا آتا ہے خیال — "بابا کہ آمدی و کے پیر شدی[۱]"

پانی پت — ۲۳ اگست ۱۹۰۷ء

۵۹ - مکرمی! الطاف نامہ پہنچا۔ کتابوں کی ڈوپی ہوئی قیمت[۲] کے شکریہ

---

[۱] جس موقع پر ہم کہتے ہیں کہ تمہاری ابھی عمر ہی کیا ہے اسیطرح فارسی والے اس موقع پر یوں بولتے ہیں "کے آمدی و کے پیر شدی" اس رباعی میں بطور کنایہ کے یہ ظاہر کیا ہے کہ نفس عقل کی کوئی بات نہیں چلنے دیتا اور ہمیشہ غفلت میں رکھنا چاہتا ہے۔ ۱۲

[۲] جہاں جہاں سے اس خط میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے وہاں وہاں سے اصل خط پھٹا ہوا ہے ۱۲

ادا کرتا ہوں ۔ اسلام نمبر میں آپ کا مضمون پڑھ کر بہت لطف آیا۔ نہایت
پرزور مضمون لکھا ہے آپ ہی کا حصہ تھا مگر برٹش فارن پالیسی پر
جو اسمیں جا بجا نوک جھوک کی گئی ہے وہ سراسر خلاف مصلحت ہے
.... میں نہیں جانتا کہ مضمون کا جسقدر حصہ باقی رہا ہے
اسمیں ہندوستان کی مسلمان ریاستوں کا ذکر ہوگا یا نہیں۔ اگر آپ کی
یہی راست گفتاری رہی تو للہ آپ اس سلسلہ کو چھیڑنے کی تکلیف
گوارا نہ فرمائیے گا۔

خواجہ غلام الحسنین کو میں نے آپ کا خط پڑھوا دیا۔ وہ حیدرآباد
آنے پر آمادہ تو معلوم ہوتے ہیں لیکن اس قلیل تنخواہ پر وہاں رہنا ایک
نوع کی ذلت سمجھتے ہیں۔ وہ بالفعل میونسپل کمیٹی پانی پت میں سکرٹری ہیں
بالفعل پچاس روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اور سالانہ ترقی ہوتے ہوتے
ستر ماہوار تک کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حیدرآباد کے ڈیڑھ سو یہاں کے
سوا سو ہوتے ہیں۔ اس تنخواہ میں وہ قطعاً سواری نہیں رکھ سکتے۔ اور
جھٹکے میں پھرنا وہاں پیدل پھرنے سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جاتا ہے۔
بہرحال اس تنخواہ پر وہ ہرگز وہاں آنا نہیں چاہتے۔ اس کے سوا وہ یہ بھی
دریافت کرتے ہیں کہ ان کو وہاں کیا کام دیا جائے گا۔ تعلیم اور ترجمہ کے
کام سے وہ سو سو کوس بھاگتے ہیں۔ البتہ انسپکشن کے [کام کو] وہ
نہایت طوع و رغبت سے قبول کرنے پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اسکے سوا
حساب کتاب کے کام کو بھی وہ ناپسند نہیں کرتے۔ آجکل وہ لکچر بازی میں
بہت مصروف رہتے ہیں دور دور کے دھاوے مارتے ہیں لاہور
جالندھر۔ مظفر نگر۔ لکھنؤ اور خود پانی پت میں ان کے متعدد لکچر

ہو چکے ہیں۔ اُن میں گویائی کا بہت مادہ ہے اگر وہ حیدرآباد پہنچ گئے
تو اُن کے لکچروں کی خاصکر وہاں کے شیعہ حضرات میں بہت شہرت ہوجائیگی
اُن کے نیم مذہبی اور اخلاقی لکچر بہت مفید ہوتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ
وہاں کوئی ایسی جگہ اُن کو مل جائے جسپر وہ ایک اشراف (نہ کہ جنٹلمین)
کی حیثیت میں رہ سکیں۔

افسوس ہے کہ مجھے آج تک عینک میسر نہیں آئی میجر جیمس
جنہوں نے آنکھ بنائی ہے تین عینکیں کلکتے سے منگوا چکے ہیں مگر کوئی عینک
اب تک آنکھ پر نہیں لگی اور اِس وجہ سے لکھنا پڑھنا گویا بالکل بند ہے
دو چار نہایت ضروری خطوں کا جواب لکھنے کے سوا اور کوئی کام لکھنے
پڑھنے کا نہیں ہوتا۔ جناب مولوی عزیز مرزا صاحب کے خط کا جواب
بہت دن سے لکھنا چاہتا ہوں مگر موقع نہیں ملتا۔ عبداللہ خانصاحب کا
خط بھی بہت دن سے آیا ہوا ہے اُس کا جواب بھی اب تک نہیں لکھ سکا
امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام خیر ختام
خاکسار الطاف حسین حالی

غلام الحسنین بہت بہت سلام و نیاز کہتے ہیں اور اِس بات کا
دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے باوجود امتداد مدت جدائی کے
اُن کو اب تک یاد رکھا +

پانی پت ۱۹ر ستمبر ۱۹۰۷ء

۶۰۔ مکرمی و شفیقی! اِس وقت میں اپنے حالات قلم انداز کرتا ہوں
بڑی ضروری بات یہ ہے کہ سال فصلی ختم ہونیوالا ہے۔ میرن صاحب نے
بڑی مشکل سے ۱۳۱۶ف کو کاٹا ہے۔ خدا جانے کس طرح انھوں نے

اس سال گذارہ کیا ہوگا۔ وہ حیدر آباد آنے کے لیے تیار تھے مگر بدقسمتی سے بازار میں جاتے ہوئے ایک بہت بڑے سانڈ کی جھپیٹ میں آجانے سے نالی میں گر پڑے اور ایسے گرے کہ دو ڈیڑھ گھنٹے تک وہیں بیہوش پڑے رہے۔ سر میں اور ہاتھ پاؤں میں سخت چوٹیں آئیں اور ناک سے بہت دیر تک خون جاری رہا۔ بدقت تمام وہاں سے گھر پہنچے اور ڈاکٹر کا علاج شروع کیا گیا۔ دس بارہ روز کا عرصہ گذر چکا ہے اب تک زخم نہیں بھرے اور حد سے زیادہ اضمحلال ہوگیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہ کیونکر حیدر آباد پہنچ سکیں گے۔ اگر آپ کی کوشش سے اور .... کی عنایت سے ان کو اس سال کا وظیفہ گھر بیٹھے دہلی ہی میں مل جائے تو بہت مناسب ہے۔ سال کے ختم ہونے میں آج سے بیس اکیس روز باقی رہ گئے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے یہ تمام حالات .... صاحب کے گوش گزار فرمادیں اور جہاں تک ممکن ہو اس بات میں زور لگائیں کہ پانسو روپے حسب قرار داد سابق ان کو گھر پر بھیجدیے جائیں اس کا جواب مہربانی فرماکر جلد عنایت کیجیے گا۔

امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہونگے۔ والسلام خیر ختام

خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۳ جون ۱۹۰۸ء

۶۱ - مکرمی و شفیقی مولوی صاحب۔ محبت نامہ پہنچا۔ ممنون یاد آوری فرمایا۔ یہاں گرمی نہایت سخت پڑ رہی ہے جیسی کہ پہلے شاید کبھی نہیں پڑی یا ضعف اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ موسم کی معمولی حالت غیر معمولی معلوم ہوتی ہے۔ آجکل یہاں کالرا بھی چمک رہا ہے۔ اس سے بھی لوگ

پریشان ہیں۔ خواجہ غلام الحسنین کو آپ کا خط دکھا دیا گیا۔ اُن کی خواہش ہے اور میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس باب میں مولوی محمد عزیز مرزا صاحب سے مشورہ لے لیا جائے۔ غلام الحسنین ابھی میونسپل کمیٹی سے دو برس کی رخصت گذر جانے پر پھر سکول میں واپس چلے گئے ہیں۔ اسلئے اب اُن کو مدرسے سے اور رخصت نہیں مل سکتی۔ لاچار اُن کو استعفا دیکر حیدر آباد آنا پڑیگا۔ پس تاوقتیکہ اُن کو آئندہ ترقی کی طرف سے پورا پورا اطمینان نہ ہو وہ سوروپیہ سکہ حالی پر گھر سے اتنی دور نہیں جاسکتے ......ناظم صاحب کے وعدوں پر اُن کو اطمینان نہیں ہے۔ ہاں اگر ہوم سکرٹری صاحب اُن کو صلاح دیں اور امید دلائیں تو وہ بلا تامل آنے پر تیار ہیں۔ آپ نے جہاں اس قدر تکلیف اُٹھائی ہے اس مرحلہ کو بھی طے فرماکر مجھے یا براہِ راست اُن کو مطلع کیجیے۔

کتابوں کی رسید میں دو دفعہ بھیج چکا ہوں مگر معلوم نہیں کہاں گم ہو جاتی ہے۔ آپ ازراہِ عنایت بواپسی ڈاک رقم کی تعداد (جو مجھے یاد نہیں رہی) لکھ بھیجیں اور یہ بھی لکھیں کہ رسید آپ پاس بھیجوں یا ڈائرکٹر صاحب کے دفتر میں یا صدر محاسب کے دفتر میں یا دونوں جگہ۔ میں ابکی دفعہ رسید رجسٹری کرا کر بھیجوں گا۔

مخدومی مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کی خدمت میں بہت بہت تسلیم و نیاز کہہ دیجئے گا۔ میں نے اُن کی عدیم الفرصتی کے خیال سے مدت سے اُن کو خط نہیں لکھا مگر اب عنقریب لکھنے والا ہوں۔ والسلام

الطاف حسین حالی

پانی پت ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء

۶۲ - مکرمی و شفیقی کان اللہ لہم - مدت دراز کے بعد محبت نامہ پہنچا - اب ایسی حالت ہو گئی ہے کہ دوستوں کو خط لکھنے میں بدایت کرنی تو کیسی اُن کے خطوں کا جواب لکھنا بھی سخت دشوار ہے مگر آپ کے محبت بھرے خط کا جواب کیونکر نہ لکھتا - مجھے موسمی بخار کی ابتدا میں چند روز بخار آیا تھا اسکے بعد ہر روز دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد بلا ناغہ ایسی تبخیر ہوتی ہے کہ کوئی کام نہیں ہو سکتا - ہر وقت پڑے رہنے کو جی چاہتا ہے اس بیس پچیس روز کے عرصہ میں طاقت کو سخت صدمہ پہنچا ہے - بھوک بھی کم لگتی اور غذا میں روز بروز تقلیل زیادہ ہوتی جاتی ہے - باوجود ان تمام جسمانی شکایتوں کے وہ روحانی الم جسکو آپ خوب جانتے ہیں ہر وقت گردن پر سوار رہتا ہے - گذشتہ جون میں اسی کاہش کے سبب میں دلی چلا گیا تھا اور برس دو برس واپس آنے کا ارادہ نہ تھا مگر صرف ایک مہینے ٹھہرنے پایا تھا کہ سجاد حسین تین برس بعد رعایتی رخصت لے کر پانی پت آئے اور اُن کے ملنے کو مجبور آنا پڑا - اب انکی رخصت میں صرف چار پانچ دن باقی رہ گئے ہیں - اُن کے واپس جانے کے بعد پھر ارادہ گھر سے نکلنے کا ہے - اگرچہ اب طبیعت نہایت تنہائی پسند اور سوسائٹی سے نفور ہو گئی ہے لیکن پانی پت سے نکل کر علیگڈھ کے سوا اور کہیں ٹھکانا نظر نہیں آتا - بشرطیکہ وہاں کوئی گوشۂ تنہائی مل گیا وہیں جا کر رہنے کا ارادہ ہے - بلارم کی جو کیفیت آپ نے لکھی ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ وہاں آکر رہوں مگر کئی موانع ایسے ہیں کہ وہاں آنے میں بہت دشواریاں معلوم ہوتی ہیں - لیکن کچھ تعجب نہیں کہ اگر علیگڈھ میں طبیعت نہ لگی تو

بلا رم میں چلا آؤں سے

ہو عزم دیر شاید کعبے سے پھر کر اپنا ۔۔۔ آتا ہے دور ہی سے ہم کو نظر گھر اپنا
قید خودی میں رہتے آتے نہیں نظر ہم ۔۔۔ وحشت رہے گی دل کی دکھلا کے جوہر اپنا

دکن ریویو میں مصطفےٰ کامل والا اور ٹرکی پارلیمنٹ والا مضمون دیکھکر طبیعت نہایت محظوظ ہوئی۔ ان دنوں میں ہمارے ایک ہموطن رگھوناتھ سہائے ...... نے جو برہم سماج لاہور کا ممبر ہے ایک کتاب قدیم ہندوستانی عورتوں کے حالات میں موسوم بہ "خاتونانِ ہند" لکھی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس میں ہندو مسلمان عورتوں کے حالات نہایت سچائی اور انصاف سے بغیر کسی قسم کے تعصب کے لکھے گئے ہیں۔ میں بھی اس شخص کو نہایت بے تعصب جانتا تھا مگر خاتونانِ ہند میں بعض حالات دیکھنے سے میرا حسنِ ظن اسکی نسبت بالکل جاتا رہا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب پر جس کی ایک کاپی عنقریب آپکی خدمت میں پہنچے گی ایک منصفانہ ریویو آپ ضرور تحریر فرمائیں اور مولف کی سچائی یا تعصب یا غلط بیانی جو کچھ سرسری نظر میں آپ کو معلوم ہو بے کم و کاست پبلک پر ظاہر فرمائیں۔ میں نے صرف دو تین مسلمان عورتوں کا اور ایک ہندو عورت کا حال اس میں پڑھا ہے۔ ہندو عورت روپنا گڈھ کی شہزادی ہے جسکو مولف نے اورنگزیب کا جھرنیا یا ہے اور نام کچھ نہیں لکھا۔ گو میں مورخ نہیں ہوں لیکن میرا خیال ہے ایسی بے سروپا اور جھوٹی تحریر میری نظر سے کبھی نہیں گذری۔ آپ ریویو میں اسکے پرتے اچھی طرح کھولیں۔ اس کا حال صفحہ ۸۰ سے شروع اور صفحہ ۸۴ پر ختم ہوتا ہے۔ روپنا گڈھ کا پتا بھی ضرور لگایئے گا اور اسمیں جو دریائے گومتی کا ہونا ظاہر کیا ہے اسپر بھی غور فرمایئے گا۔ جب یہ مضمون چھپ جائے تو ایک کاپی رگھوناتھ سہائے کے پاس ضرور بھجوایئے گا۔

میں نے سنا ہے کہ مولوی وحید الدین صاحب سلیم آجکل حیدر آباد میں ہیں۔ چونکہ انہوں نے مجھے اسکی خبر نہیں دی اس لیے مجھے نہایت تعجب ہے رسید مطلوبہ اس کاغذ کے ساتھ ٹکٹ چسپاں کرکے بھیجتا ہوں۔

راقم خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

۶۳۔ مکرمی مولوی صاحب! میرا پہلا خط مع رسید قیمت کتب پہنچگیا ہوگا۔ آج میں نے حسب قرارداد سابق "خاتونانِ ہند" کی ایک کاپی رجسٹری کراکر آپ کے نام روانہ کی ہے۔ اس پر ریویو لکھنے کے متعلق میں اپنے پہلے خط میں لکھ چکا ہوں۔ ریویو لکھوانے سے مقصود یہ ہے کہ مولفِ کتاب جو میرا ہموطن ہے اسکو شرمایا جائے کہ باوجود برہمو ہونے اور دعوی بے تعصبی کے ایک ایسی کتاب میں جو عورتوں کے لیے لکھی گئی ہو اور جس کا مقصد ہندوستانی عورتوں کے خیالات کی اصلاح ہو ایسے متعصبانہ خیالات ظاہر کرنے اور وہ بھی محض بے اصل اور تاریخ کے خلاف ایک برہمو سماج کے ممبر سے نہایت بعید اور قابل افسوس ہے۔ میں نے اس کتاب کو محض سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ پدمنی کا حال اور علاءالدین غوری کا اسکے معاملہ میں شانِ حکومت اور سلطنت کے خلاف کارروائی کرنا یہ تو ایک تاریخی واقعہ قرار پاگیا ہے لیکن اسی کتاب میں ایک اور ہندو عورت کا حال چند صفحوں پر لکھا ہے جسکو عالمگیر کا ہمعصر قرار دیا ہے۔ اگرچہ تاریخ پر میری نظر نہایت محدود ہے لیکن اس عورت کے حالات روایت اور درایت دونوں کے خلاف مجھ کو معلوم ہوتے ہیں۔ عورت کا نام تک نہیں لکھا۔ دریائے گومتی کو ایسے ملک میں نشان دیا ہے جس سے جغرافی قیاس بالکل ابا کرتا ہے۔ عالمگیر پر ایسے اتہام لگائے ہیں جن کو عالمگیر کا

کوئی دشمن مورخ بھی میرے نزدیک تسلیم نہ کرے گا - چونکہ آپ نے عالمگیر کی
لائف کو ایک مصنف کی نظر سے مطالعہ کیا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت
آسانی سے مولف مذکور کی قلعی کھول سکیں گے مگر ریویو کی طرز بیان بہت شائستہ
اور الفاظ نہایت سنجیدہ ہونے چاہئیں جن سے برہمو سماج کے تمام ممبر متاثر اور
شرمندہ ہوں - یہ سماج برخلاف آریہ سماج کے نہایت آزاد اور صلح پسند ہے
اس لیے مجھے امید ہے کہ آپ کے ریویو کا ان لوگوں پر عمدہ اثر ہوگا - ریویو
میں اس بات پر زیادہ زور دینا چاہیئے کہ جو لوگ ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اور
پھوٹ ڈالنے والی کتابیں لکھتے ہیں وہ ہندوستان کے سخت دشمن ہیں خواہ وہ
ہندو ہوں یا مسلمان - برہمو ہوں یا آریا - والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۸ ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

۴۴ - مکرمی مولوی صاحب ! چونکہ میرے پاس اب علیگڈھ گزٹ کے
سوا اور کوئی اخبار نہیں آتا اور وہ بھی ایک مہینے سے بہت دیر دیر میں آتا ہے
اس لیے دنیا کے اکثر اہم واقعات ایک مدت کے بعد معلوم ہوتے ہیں حیدرآباد
کے قیامت خیز واقعہ کا حال آج روز وقوع سے دسویں دن عزیزی غلام الثقلین
کی زبانی کہ کل ہی لکھنؤ سے یہاں آئے ہیں معلوم ہوا - جو صدمہ اس حادثہ کے
سننے سے دل پر گذرا ہے اسکا بیان کرنا فضول ہے - یہ تحریر صرف اس غرض سے
آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب - ملا محمد علی صاحب
ڈاکٹر حامد علی اور میر لیاقت علی - عبداللہ خاں - مولوی تصدق حسین کتب خانہ
آصفیہ اور فیاض علی خاں صاحب اور ان کے مکان کا حال جس کی نسبت وحشت انگیز
حال بیان کیا گیا ہے اور دیگر مشہور لوگوں اور مشہور اماکن کا حال جسقدر کہ آپ

سرسری طور پر لکھ سکیں از راہِ عنایت مجھے ضرور لکھ بھیجیے۔ میں نے شروع آبان میں بابت تنخواہ مہر ماہ الٰہی رسید بینک میں بھیجی تھی جب وہاں سے کچھ جواب نہ آیا تو وجہ تاخیر دریافت کی۔ آج بینک سے اس کا یہ جواب آیا ہے کہ پل کے ٹوٹ جانے کے سبب بینک اور خزانہ کی خط کتابت بند ہے اور تنخواہ کے وصول ہونے میں ابھی بہت دیر معلوم ہوتی ہے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

۹۵۔ مکرمی مولوی صاحب! محبت نامہ پہنچا۔ حیدر آباد کی تباہی کا جگر شق کرنے والا حال اخبارات سے اور آپ کی تحریر سے معلوم ہوا۔ علمائے جیولوجی نے طبقات الارض کی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ موجودہ نسل انسان سے بہت پہلے ایک طوفانِ عام دنیا میں آچکا ہے جس میں تمام کرۂ ارض پر سمندر کا پانی پھر گیا تھا۔ اس کے بعد جتنے طوفان آئے وہ سب طوفاناتِ خاص کہلاتے ہیں۔ میرے نزدیک قیامت انہیں حوادثِ طبیعی کا نام ہے۔ بعض کو انہیں سے قیامتِ کبریٰ سمجھنا چاہیے اور بعض کو قیامتِ صغریٰ۔ کچھ شک نہیں کہ وہ طوفانِ عام قیامتِ کبریٰ تھا اور معلوم نہیں کہ عالم میں ایسی قیامتِ کبریٰ کتنی بار آچکی ہے اور جس قیامت کا انتظار ہے وہ بھی اسی قسم کا کوئی حادثہ طبیعی ہوگا۔ حیدر آباد کے طوفان کو قیامتِ کبریٰ تو نہیں کہہ سکتے لیکن ان لوگوں کے حق میں جو اس حادثہ سے ہلاک ہوئے ہیں بلا شبہ یہ قیامتِ صغریٰ تھی۔ مثل مشہور ہے آپ موئے جگ پرلوں۔

آپ نے جہاں میر لیاقت علی صاحب اور ملا صاحب کے مکانات کا ذکر لکھا ہے وہاں مکینوں کے حال کی کچھ تصریح نہیں کی۔ اگرچہ فحوائے کلام سے

اُن کا صحیح و سالم رہنا مفہوم ہوتا ہے - میرا قیاس ہے کہ ملا عبدالقیوم مرحوم
کا مکان بھی اُس سیلاب کی گذرگاہ سے بہت قریب تھا - خدا کرے اُن کے
متعلقین اِس آفت سے محفوظ رہے ہوں - یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ
حضور نظام (خلد اللہ ملکہ) نے اِس موقع پر بندگان خدا کے ساتھ شاہانہ ہمدردی کا
ظاہر فرمائی ہے اور کوئی دقیقہ بے خانمان لوگوں کی دستگیری اور امداد کا
فروگذاشت نہیں کیا - مجھے اُن تمام بزرگوں اور دوستوں کا حد سے زیادہ
خیال ہے جو کلب میں اکثر تشریف لاتے تھے اور جن کی خیریت کسی ذریعہ سے
خاص طور پر معلوم نہیں ہوئی جیسے مولوی محمد اختر - عبداللہ خاں - مولوی
تصدق حسین - حکیم وحید الدین - قطب الدین محمود - معشوق حسین خاں -
ظفر علی خاں - حکیم امتیاز الدین - ملا صاحب - ڈاکٹر حامد علی - میر لیاقت علی
مظہر حسین (یعنی منشی محمود علی کے بھانجے جنکو دمہ کی شکایت تھی) مسعود علی -
قطب الدین وغیرہم - امید ہے کہ یہ سب اصحاب من کل الوجوہ محفوظ رہے ہونگے
نواب عزیز جنگ بہادر کا حال میں نے اُن کو خود لکھ کر دریافت کیا ہے -
مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کی خیریت بعض ذرائع سے معلوم ہوگئی ہے -

میرن صاحب نہایت پریشان ہیں کیونکہ خیرات و مبرات کی رقم ملنے کا وقت
آگیا ہے مگر آجکل وہاں اسکے مستحقین لاکھوں سے متجاوز ہیں - اگر آپ مناسب
سمجھیں تو مولوی محمد عزیز مرزا صاحب سے ضرور دریافت کریں کہ میرن صاحب کو
اِس سال کچھ اس مد سے مل سکیگا یا نہیں ؟

صاحبزادہ عبدالسلام...... خانصاحب جن کے ہاں سے آپ نے کچھ تاریخی حالات اُنکے
کتب خانہ سے لکھوا کر منگوائے تھے چونکہ اس امر کا محرک بتوسط حکیم محمد اجمل
خانصاحب کے میں ہوا تھا - اِس لیے صاحبزادہ صاحب نے ساٹھ روپے کے

نوٹ جو شاید آپ نے بابت اجرت کتابت اُن کے پاس بھیجے تھے۔ حکیم صاحب
کے توسط سے میرے پاس بھیجدیے ہیں۔ پانچ چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ حکیم صاحب
نے مجھے لکھا تھا کہ مولوی عبدالحق صاحب نے جو کچھ بابت اجرت کے رام پور
بھیجا تھا اس سے صاحبزادہ صاحب بہت ناخوش ہوئے ہیں اور اس رقم کو
بتوسط ہمارے واپس بھیجنا چاہتے ہیں۔ اب ایک عرصہ کے بعد وہ رقم انہوں نے
بھیجی ہے مگر نہ تو حکیم صاحب نے اور نہ صاحبزادہ صاحب نے لکھا کہ اس رقم
کے واپس کرنے کا کیا سبب ہے؟ آیا آپ کی طرف سے کچھ بدعہدی ہوئی ہے
یا آپ نے ان کو کوئی سخت بات لکھ بھیجی ہے؟ یا یہ رقم بہت تھوڑی ہے؟
آپ مہربانی فرما کر اس معمے کو حل فرمائیں کہ یہ رقم کس غرض سے واپس کی گئی ہے
اُجرتِ کتابت کس حساب سے مقرر کی گئی تھی؟ کتنے جز لکھے گئے اور قرارداد
کے موافق اجرت دی گئی ہے یا اسمیں کچھ کمی رہ گئی ہے؟ یا یہ بات ہے کہ
اُجرت آپ کی رائے پر چھوڑ دی گئی تھی اور جو کچھ آپ نے اپنی رائے سے
بھیجا اسکو اُنھوں نے بہت قلیل سمجھا؟ معلوم ہوتا ہے کہ (.......) بہت
نازک مزاج ہیں اور اپنی کتابوں میں سے مقاماتِ مطلوبہ کی نقل کرا کر
بھیجنے کو ایک بہت بڑا احسان آپ پر - مجھ پر اور حکیم صاحب پر سمجھتے ہیں
خیر اُن کا ایسا سمجھنا صحیح ہو یا نہ ہو مگر آپ کو چاہیے کہ اُن کو ایک خط معذرت
اور شکر گذاری کا بہت نرم لفظوں میں جنمیں کسی قسم کی نوک جھوک نہ ہو ضرور
لکھ بھیجیں اور اُن سے ادب کے لہجہ میں درخواست کریں کہ ساٹھ روپے جو
فلاں شخص کے پاس امانت رہیں اُن میں جسقدر رقم آپ ارشاد فرمائیں شامل
کر کے ارسالخدمت کی جائے ؎

با ہمیں مردماں بباید ساخت　　　　چہ تواں کرد مردماں ایں اند

اسکے بعد اگر وہ کچھ رقم اضافہ کرکے لکھیں تو آپ طوعاً او رکر ہاً جسطرح ہوسکے اُن کے لکھنے کی تعمیل کردیں۔ اس خط کا جواب بہت جلد لکھیے گا۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام مع الاکرام۔

خاکسار الطاف حسین حالی

خاتونانِ ہند پر ریویو لکھنے کا ضرور خیال رکھیے گا اور جب اطمینانِ کلی نصیب ہو اُس وقت ضرور اُس کی خبر لیجیے گا +

پانی پت　　　　یکم مارچ ۱۹۰۹ء

۶۶۔　　مکرمی مولوی صاحب! آپ کا محبت نامہ پہنچا اور آپکے مع الخیر وہاں پہنچنے کا حال معلوم ہوا۔ جلیل حسن صاحب نے اپنی کتاب تذکیر و تانیث نہیں بھیجی اور نہ الفائق زمخشری وکٹوریا میموریل لائبریری کو عنایت ہوئی۔ آپ مہربانی کر الفائق کے لیے درخواست بخدمت جناب معتمد عدالت وغیرہ کیخدمت میں میری طرف سے گذران کر الفائق کے دیے جانے کا حکم لے کر بیرنگ بذریعہ ریل بنام الطاف حسین حالی سکرٹری لائبریری مذکور جلد روانہ فرما دیجیے اور اگر الفائق کے بعد کوئی اور کتاب دائرۃ المعارف میں چھپی ہو تو درخواست میں اسکا نام بھی درج فرما دیجیے گا۔

آجکل مخدومی سید میراں صاحب پانی پت میں میرے پاس آئے ہوئے ہیں۔ اُن کا وظیفہ ملنے میں جسقدر زیادہ دیر ہوتی جاتی ہے اُسی قدر اُن کی تشویش اور اُن کے سبب دوستوں اور ہواخواہوں کا تردد بڑھتا جاتا ہے سابق معتمد صاحب نے تو اس وظیفہ میں کھنڈت ہی ڈالدی تھی مگر چند سال سے خدا تعالےٰ نے ایک فرشتۂ رحمت اِس محکمہ میں بھیجدیا ہے۔ جسکی بدولت میراں صاحب کی مردہ امیدیں از سرِ نو جان پڑگئی ہے۔ اگرچہ ایک سال کا

وظیفہ قواعد کی مجبوریوں کے سبب اُن کے زمانہ میں بھی میر صاحب کو نہیں مل سکا اور اِس سال کے وظیفہ میں بھی غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے لیکن با اینہمہ اب تک مایوسی نہیں ہوئی - میرا ارادہ کئی دفعہ جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کی خدمت میں اسی وظیفہ کے متعلق لکھنے کا ہوا لیکن اُن کی عدیم الفرصتی کے خیال سے میں اُن کو ایسی تکلیفیں بار بار دینی نہیں چاہتا - اب آپ مولوی صاحب موصوف کو میری اور میرن صاحب کی طرف سے اور نیز اپنی طرف سے یاددہانی کر کے وظیفہ کی رقم جہاں تک ہو سکے جلد وصول کر کے بھجوائیے - امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہونگے - والسلام مع الاکرام

خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۲۶ اپریل ۱۹۰۹ء

۶۷ - مکرمی مولوی صاحب! آپ کا محبت نامہ مدت دراز کے بعد پہنچا - آپ کی علالت کا حال معلوم ہونے سے نہایت افسوس ہوا - خدا صحت کامل عنایت فرمائے - بلٹی کے گم ہو جانے سے بڑی دقت پیش آئی ہے اگر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پارسل یہاں پہنچ گیا ہے تو بہ آسانی وصول ہو سکتا ہے مگر ریل والے کچھ پتا نہیں دیتے اور بلٹی کا نمبر مانگتے ہیں - مال گاڑی کا بابو تو وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں اب تک پارسل نہیں آیا مگر یہ معلوم نہیں کہ آپ نے گڈز ٹرین میں بھیجا ہے یا پسنجر ٹرین میں - آپ اس سے ضرور مطلع فرماویں -

تذکیر جمع کی تذکیر و تانیث کے متعلق یہ جواب ہے کہ بیشک اہل لکھنؤ تو عموماً اسکو بصورت جمع مذکر کے استعمال کرتے ہیں مگر جہاں تک میرا خیال ہے اہل دہلی خاص خاص الفاظ کے سوا ایسی مجموع کو عموماً جمع مؤنث کے طور پر

استعمال کرتے ہیں۔ خود جلیل صاحب نے اپنے رسالہ تذکیر و تانیث میں بنات النعش کی تانیث پر غالب کا یہ شعر لکھا ہے ؎

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آیا کہ عریاں ہو گئیں

اردوئے معلیٰ میں ابھی میری نظر سے گذرا ہے کہ "نسخہ کے مواضع محبوب بن گئی ہیں" مگر اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کاتب نے "بن گئے" کی جگہ "بن گئی" لکھ دیا ہے۔ لیکن پہلی مثال بالکل صاف ہے۔ تلاش سے اور بھی ایسی مثالیں مل سکتی ہیں مگر تلاش کون کرے۔ میرا خیال اس امر کی نسبت یہ ہے کہ بلا شبہ اہل دہلی بھی بعض جموع مؤنث کو جموع مذکر پر قیاس کرکے بصورت جمع مذکر استعمال کر جاتے ہیں مثلاً حوادث و وقائع وغیرہ پر قیاس کرکے شدائد و مصاحب و فضائل و رذائل وغیرہ کو بھی بصورت جمع مذکر بولجاتے ہیں۔ لیکن عام طور پر تمام جموع کی نسبت سر دست میرا یہ خیال نہیں ہے۔ اگر میں مسئلہ تذکیر و تانیث پر جیسا کہ میرا جی چاہتا ہے کچھ لکھ سکا تو اس خاص جزئی کا بھی تا بمقدور فیصلہ کرونگا اگر عمر نے وفا کی تو اس کام کو پورا کرنے کے لیے مجھے چند روز کو پانی پت نکلنا پڑے گا۔ والسلام مع الاکرام۔

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ

مکرمی مولوی محمد عزیز مرزا صاحب اور دیگر اصحاب کی خدمت میں میری طرف سے سلام و نیاز عرض کر دیجئے گا۔

پانی پت

۶۸۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں میں

جو آپ یہاں تشریف لائے تھے میں نے برسبیل تذکرہ سید افضل علی عرف
میرن صاحب رئیس دہلی وظیفہ خوار سرکار عالی کے نواسے سید رؤف علیشاہ کا
مجمل طور پر ذکر کیا تھا کہ وہ بہت ہونہار نوجوان ہے اور تعلیم کے لیے ولایت
گیا ہوا ہے - اِس سے زیادہ اُس کا تذکرہ آپ کے سامنے نہیں آیا مگر اسوقت
مجھکو اُس کا مفصل ذکر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے - وہ انٹرنس پاس
کرنے کے بعد بالکل مدرسہ چھوڑنے پر آمادہ ہوگیا تھا مگر میں نے اسکو جوہر قابل
دیکھ کر اِس ارادہ سے باز رکھا - چنانچہ وہ دہلی کے مشن کالج میں داخل ہوگیا اور
تھرڈ ایر کی پڑھائی پڑھنے کے وقت اسکو ولایت جانے کا خیال پیدا ہوگیا -
اگرچہ مالی حالت ایسا کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی لیکن اسکی والدہ کا ایک مکان
گروی پڑا تھا - اُس کے فروخت کرنے کا معاملہ اپنے باپ کے سپرد کرکے اور
تھوڑا سا روپیہ مشتری سے پیشگی لیکر اپنے ایک دوست اور کلاس فیلو کیساتھ
جو ولایت جانے والا تھا انگلینڈ کو روانہ ہوگیا - جسقدر روپیہ بھیجنے کی باپ سے
امید تھی قریب نصف کے تو اُس کے پاس بھیجا گیا اور باقی کل روپیہ باپ کی
ناعاقبت اندیشی کے سبب بیجا طور پر یہیں صرف ہوگیا - اب اُسکا حال یہ ہے
کہ بیرسٹری کا ڈپلومہ حاصل کرنے کے لیے اسکو کم از کم ڈیڑھ برس وہاں ٹھیرنیکی
اور ضرورت ہے لیکن جسقدر روپیہ اسکو یہاں سے بھیجا گیا ہے اُس میں سے
اُس کے پاس صرف اِس قدر باقی ہے کہ بمشکل چھ مہینے کا گذارہ ہوسکے گا
باقی ایک سال کے خرچ کے لیے اسکو امداد کی کہیں سے توقع نہیں ہے -
باپ نے بالکل جواب دیدیا ہے - دلی میں اب ایک پیسے کی جائداد نہیں جسکو
بیچ کر اسکو خرچ بھیجا جاوے - بظاہر اُس پر نہایت نازک وقت آنیوالا ہے
میں نے سنا ہے کہ آپ کی کمیٹی نے ایک رقم طالب علموں کے وظیفہ کے لیے

جمع کی ہے۔ چونکہ یہ کمیٹی ایسے نیک نفس اور روشن خیال لوگوں کا مجمع ہے
جو اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس وقت ہونہار مگر درماندہ اور نادار مسلمان
طالب علموں کی امداد کس قدر ضروری ہے۔ خصوصاً ایسے طالب علم کی جو تعلیم
کے شوق میں ولایت پہنچ گیا ہے مگر بدقسمتی سے وہاں جاکر سخت مجبور اور درماندہ
ہوگیا ہے۔ اس لیے میں آپ کے ذریعہ سے کمیٹی میں تحریک کرتا ہوں کہ اس
رقم سے سید رؤف علیشاہ کی امداد کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپکی کمیٹی کو
اس رقم کا مستحق رؤف علیشاہ سے بہتر مشکل سے مل سکیگا۔ اگر کمیٹی کو یہ خیال ہو
کہ اس رقم سے کسی حیدرآبادی طالب علم کی امداد کرنا زیادہ مناسب ہوگا
تو میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اگر حیدرآباد کے کسی ہونہار مسلمان
طالب علم کی امداد ایسی ہی ضروری ہو جیسی کہ رؤف علیشاہ کی تو بلاشبہ
اسکو ترجیح دینی چاہیئے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ سردست وہاں کے کسی
طالب علم کو ایسی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس کے سوا رؤف علی خود حیدرآباد
کی سرکار کا متوسل ہے کیونکہ اسکے نانا سید افضل علی سرکار عالی کے وظیفہ خوار
ہیں۔ اور جسطرح کہ ہندوستان کے بیسیوں بلکہ سیکڑوں وظیفہ خوارونکی
اولاد کی تعلیم میں سرکار ممدوح سے ہمیشہ امداد ملتی رہی ہے اسی طرح
رؤف علی شاہ کو اہل حیدرآباد کے چندہ سے امداد دیجائے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی

آپ کمیٹی میں یہ بھی ظاہر کر دیجیے کہ جو رقم طالب علموں کی امداد کیلیے
وہاں جمع ہوئی ہے وہ کسیطرح کافی نہیں ہوسکتی لیکن جہاں تک ممکن ہوگا
میں اسکی امداد کے لیے اور کوشش کرونگا۔ اور امید ہے کہ آپکی رقم بھیجنے کے
بعد جسقدر کمی رہجاویگی وہ بتدریج پوری کردیجاویگی۔ زیادہ سلام۔ خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت - ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

۶۹- مولوی صاحب شفیق و مکرم - کئی دن سے آپکو خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر ٹھیک پتا معلوم نہ ہونے کے سبب اب تک نہیں لکھ سکا - آج اس خیال سے کہ تعطیل ختم ہونیوالی ہے اور آپ آجکل میں حیدر آباد پہنچنے والے ہیں یہ خط لکھنے بیٹھا ہوں - دلگداز میں خاتونانِ ہند پر آپ کا ریویو دیکھکر بہت ہی جی خوش ہوا اور اسی خوشی میں دلگداز کی خریداری کی درخواست آج بھیجدی ہے - یہ بھی لکھ بھیجا ہے کہ ایک کاپی اس نمبر کی مصنف خاتونانِ ہند کے نام لاہور ضرور بھیجدیں اُسکی قیمت مَیں خود دُونگا -

جو روپیہ محسن الملک فنڈ کے چندہ میں آپ نے وصول کیا ہے اسکی نسبت آپ کی یہ رائے تھی کہ اگر نواب وقار الملک اجازت دیں تو وہ ولایت بھیجدیا جائے لیکن میرے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جس کمیٹی کی کوشش سے یہ چندہ حیدر آباد میں ہوا ہے اگر ممکن ہو تو صرف اسکی اجازت سے آنریبل مارسین صاحب کی معرفت رؤف علی شاہ کی امداد کے لیے لندن کے کسی بینک میں جمع کرا دیا جاوے اور روپیہ ولایت بھیجنے کے بعد اس امداد کی اہمیت کے متعلق نواب وقار الملک کو مطلع کر دیا جائے کیونکہ اگر نواب صاحب موصوف سے اِس کارروائی سے پہلے پوچھا جائیگا تو وہ ضرور ٹرسٹیوں سے اِس باب میں مشورہ لیں گے اور ٹرسٹیوں کے اختلافات سے ہرگز اُمید نہیں کہ رؤف علی شاہ اِس رقم سے مستفید ہوسکے - اِس باب میں آپ اول نواب عماد الملک بہادر سے ضرور مشورہ کرلیں اور اگر وہ اِس رائے کو پسند کریں تو فوراً روپیہ مارسین صاحب کی خدمت میں براہِ راست یا بتوسط نواب عماد الملک کے روانہ فرمادیں اور اس خط کا جواب جہاں تک جلد

ممکن ہو ارسال فرمائیے۔

افسوس ہے کہ خضاب کے سامان کا بکس جو پیرجی بقاء اللہ رکھوا گئے تھے اُس کا لے جانا نہ آپ کو یاد رہا اور نہ مجھے۔ اگر کچھ لوگ اُس کے خواہاں ہوں تو میں وہی بکس نمونہ کے طور پر آپ کی خدمت میں بھیجدوں۔ عبداللہ خانصاحب کو میری طرف سے بہت بہت سلام کہدیجئے گا۔ والسلام خیر ختام
خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۶ مارچ ۱۹۱۰ء

۷۰۔ مولوی صاحب شفیق و مکرم۔ آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ جو ترمیم آپ نے رقم معاوضہ کے متعلق تجویز کی ہے میں بھی اسکو دل سے پسند کرتا ہوں اور میرن صاحب کی معرفت میں نے اسکی اطلاع رؤف علی شاہ کو دیدی ہے۔ کم و بیش ایک مہینے میں وہاں سے جواب آجائے گا اور یقین ہے کہ رؤف علی شاہ اس تجویز کو بطوع و رغبت منظور کریں گے جواب پہنچنے پر فوراً آپ کو اطلاع دیجائیگی اور لندن میں اُنکا پتہ میرنصاحب کی تحریر سے آپ کو عنقریب معلوم ہوگا۔ میرے نزدیک رقم مذکور نواب عماد الدولہ بہادر کی معرفت بھیجنی مناسب ہوگی۔

رؤف علیشاہ نے دو ہزار روپیہ کی ضرورت اور لکھی ہے جسمیں سے آٹھ سو روپیہ تو آپ انشاءاللہ بھیجدیں گے اور ایک ہزار بھیجنے کا بندوبست رؤف علیشاہ کے والد نے کیا ہے۔ لہذا سردست مسٹر محمد علی بی۔ اے کو اس باب میں لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اگر بالفرض سو دو سو روپیہ کی اور ضرورت ہوئی تو اسکا انتظام انشاءاللہ بآسانی ہوجائیگا۔

اسلامی حکومت میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات پر جو کتاب آپ

لکھ رہے ہیں خدا کرے کہ وہ میری زندگی میں پوری ہو جاوے۔ مجھے اس کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے۔

میرن صاحب آپکی امداد اور اعانت کے حد سے زیادہ شکر گذار ہیں اب اُن کو حیدر آباد میں خدا کے بعد صرف آپ کا سہارا ہے۔ مہربانی فرماکر کبھی کبھی اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہا کیجیے۔

از حاضر الوقت بندہ اخلاق حسین سلام مسنون قبول ہو۔

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ

فرید آباد۔ ضلع گوڑگانواں ۴ دسمبر ۱۹۱۲ء

اے۔ مولانا! آپ کا محبت نامہ مدت دراز کے بعد وصول ہوا۔ جس نے گویا پہلے جنم کی باتیں یاد دلادیں۔ آپنے بہت جلد تشریف لانے کا وعدہ کیا ہے مگر میں اپنی حالت کے لحاظ سے کسی کا یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

خدا ہی جانے سحر ہو یا نہ ہو جئیں نہ جئیں
شبِ فراق کئی احتمال رکھتی ہے

اگرچہ کوئی مہلک مرض سر دست لاحق نہیں ہے لیکن ۷۵ - ۷۶ برس کی عمر کا آدمی چراغِ سحری سے بھی زیادہ ناپائدار ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ مع الخیر حسب وعدہ محرم کی تعطیل میں یہاں آجائیں اور اپنی ملاقات سے محظوظ فرمائیں۔ میں اپنی طرف سے تو اُسوقت تک زندہ رہنے کے لیے بہت کوشش کرونگا۔ السعی منی والاتمام من اللہ

آپ ازراہِ عنایت تاریخ روانگی سے ایک آدھ روز پہلے ضرور مطلع فرما دیجیے گا۔ اور یہ بھی لکھیے گا کہ وہاں سے چلنے کے بعد راہ میں کہیں ٹھیرنے کا ارادہ تو نہیں ہے۔

الحمد للہ کہ آپ اورنگ آباد میں خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ میرا بھی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ چند روز وہاں آکر رہوں مگر پیرانہ سالی میں اس قدر دور دراز مسافت پر کسی دوست کے پاس جاکر رہنا یا تو اسکو بیمار داری کی تکلیف دینی ہے یا اُس پر تجہیز و تکفین کا بوجھ ڈالنا ہے۔

اللہ معکم اینما کنتم۔

دعاگو الطاف حسین حالی

پانی پت۔ ضلع کرنال ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء

۴۲۔ حبیبی و صدیقی دام بقاؤہم! آپ کے دونو عنایت نامے پہنچ گئے مگر میں ایسے بکھیڑوں میں اُلجھ رہا تھا کہ جواب لکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ اول تو فرید آباد سے واپسی کے وقت اسباب کی روانگی میں (جو رفتہ رفتہ بہت بڑھ گیا تھا) بہت دِقّت پیش آئی۔ پھر آپ کی روانگی کے بعد کھانسی اور زکام کا نہایت سخت دَورہ پڑا تھا جو دلی پہنچ کر اور بڑھ گیا اور اب تک بھی طبیعت بالکل صاف نہیں ہوئی۔ بہرحال اب اس تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ جس لڑکے کے باب میں آپ نے از راہِ عنایت دونو خطوں میں بھیجنے کا تقاضا تحریر فرمایا ہے وہ بہت دن سے یہاں نہیں ہے اپنی نانی صاحبہ کے ساتھ تجارہ ریاست الور میں چلا گیا ہے۔ اس واسطے اُسکی مرضی کے بغیر میں کچھ نہیں لکھ سکا لیکن ہر طرح آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اُس کا اس قدر خیال رکھا۔

اب ایک اور قصہ سناتا ہوں۔ جنوری کی ۲۱ یا ۲۲ کو نواب عماد الملک بہادر کا جوابی تار اس مضمون کا میرے نام پہنچا کہ ایک ہلکا سا لٹریری کام ہز ہائنس کی ذات سے متعلق آپ حیدرآباد میں آکر انجام دیسکتے ہیں

یا نہیں ؟ میں نے تار ہی کے ذریعہ سے دریافت کیا کہ اول کام کی نوعیت
سے مطلع فرمایا جائے - جواب آیا کہ ہز ہائنس حضور نظام کی لائف یہاں آکر
لکھنی ہوگی اور میٹریل یہاں سے مہیا کیا جائے گا - اگرچہ میری حالت جیسا کہ
آپ دیکھ گئے ہیں اب اس قابل نہیں رہی کہ تصنیف و تالیف کا بارِ گراں
اُٹھا سکوں لیکن چونکہ میں مدت دراز سے سرکارِ عالی سے وظیفہ پا رہا ہوں
اور آجتک کوئی خدمت سرکارِ ممدوح کی مجھ سے بن نہیں آئی اس لیے
انکار کرنا مناسب نہیں سمجھا - اس کے سوا مجھے یقین تھا کہ یہ سب کارروائی
عماد الملک بہادر کی ہے کہ اس کام کے لیے مجھے یاد فرمایا ہے - پس باوجود
طرح طرح کی معذوریوں کے مجھے اسکے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ اُن کی
قدر شناسی کی دل سے قدر کروں - دو تین روز تک اپنی ناقابلیت ضعف
قویٰ اور ناتندرستی کے خیال سے یہ حال رہا کہ کبھی انکار کرنے کا مصمم
ارادہ کر لیتا تھا اور کبھی اسکے خلاف دوسرا ارادہ کرتا تھا - آخر کل مفصل خط
کے ذریعہ سے نواب صاحب ممدوح کو لکھ بھیجا کہ دو شرطوں پر میں حاضر ہونیکو
تیار ہوں - ایک تو یہ کہ بالفعل دو مہینے کی مجھے مہلت ملے تاکہ خانگی ضروریات
سے بالکل فارغ البال ہو کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوں - دوسرے مجھکو ایک
لائق اور قابل ایسا مددگار دیا جائے جو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں
ممتاز درجہ رکھتا ہو - چونکہ سجاد حسین دورہ کی نوکری سے اب بہت بیچاپانے
لگے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اُن کو کم سے کم ایک سال کے لیے گورنمنٹ
پنجاب سے مانگ لیا جائے - اور اگر یہ درخواست جو ابھی بلا واسطہ ظاہر نہیں
کی گئی منظور نہ ہو تو آپ کا نامِ نامی پیش کروں - خدا کرے اِن دونوں خواہشوں
میں سے ایک خواہش پوری ہو جائے ورنہ بندہ کی لیاقت کا بھانڈا پھوٹ

جائے گا۔

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ خیریت سے ہونگے۔ والسلام مع الاکرام
خاکسار الطاف حسین حالی

پانی پت ۷ اپریل ۱۹۱۳ء

(۳۶) مولانا! میں جب تک فرید آباد میں رہا ہر طرح کے افکار و ہموم و غموم سے فارغ البال رہا مگر یہاں آتے ہی طرح طرح کے خلجانات میں گھر گیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سنین ماضیہ کے برخلاف اس سال پلیگ یہاں ایسا زور شور سے پھیلا ہے کہ کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ خصوصاً چند روز سے جہاں میں رہتا ہوں اس کوچہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ باہر نکلنے میں طرح طرح کی دقتیں نظر آتی ہیں اور یہاں ٹھیرنا گویا قضا سے کشتی لڑنا ہے ان پریشانیوں میں جسقدر تحریریں باہر سے آتی ہیں انکو پڑھنا اور سمجھنا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ اُن کا جواب لکھا جائے۔ آپ ایسے ہی زبردست ہیں کہ آپ کے خط کا جواب جو آج ہی موصول ہوا ہے آج ہی لکھتا ہوں۔

قواعد و ضوابط کا مسودہ میرے پاس پہنچ تو گیا ہے مگر آجتک نظر بھر کر اسکو نہیں دیکھا۔ ارکان شوریٰ میں ہندو صاحبوں کا نام درج کرنا نہایت ضروری ہے جنمیں سے چند کے نام عرض کرتا ہوں۔ لالہ سریرام صاحب ایم۔ اے آف دہلی برادر زادہ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال صاحب۔ رائے بہادر جناب ماسٹر پیارے لال صاحب آف دہلی سابق انسپکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب حال پنشنر۔ لالہ سورج نرائن صاحب مہر تخلص سابق اسسٹنٹ انسپکٹر سررشتہ تعلیم لاہور حال پنشنر مقیم لاہور۔ پنڈت برجموہن کیفی تخلص معرفت پوسٹماسٹر شہر جالندھر۔ پنڈت دیا نرائن صاحب نگم مالک و مہتمم

رسالہ زمانہ آف کانپور - لالہ فقیر چند صاحب مالک رسالہ ادیب الہ آباد (پہلے اِس رسالہ کے اڈیٹر پیارے لال شاکر رئیس میرٹھ تھے)

آج ہی مولوی عبدالاحد صاحب کا دوسرا خط سلسلہ کتب تعلیم نسوان کے متعلق دہلی سے آیا ہے - اُنہوں نے ازراہِ عنایت جابجا سے دریافت کرکے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنف صاحب سلسلۂ مطلوبہ نے اُس سلسلہ کا طبع کرانا موقوف کردیا ہے کیونکہ وہ گوالیار کے سررشتۂ تعلیم میں لازمی ہوگیا ہے - اگر یہ سلسلہ لاہور کی ٹکسٹ بک کمیٹی سے منگوایا جائے تو غالباً وہاں مل جائیگا - کیونکہ وہاں اسکی بہت سی جلدیں خریدی گئی تھیں مولوی سید احمد صاحب فرہنگِ آصفیہ آجتک امتحان کے پرچے دیکھنے میں مصروف ہیں - اُن سے فارغ ہونے کے بعد وہ اِس سلسلہ کے بہم پہنچانے میں کوشش کریں گے - امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا ذرائع سے سلسلۂ مذکور حاصل کرسکیں گے - والسلام مع الاکرام

خاکسار دعاگو الطاف حسین حالی

پانی پت ۱۴ / اپریل سنہ ۱۹۱۳ء

۷۴ -

غالب

جاں بر سرِ مکتوب تو از شوق فشاندن
از عہدۂ تحریر جوابم بدر آورد

مولانا! عنایت نامہ کے محبت آمیز الفاظ کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں - آپ نے جس مؤثر طریقہ سے خاکسار کو بلایا ہے اُس سے متاثر نہ ہونا درحقیقت ایک قسم کی ناشکری ہے - اگر اِس وقت یہاں پلیگ کی گرم بازاری نہ ہوتی تو میں ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کرتا مگر جس اجازت

نہیں رہتی کہ سارے کنبے کو خوف و خطر کی حالت میں چھوڑ کر گھر سے بہ یک بینی و دو گوش نکل جاؤں۔ اسکے سوا جب آدمی کسی کام کا نہیں رہتا اور زندگی بے لطفی سے گذرنے لگتی ہے تو اسکو زیادہ جینے کی ہوس بھی نہیں رہتی۔ با اینہمہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس موسم کے مع الخیر گذر جانے کے بعد بشرطِ حیات ایک بار اورنگ آباد آکر وہاں چند روز ضرور قیام کروں گا۔ معلوم نہیں کہ وہاں آم کا موسم مثل حیدرآباد کے گرمی میں ہوتا ہے یا ہندوستان کی طرح برسات میں ہوتا ہے۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ آم کے موسم میں اودھر کا رُخ کیا جائے۔

سلسلۂ معلومہ تعلیم نسوان کے مصنف کے متعلق مجھے اس قدر تو بالیقین معلوم ہے کہ اُن کا نام نواب احمد علیخاں مشہور ہے۔ نواب محبوب علیخاں خواجہ سرا جو بہادر شاہ مرحوم کی نامور بیگم زینت محل کے محلدار یعنی خواجہ سرا تھے اُنہوں نے ایک شریف زادہ کو متبنّیٰ کر لیا تھا جسکا نام محمود علیخاں تھا۔ وہ مرزا جواں بخت مرحوم کے ہمعمر تھے اور اُنہیں کے ساتھ اکثر سوار ہوتے تھے۔ میں نے اُن کو بارہا دیکھا ہے۔ یہ نواب احمد علیخاں اُنہیں کے صاحبزادے ہیں۔ نواب محمود علیخاں نے غدر کے بعد اُن کو غالباً رڑکی میں یا لاہور میں ڈرائنگ وغیرہ کی کافی تعلیم دلوائی تھی اور خاندانِ شاہی کے متوسل ہونے کے سبب اُنکو [illegible] اب لفٹنٹ گورنر کے دفتر میں معقول جگہ مل گئی تھی۔ ظنِ غالب یہ ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں اور پنشن پاتے ہیں اور دہلی یا لاہور میں رہتے ہیں [illegible] زیزی خان بہادر خواجہ تصدق حسین اُن کے مفصل حالات سے واقف ہیں [illegible] اگر آپ کو مزید تحقیقات مطلوب ہو تو میں عزیز مذکور سے دریافت کرکے آپ کو [illegible] بھیجوں۔

امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہوں گے اور اپنے علمی شغلہ میں مصروف ہوں گے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی

خطوط بنام خواجہ غلام الثقلین

بقیہ خطوط دیکھیں ص ۱۵۱ پر

۷۵ - برخوردار سعادت اطوار طالعمرہٗ۔ بعد دعا کے مدعا یہ ہے کہ جو رسیدیں حیدر آباد سے چھپی ہوئی آئی تھیں وہ ختم ہو گئیں۔ مگر مولوی عبد الرحیم صاحب کے پاس دوسرے نمونہ کی رسید کے فارم موجود ہیں۔ انہوں نے ایک رسید کی فارم اس لیے بھیجی ہے کہ اگر ایجنٹ بینک بنگال حیدر آباد اسکو کافی بتائے تو میرے پاس سے جسقدر چاہو منگوا لینا۔ سو میں اسی فارم کو بھر کر بابت گذشتہ ماہ الٰہی کے بھیجتا ہوں اور سرٹیفکٹ کی فارم بھی بھیجتا ہوں اس پر اپنے دستخط کر دینا اور اگر کسی وقت بینک کی طرف جانا ہو تو رسید اور سرٹیفکٹ خود ہی داخل کر دینا۔ اگر یہی رسید کافی ہوگی تو میں مولوی عبد الرحیم خانصاحب سے منگوا لوں گا اور اگر یہ کافی نہ ہوئی تو دفتر صدر محاسبی سے نمونہ سابق کی فارمز کافی تعداد میں لیکر میرے پاس بھجوا دو۔ رسید کے ٹکٹ جو تم نے بھیجے تھے وہ ایک بڑے لفافہ میں مع بہت سے کورے کارڈز اور ٹکٹ دار لفافوں کے رکھے ہوئے تھے۔ ایک بدمعاش لڑکا حقّن کے ساتھ آیا اور اڑا کر لے گیا۔ اگر روپیہ دو روپیہ کے ٹکٹ خزانہ ہی سے ملجائیں اور انکی قیمت تنخواہ میں سے وضع کر لی جائے تو بہت بہتر ہے۔ جو سہ ماہی دسمبر ۱۹۰۰ء میں ختم ہو گئی اسکی تنخواہ ابھی وصول

نہیں ہوئی - کاغذات بہت دن ہوئے مولوی عبدالرحیم خانصاحب کی تصدیق سے بھیجدیے ہیں - اگر بینک میں جاؤ تو گذشتہ سہ ماہی کی تنخواہ کا بھی تقاضا کرتے آنا - مولوی عبدالحق صاحب سے بعد سلام مسنون کے کہدینا کہ جو رائے آپ نے حیاتِ جاوید کی نسبت اُس کے اشتہار میں اُس کے دیکھنے سے پہلے ظاہر کی ہے ایسا نہ ہو کہ دیکھنے کے بعد وہ رائے بدل جائے خدا کرے ایسا نہ ہو - اگر انہوں نے کتاب تمدنِ عرب ابھی نہ خریدی ہو تو اسکو بالفعل نہ خریدیں مگر کنز العمال اور تذکرۃ الحفاظ ضرور خریدلیں - انڈکس میں تین چار دن کا کام باقی رہ گیا ہے - پانی پت میں مڈل سکول کو بہ یادگار حضور ملکہ معظمہ ہائی سکول بنانے کا ارادہ ہے - انڈکس بنالوں تو اسکے لیے کوشش کرونگا -

الطاف حسین از پانی پت (۱۰ فروری ۱۹۰۱ء)

خط بنام راجہ جہانداد خانصاحب چیف آف گکھڑ

ہائے - والاجناب راجہ صاحب مخدوم و مکرم و معظم دام مجدہم - بعد تسلیم و نیاز کے التماس یہ ہے کہ برخوردار سجاد حسین نے ضلع گجرات سے آخر ماہ جون میں یہ لکھا تھا کہ میں یہاں سے ضلع سیالکوٹ کے مدارس دیکھنے جاؤنگا اور وہاں سے راولپنڈی پہنچکر بشرطِ منظوری رخصت جسکی درخواست بہت دن سے بھیج رکھی ہے ۵ - ۶ جولائی تک پانی پت روانہ ہوں گا - آج دسویں جولائی تک اِنتظار کیا گیا - نہ اُن کا کوئی خط آیا اور نہ وہ خود آئے - چونکہ یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ راولپنڈی میں ہیں یا ضلع سیالکوٹ کے مدارس کا معائنہ کر رہے ہیں اسی لیے جناب کو تکلیف دیتا ہوں کہ

ازراہ عنایت و بندہ پروری اگر سجاد حسین راولپنڈی میں ہوں تو یہ خط بجنسہ اُن کے پاس بھیج دیجئے گا۔ اور اگر وہ وہاں نہ ہوں تو سررشتۂ انسپکٹری سے یہ دریافت فرما کر خاکسار کو بواپسی ڈاک مطلع فرمایئے گا کہ اُن کی رخصت منظور ہوگئی یا نہیں اور اگر منظور ہوگئی ہے تو کب تک اِدھر آنے کا قصد ہے اگرچہ یہاں بارش نہ ہونے سے گرمی کی نہایت شدت ہے اور ایسی حالت میں وہ یہاں آکر کچھ آرام نہ پاویں گے۔ پس اُن کے بلانے کی کچھ جلدی نہیں ہے صرف اُن کی خیر و عافیت معلوم کرنا اور یہ دریافت کرنا ہے کہ رخصت منظور ہوگئی یا نہیں؟ اور ہوگئی تو اِدھر آنے کا قصد کیوں نہیں کیا؟

امید ہے کہ جناب مع متعلقین و متوسلین بخیریت ہونگے۔ زیادہ نیاز

عزیزی خواجہ تصدق حسین پرسوں لاہور روانہ ہوجائیں گے۔

سجاد حسین اب اُن سے لاہور ہی میں مل سکتے ہیں۔

آپ کا نیاز مند الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۰ر فروری ۱۹۰۳ء

خطوط بنام خواجہ اخلاق حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

(۱) برخوردار طال عمرہ۔ مجھے اب ایک ایک حرف لکھنا دشوار ہوگیا ہے اِسی وجہ سے تمہیں خط نہیں لکھا تھا۔ تم بچوں کی طرح خفگی و ناراضی کا خیال دل میں نہ لایا کرو۔ میں تم سے ناراض ہوں گا تو راضی کس سے ہوں گا۔ زیادہ دعا۔ خواجہ لطیف احمد صاحب کو بہت بہت دعا کہدینا

راقم الطاف حسین از پانی پت۔ ۱۳ر مارچ ۱۹۱۰ء

(۲) برخوردار نورچشم طال عمرہ۔ تمہارا کارڈ آیا خیریت دریافت کر کے خدا کا شکر کیا۔ میں آجکل بہت ہی عدیم الفرصت ہوں اس سبب سے

خط نہیں لکھ سکا - محمد اسحٰق نے ۱۴؍ روپے منگوائے تھے - تین روپے تو میں نے دیدیے ہیں - تم جلدی لکھو کہ آنے کتنے دینے ہیں تاکہ وہ بھی دیدیے جائیں پھپونڈ سے خیر و عافیت کا خط آیا تھا غالباً .... تمہاری والدہ جلد آوینگی اور نصف مئی میں تمہارے والد کا ارادہ بھی رخصت لینے کا ہے - امید ہے کہ فروری کا وظیفہ تم کو مل گیا ہوگا - عزیزی خواجہ لطیف احمد صاحب کو بہت بہت دعا اور سلام پہنچے - زیادہ دعا -

راقم الطاف حسین از پانی پت - ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء

۷۹ - تمہارا کارڈ پہنچا - میر صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں - اُنکے ہاتھ دس دس روپے کے دو نوٹ اور ساڑھے تین روپے نقد کل یا پرسوں بھیجے جائیں گے - تم دو ایک دن میں اُن کے ہاں جانا - ایک نوٹ اپنے ماہواری خرچ کے لیے اُن سے لے کر خواجہ لطیف احمد صاحب کو دے دینا - اور اُن سے میرا سلام کہدینا اور دوسرا نوٹ اور ۳؍ ڈاکٹر فصیح اللہ صاحبکو دے کر ۱۳؍ کی رسید لے لینا - تم شبرات کی چھٹی میں شوق سے پہلے چلے آنا - تمہارے لیے کھجوریں تمہارے چچا صاحب نے کل خواجہ باقر حسن کے ہاتھ بھیجی ہیں - مجھے بخار آتا تھا کل دستوں کی دوا پی تھی ضعف بہت ہوگیا ہے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء

خطوط بنام خواجہ عبد الولی سلمہ اللہ تعالیٰ

۸۰ - برخوردار نور چشم راحت جان طالع‌ہٗ - بعد دعائے خیر و صلاح دارین کے مدعا یہ ہے کہ پرسوں رات سے میری بائیں پسلی میں درد تھا -

اِسی واسطے .... اور .... کا پٹیالہ جانا نہیں ہو سکا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اب زیادہ تکلیف نہیں رہی خفیف کسک باقی ہے انشاءاللہ ایک دو دن میں یہ بھی جاتی رہے گی۔ تمہارے خط کا جواب بھی اِسی وجہ سے نہیں لکھ سکا۔ اب میں تم کو چند باتیں لکھتا ہوں۔ اگر تم مجھے اپنا خیر خواہ سمجھو گے تو امید ہے کہ اُس پر عمل کرو گے۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری والدہ کا ارادہ عنقریب یہاں آنے کا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ تم اُن کے ساتھ آؤ گے یا وہاں رہو گے؟ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم اِس معاملہ میں اپنے چچا صاحب کے کہنے پر عمل کرو۔ اگر وہ تم کو تمہاری والدہ کے ساتھ بھیجنے کی صلاح دیں تو تم والدہ کے ہمراہ چلے آؤ اور اگر وہ اپنے پاس لاہور میں رکھنا چاہیں تو وہاں ٹھیر جاؤ۔ اگر وہاں ٹھیرنے میں تم کو کوئی بات ناگوار بھی گذرے تو اُسے برداشت کرو اور اپنے مزاج کو ایسا دھیما بناؤ کہ ہر جگہ رہنے کے قابل ہو جاؤ۔ اگر چچا کی طرف سے کوئی سختی بھی دیکھو تو اُس کو اپنے حق میں اکسیر سمجھو۔ ننہیال اور ددھیال کی تربیت اور پرورش میں بھی تو فرق ہے۔ ننہیال میں ماں اور اُس کی خاطر سے نانا اور نانی سب ہاں میں ہاں ملانے والے ہوتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ نواسہ نواسی کا دل ذرا بھی میلا ہو۔ جہاں تک ہو سکتا ہے اُن کی ضدیں پوری کرتے ہیں مگر اِس تربیت کا انجام اکثر یہ ہوتا ہے کہ دختری اولاد کی خصلتیں اور عادتیں بگڑ جاتی ہیں وہ سختی اور تکلیف نہیں اُٹھا سکتے۔ وہ ننہیال کے سوا کہیں رہنے کے قابل نہیں رہتے۔ اُن کا مزاج نہایت نازک ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ دنیا میں رنج اور راحت اور تکلیف اور آرام سب ساتھ ساتھ ہیں اور بغیر تکلیف اُٹھائے آرام دنیا میں نہیں ملتا مگر اُن کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ

ہیں کچھ تکلیف نہ ہو اور ہم جو کچھ چاہیں وہی ہو جائے۔ اس واسطے وہ کبھی
دنیا میں آرام نہیں پاتے۔ برخلاف اس کے ددھیال میں دادا دادی۔ باپ
اور چچا کی تربیت بہ نسبت ننھیال کے سخت ہوتی ہے کیونکہ ماں کی خاطر جو
اُس کے ماں باپ کے ہاں ہوتی ہے وہ سسرال میں نہیں ہوتی۔ اسلیے
اولاد پر اُن کو نرمی کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اُنکی یہ سختی اولاد کے
حق میں اکسیر ہوتی ہے۔ یہاں جو باتیں اُن کو ناگوار گذرتی ہیں آگے چلکر
یہی باتیں اُن کو آدمی بنا دیتی ہیں۔ کسی کے ماں باپ یا نانا نانی ہمیشہ زندہ
نہیں رہ سکتے۔ پس آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنے کو متحمل اور بردبار بناوے
تاکہ رنج اور راحت دونوں حالتوں میں ہمیشہ خوش رہے۔ جو طریقہ ددھیال کی
تربیت کا ہے یہی طریقہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ برتتا ہے۔ کبھی
بیمار کر دیتا ہے کبھی تندرست کر دیتا ہے۔ کبھی افلاس بھیجتا ہے کبھی آسودگی
دیتا ہے تاکہ دنیا کے ہر ایک مزے سے واقف ہوں اور ہمیشہ خوش
رہتے رہتے اُن کے مزاج میں فرعونیت پیدا نہ ہونے پاوے۔ میرے
نزدیک تمہاری بڑی خوش قسمتی ہے کہ چچا نے تم کو اپنے پاس رکھنے کا
ارادہ کیا ہے وہاں رہنا یقیناً تمہارے حق میں مفید ہوگا اور میں اُن کو
ہمیشہ لکھتا رہوں گا کہ جہاں تک ممکن ہو تمہارے ساتھ نرمی اور مہربانی
کا برتاؤ کریں مگر یہ بات زیادہ تر تمہارے اختیار میں ہے۔ اگر تم تحمل کی
عادت ڈالوگے تو وہ کبھی تم پر سختی جائز نہ رکھیں گے۔ زیادہ دعا۔

اپنی والدہ اور چچی اور بھائی بہنوں کو دعا پہنچا دینا۔

الطاف حسین عفی عنہ۔ پانی پت۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۰۰ء

۸۱ — برخوردار طال عمرہٗ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ میں بفضلہ تعالیٰ

بخیریت ہوں اور سب عزیزوں کی خیریت چاہتا ہوں - تمہارے بھائی کے پاس سے خرچ آیا ہوا رکھا ہے برخوردار سجاد حسین کا انتظار ہے وہ مع الخیر آجائیں تو اُن کے ہاتھ روانہ کرونگا اور جب تمہاری دوا ختم ہوجائے تو ماموں صاحب سے بمبئی یا کلکتہ چٹھی بطلب دوا کے لکھوا کر بھیجنا - دوا کی قیمت بھی اُنہیں کے ہاتھ بھیجوں گا - برخورداری ...... کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ میرے واسطے افیون کی گولیاں بہت سی جلیبی کہ تم ہمیشہ میرے واسطے بنایا کرتی ہو بنا کر رکھ لو - جب بھائی یہاں آنے لگیں تو انکے ہاتھ بھیجدینا - میں نے دانتوں کے سبب پان کھانا بہت کم کر دیا ہے - تھوڑا سا بنا ہوا پان تمباکو مع چھالیا کے تیار کر کے وہ بھی بھیجدینا -

برخوردار سجاد حسین طال عمرہم کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ میرے وظیفہ حیدر آباد کا مہینا یعنی آذر ۱۳۲۲ ۴ نومبر کو ختم ہوگا اور دے ۱۳۲۲ ۵ نومبر کو شروع ہوگا - اس واسطے رسید تنخواہ کی مطبوعہ فارم بعد اپنے دستخطوں کے اسی خط کے ساتھ بھیجتا ہوں - اُسکی خانہ پُری حسب دستور سابق کر کے اور اُس کے ساتھ ایک دو سطری چٹھی لکھکر حیدر آباد دکن روانہ کر دینا بنام ایجنٹ بنک بنگال - بہتر یہ ہے کہ ۵ نومبر یعنی یکم دے کو روانہ ہوجائے اور مقام روانگی پانی پت ہی لکھدینا - ایک اور تکلیف یہ دیتا ہوں کہ میرے کمرے کی بڑی الماری ہی میں کتاب تبیین الکلام یعنی تفسیر توریت وانجیل مصنفہ سید صاحب ایک تو علیحدہ چھپی ہوئی مجلد ہے جو انہوں نے شاید ولایت جانے سے پہلے چھپوائی تھی اور دوسری وہ ہی جو تصانیف احمدیہ کے سلسلہ میں چھپی ہوئی موجود ہے - انہیں سے جونسی الماری میں مل جائے وہ ضرور اپنے ساتھ لاتا اور اگر بالفعل آنے میں

تو فقف ہو تو اسکو رجسٹری کرا کے میرے پاس یہیں بھیجدو۔ ایک صاحب کے دل میں کسی پادری نے کچھ شبہ ڈال دیا ہے انہوں نے میرے پاس سوال بطلب جواب پلول سے بھیجا ہے۔ اس لیے تبیین الکلام کی اشد ضرورت ہے اس کے سوا جن چیزوں کے واسطے میں پہلے لکھ چکا ہوں وہ اپنے ساتھ لانا .... اور دلی پہنچ کر جب یہاں آنا چاہو تو پہلے اپنے آنے کی ضرور اطلاع دینا کیونکہ اسٹیشن قصبہ سے تقریباً دو میل ہے اور سواری وہاں اکثر ہاتھ نہیں آتی۔ اسکے سوا دن کی گاڑی میں جو ۱۱ بجے دلی سے چلتی ہے ضرور بالضرور اُسی میں آنا۔ کیونکہ اندھیری راتیں ہیں اور رات کو اسٹیشن سے قصبے تک آنا خالی از تکلیف جانبین نہیں۔ مع الخیر جب دہلی پہنچو تو کسیقدر سادے لفافے اور ایک متوسط بوتل سیاہی کی اور ایک لمپ جیساکہ برخوردار منظور حسین سے کہدیا گیا ہے ضرور ساتھ لیتے آنا۔ زیادہ دعا

عزیزی محمد عمر صاحب سیاہ نویس سے ملاقات ہو تو میری خیر وعافیت دریافت کرنے اور خط بھیجنے کا شکریہ ادا کر دینا۔ اگر موقع ملا تو اُن کو خط بھی لکھوں گا۔ ٹرکی کی خبریں جو آجکل آ رہی ہیں اُنہوں نے بالکل کمر توڑ دی ہے ایران اور مراکو کی تو فاتحہ خیر پڑھ چکے تھے اب ٹرکی کی بھی بظاہر خیر نہیں معلوم ہوتی لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا

الطاف حسین عفی عنہ از فرید آباد۔ ضلع گوڑگانوہ۔ ۲ ؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء

خط بنام خواجہ اخلاق حسینؓ صاحب

۸۲۔ برخوردار طالعمرہ۔ برخوردار اکرام حسین کی علالت کا حال معلوم ہونے سے سخت تردد ہوا ہے۔ اس کارڈ کے پہنچتے ہی اُن کی خیر وعافیت سے

جلد مطلع کرو۔ اور میری رائے میں بعد صحت کامل کے اُن کو اب دلی نہ بھیجو بلکہ عربی کی تکمیل کے لیے مدرسۂ اسلامیہ میں اور انگریزی لٹریری تعلیم کے لیے ماسٹر سید ظفر علیصاحب اور عزیزی خواجہ غلام الحسنین کی رائے سے جو بات قرار پائے اُس پر عملدرآمد کرو اور جو کچھ دہلی میں خرچ ہوتا تھا اُسمیں سے کچھ پرائیوٹ ٹیوٹر کی تنخواہ میں اور کچھ برخوردار کی اصلاحِ مزاج اور تقویتِ دماغ وغیرہ میں خرچ کرو اور صبح شام بیرونِ شہر ہواخوری کو جانے کی عادت ڈلواؤ دودھ ضرور مقرر کردو اور اسکی طرف سے غافل نہ رہو۔ گھر میں سب خرد وکلاں کو دعا پہنچے۔ انفاسس میاں کو بہت بہت دعا۔

الطاف حسین عفی عنہ از فرید آباد ضلع گوڑگانوہ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء

لکھنؤ سے خط آیا ہے برخورداری کو افاقہ ہے۔ غالباً ابھی لکھنؤ میں اور ٹھیرینگی +

خط بنام سیّد فیّاض حسینؓ صاحب

۸۳۔ بھائیصاحب! میں نے کل جلاب لے لیا۔ دس گیارہ دست آئے۔ ضعف زیادہ ہوگیا۔ شاید برخوردار سجاد حسین طالعہ کے ساتھ نہ آسکوں وہ انشاء اللہ تعالیٰ کل رات کو یا پرسوں دوپہر کو روانہ دہلی ہوں گے۔ آج سنبھالے ہیں۔ آپ اپنی روانگی کی تاریخ سے پرسوں تیسویں نومبر کو ایکبار پھر اطلاع دیجیے گا تاکہ معلوم ہوجائے کہ تاریخ اور وقتِ روانگی بدلا نہیں چودہری صاحب کل یا پرسوں کپڑا روانہ کریں گے۔ آپ کو منشی جی اور چودہری جی اور مرزا جی بہت یاد کرتے ہیں۔ گھر میں سب عزیزوں کو دعا اور سلام پہنچے۔ اللہ دی یا تو پکانے والی کو بھیجے گی یا خود

آوے گی۔ زیادہ دعا و سلام

الطاف حسین از پانی پت - ۲۸ نومبر ۱۸۹۸ء

خطوط بنام مولوی محمد احسن اللہ خانصاحب ثاقب

پروفیسر فارسی و عربی وکٹوریا کالج گوالیار

مُدیر قندِ پارسی

۸۴ - مخدوم من! عنایت نامہ پہنچا۔ میں خود اور میرے کئی عزیز بیمار تھے اِس لیے جواب لکھنے میں دیر ہوئی معاف فرمایئے گا۔ ہم لوگونکو اِس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں کوئی مسیحا فارسی کا زندہ کرنے والا پیدا ہو۔ اما بقولِ مشہور "ہوائے سبزوار با ابوبکری سازد" مجھے نہایت اندیشہ ہے کہ آپ اِس معاملہ میں کچھ نقصان نہ اٹھائیں۔

میں فارسی یا اُردو میں اب مضمون لکھنے کے قابل تو نہیں رہا لیکن جسقدر نظم یا نثر اپنی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے اور جو آجتک شائع نہیں ہوئی۔ میں اسمیں سے شیئاً فشیئاً ضرور آپ کی خدمت میں بھیجتا رہوں گا۔ میں نے بہت سے متفرق اخلاقی مضامین جو انگریزی سے اُردو میں ترجمہ ہوئے تھے اُن کو بقدر امکان آجکل کی فارسی زبان میں ادا کیا ہے۔ میں وہ سب تحریریں بتدریج آپ کی خدمت میں بھیجدونگا اسیطرح اور جس قدر نظم و نثر میرے پاس موجود ہے قندِ پارسی کی نذر کردونگا۔

آپ ازراہِ عنایت خاکسار کو مطلع فرمائیں کہ آپ کا وطن مالوف علیگڈھ ہے یا وہاں کسی تعلق کی وجہ سے اقامت فرمائی ہے اور خاکسار سے کہیں ملاقات کا اتفاق ہوا ہے یا نہیں؟ میں نہایت ممنون ہوں گا۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۴ء

۸۵۔ مکرمی! یہ چند رباعیاں میں نے اپنے مذاق کے موافق انتخاب کی ہیں۔ آپ اُنمیں سے جو رباعی عام مذاق کے خلاف سمجھیں اُس کو رسالہ میں درج نہ کریں۔ رمضان میں اس سے زیادہ مدد نہیں دی جاسکتی۔ انشاءاللہ تعالیٰ بعد رمضان کے جہاں تک مجھ سے ہوسکیگا قندِپارسی کے اجرا میں مدد دوں گا۔ والسلام۔

خاکسار حالی

۸۶۔ کل جناب کا کارڈ پہنچا مگر قندِ پارسی اب تک نہیں پہنچا جسکا بہت شوق سے منتظر ہوں۔ بندہ زادہ خواجہ سجاد حسین آجکل فرلو پر گھر آئے ہوئے ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ اُنکے نام ایک علیحدہ پرچہ آپ بھیجا کریں اور پہلا پرچہ میرے نام کا اور نیز اُن کے نام کا ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیں۔ رمضان میں قندِ پارسی کے لیے ایران کے بعض نامور شعرا کے کلام کا انتخاب بھیجا کرونگا جسکو امید ہے کہ آپ پسند کریں گے کبھی کبھی فارسی گرامر کے متعلق بھی ایسی باتیں جو کتابوں میں نہیں لکھی گئیں اور اکثر انگریزی کے فارسی ترجمے جو میں نے خود کیے ہیں اور احیاناً بشرطِ فرصت کوئی مضمون بھی لکھا کروں گا۔

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۹ر نومبر ۱۹۰۴ء

۸۷۔ نہایت افسوس ہے کہ جس روز سے قندِ پارسی جاری

ہوا ہے میں عجیب. مکروہات میں مبتلا ہوں۔ تین مہینے سے خود عوارضِ نزلہ میں الجھا ہوا ہوں۔ اُدھر میرا ایک نوجوان نواسا مرضِ صرع میں مبتلا ہے۔ جسکے علاج کے لیے سوا مہینے دہلی میں ٹھیرکر ابھی آیا ہوں۔ پھر اُسکا باپ سخت بیمار ہوکر رام پور سے آیا ہے۔ ان مکروہات میں اتنی مہلت نہیں ملتی کہ اپنی تحریرات نظم یا نثر نقل کرکے خدمتِ شریف میں بھیج سکوں۔ اگر خدا کو منظور ہے تو مارسین صاحب کی رخصت کے وقت علی گڈھ آؤں گا اُسوقت کچھ ساتھ لاؤں گا۔

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء

۸۸۔ مخدومی! میں نہایت شرمندہ ہوں کہ اب تک قندِ پارسی کے لیے کوئی مضمون آپ کی خدمت میں نہیں بھیج سکا۔ جن مکروہات میں مبتلا ہوں اُن کا ذکر کرنا دوسری مصیبت ہے بہرحال خدا کا شکر ہے۔

میں نے ایک زمانہ میں مختلف اردو کتابوں کے بعض مضامین کا جو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں فارسی میں ترجمہ کیا تھا وہ مضامین بہت تلاش سے آج ملے ہیں۔ اُن میں سے ایک مضمون خدمتِ شریف میں بھیجتا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ وقتاً بعد وقتاً اسی قسم کی تحریریں جو میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہیں بھیجتا رہوں گا اور اگر زمانہ نے فرصت دی تو ان مضامین کے ختم ہونے کے بعد اور مضامین بھی (بشرطیکہ آپ نے اُن کو پسند کیا) ترجمہ کرکے بھیجا کرونگا۔ مجھے اپنے ایک نوجوان نواسے کی بیماری نے جو صرع اور کسی قدر جنون میں مبتلا ہے بالکل پاگل بنا دیا ہے اُس کا باپ مرگیا ہے اور بھائی پردیس میں ملازم ہے۔ میں اور اسکی ماں ہر وقت اُس کی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲ر اپریل ۱۹۰۵ء

۸۹ - التسلیم اولی بالتقدیم - عنایت نامہ پہنچا - مدت دراز کے بعد آپ کی خیر و عافیت دریافت ہونے سے نہایت مسرت ہوئی - آپ کی یادآوری کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - رجوع الی اللہ کا خیال پیدا ہونا توفیقِ الٰہی کے شاملِ حال ہونے کی دلیل ہے مگر جب تک کسی ضامنِ زبردست کا ہاتھ سر پر نہ ہو ایسے بلند ارادوں پر ثابت قدم رہنا مشکل ہے -

نہایت خوشی کی بات ہے کہ آپ کا ارادہ یہاں تشریف لانے کا ہے آپ روانگی سے ایک روز پہلے یہاں پہنچنے کا وقت ضرور لکھ بھیجیں تاکہ آپ کے لینے کو ریل پر آدمی بھیجدیا جائے - میں تندرست نہیں ہوں ورنہ میں خود آتا - یہاں آپ کے رہنے کے لیے غریب خانہ حاضر ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ دنیاداروں کے مکان اس قابل نہیں ہوتے کہ وہاں طالبانِ حق کو عزلت یا ریاضت کا موقع ملے - یہاں متعدد مزارات اور خانقاہیں ایسی ہیں جہاں اکثر اہل اللہ نے وقتاً بعد وقتٍ اقامت اختیار کی ہے - آپ یہاں آکر اس بات کا فیصلہ خود کرلیں گے کہ کہاں رہنا چاہیے - جب تک کوئی مستقل قیام گاہ قرار نہ پائے غریب خانہ اقامت کے لیے حاضر ہے - سید غلام بھیک صاحب نیرنگ کیخدمت میں میری طرف سے سلام و نیاز کہدیجیے گا زیادہ نیاز -

خاکسار الطاف حسین حالی - پانی پت - ۲۴ر جولائی ۱۹۰۸ء

۹۰ - مکرمی خواجہ صاحب! آپ کا کارڈ پہنچا - میں نہایت شرمندہ ہوں کہ آپ کے خط کا جواب جلد نہ دے سکا - سبب یہ تھا کہ لالہ سرے رام صاحب کا خط بھی آیا ہوا تھا اور مجھ سے مشاہرہ کی تعداد پوچھی گئی تھی میں حیران تھا کہ کیا لکھوں - آج آپ کی تحریر سے اطمینان ہوگیا - بہت ہی

اچھا ہوا کہ میں نے اس باب میں آن کو کچھ نہیں لکھا۔ نہایت افسوس ہے کہ آپ کا رمضان بہت بے لطف گذرا اگر امید ہے کہ باقی روزے اچھی طرح گذریں گے۔ رمضان رمضان غالباً آپ تذکرہ کے متعلق زیادہ کام نہ کر سکیں گے۔ مولانا ابوالخیر صاحب کی تشریف آوری کی کوئٹہ سے کب تک امید ہے؟ اس سے بشرطیکہ آپ کو کچھ خبر ملی ہو ضرور مطلع فرمائیے گا۔ جناب خانصاحب اور جناب شمس العلما اور مخدومی مولوی احسان الرحمن خانصاحب کی خدمت میں تسلیم و نیاز کہہ دیجئے گا۔

خاکسار الطاف حسین از پانی پت - ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

۹۱ - عنایت نامہ پہنچا۔ اس بات کے معلوم ہونے سے نہایت اطمینان ہوا کہ شیخ عبدالقادر صاحب کی توجہ سے آپ کو مخزن پریس میں خاطر خواہ مقام مل گیا۔ مکتوبات امیر کے مسودہ کی بابت جو کچھ گفتگو ہو اس سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لالہ سری رام صاحب اور پیرزادہ صاحب کے پاس سے جب کوئی تحریر آنے کی آپ کو ضرور اطلاع دونگا۔ سجاد حسین کو پندرہ دن کی رخصت کا اور حق تھا مگر وہ اس سے بالفعل مستفید ہونا نہیں چاہتے تھے لیکن خواجہ تصدق حسین کے اصرار سے دہلی میں پندرہ دن کی درخواست انہوں نے اور بھیجدی تھی۔ اس لیے وہ ابھی پانی پت ہی میں ہیں۔ آپ کو بہت بہت سلام و نیاز کہتے ہیں۔

خاکسار حالی از پانی پت - ۱۲ر ستمبر ۱۹۰۸ء

میرا حال بدستور ہے +

۹۲ - خواجہ صاحب شفیق و مکرم دام مجدہم۔ تسلیم! آپکا محبت نامہ مورخہ ۱۲ر جنوری اور اسکے بعد ایک کارڈ کل موصول ہوا۔ مجھے اب

لکھنا پڑھنا بہت شاق معلوم ہوتا ہے اور ڈاکٹروں نے بھی یہی رائے دی ہے کہ تمہارا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دماغی کام ہرگز نہ کرو۔ اسی وجہ سے جواب لکھنے میں بہت دیر ہوگئی۔ میں آپ کی اور ڈاکٹر ماشاء اللہ خانصاحب اور انعام اللہ خانصاحب کی مہربانی اور عنایت کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سردست سردی کی شدت کے سبب نہیں آسکتا۔ گرمی کے شروع میں میرا ارادہ بھی لکھنؤ جانے کا ہے اُس وقت اگر خدا کو منظور ہے تو ڈاکٹر ماشاء اللہ خانصاحب سے ضرور ملوں گا۔ ڈاکٹر صاحب کا نسخہ میں نے بہ احتیاط رکھ چھوڑا ہے کیونکہ بالفعل میرٹھ کے ایک ڈاکٹر صاحب کا نسخہ استعمال کرتا ہوں۔ دس بیس روز بعد اگر اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو اسکا استعمال شروع کرونگا لیکن حلوا عنقریب بنواتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ دونوں بھائی صاحبوں کی خدمت میں میری طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کہدیجئے گا۔ والسلام مع الاکرام

خاکسار الطاف حسین حالی ۔ پانی پت ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۰۹ء

۹۳ ۔ مکرمی خواجہ صاحب! عنایت نامہ پہنچا۔ اتنی مدت کے بعد آپ کی خیریت معلوم ہونے سے بے انتہا مسرت ہوئی اور چھتاری کے تعلق سے بہت اطمینان ہوا۔ خدا کرے کہ آپ وہاں جم کر رہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ چھتاری کی سرکار بڑی قدردان اور وضعدار سرکار ہے۔ آپ جیسے لائق شخص کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ دینگے۔

برخوردار سجاد حسین بدستور صوبہ سرحدی میں انسپکٹر جنرل مدارس ہیں انشاء اللہ آغاز موسم سرما میں چھ ماہ کی فرلو لینے کا ارادہ ہے۔ آنکے

بڑے بھائی حافظ اخلاق حسین بدستور منصرم عدالت منصفی پھپوند ضلع اٹاوہ ہیں - اُن کی اہلیہ نے بہت سخت بیماری اُٹھاکر پھپوند ہی میں انتقال کیا - اس کا صدمہ اُن پر اور صغیر سن بچوں پر نہایت سخت گذرا ہے اب اُن کا ارادہ پنشن لینے کا ہے - باقی خیریت ہے -

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۴ر جولائی ۱۹۰۹ء

۹۴ - جناب خواجہ صاحب شفیق و مکرم دام مجدہم ! میں ایک مہینے سے لکھنؤ میں ٹھیرا ہوا ہوں - اس لیے آپ کا پیکٹ جو آپ نے ازراہِ عنایت میرے نام پانی پت بھیجا تھا وہاں سے پلٹ کر میرے پاس بمقام لکھنؤ کنگز ہوسپٹل میں وصول ہوا - یاد آوری کا شکریہ بہت بہت دل سے ادا کرتا ہوں - آپ نے جناب منشی امیر احمد صاحب کے خطوط اور اُن کی لائف چھپواکر اُن کے تمام شاگردوں پر احسان کیا ہے بشرطیکہ لوگ احسان فراموش نہ ہوں - کتاب کے ساتھ کسی تحریر کے نہ ہونے سے آپ کی یاد آوری کی خوشی پوری پوری نہیں ہوئی - اب امید ہے کہ آپ اپنی خیر و عافیت اور یہ کہ بالفعل آپ کا قیام کہاں ہے اور چھتاری کا تعلق باقی ہے یا نہیں ؟ مفصل تحریر فرماکر خاکسار کو ممنون فرمائیں گے - میں نے کئی برس ہوئے پٹیالہ میں آنکھ بنوائی تھی اسمیں کچھ کسر باقی رہ گئی تھی اسی کی درستی کے لیے یہاں آیا تھا - ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے دوبارہ آپریشن کیا مگر جیسی امید تھی ویسی کامیابی نہیں ہوئی - جو حالت پہلے تھی اسکے قریب قریب اب بھی ہے - اب میرا ارادہ دو چار دن میں پانی پت جانے کا ہے - غالباً آپ کے بھائی صاحب علیگڈھ ہوسپٹل میں تشریف رکھتے ہوں گے - میری طرف سے اُن کی خدمت میں بہت بہت

سلام و نیاز کہدیجئے گا۔ والسلام مع الاکرام۔ زیادہ نیاز
خاکسار الطاف حسین حالی از لکھنؤ۔ ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء

۹۵۔ مخدومی! میری فارسی رباعیات میں چند رباعیاں ایسی نکلی ہیں جنمیں ایک صاحب کی طرف خطاب ہے جنکا تخلص ممتاز ہے۔ چونکہ حافظہ نے بالکل جواب دیدیا ہے نہ اُن کا پورا نام یاد رہا ہے نہ وطن اور نہ دیگر خصوصیات۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ صاحب غالباً روہیلکھنڈ کے کسی شہر مثل پیلی بھیت۔ شاہجہان پور وغیرہ کے رہنے والے تھے۔ اُنھوں نے مجھے اپنا کلام بھی بھیجا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ بھی کہیں نہیں ملتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اُن کے نام اور وطن وغیرہ سے واقف ہیں۔ از راہِ عنایت بواپسی ڈاک مجھے لکھ بھیجئے۔ امید ہے کہ اب آپ اطمینان کی حالت میں ہوں گے۔ زیادہ نیاز
خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۶ اپریل ۱۹۱۲ء

خطوط بنام منشی محمود احمدؐ صاحب عباسی
سپرنٹنڈنٹ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڈھ

۹۶۔ عزیزی سلمہم اللہ تعالیٰ! جوابی کارڈ بھیجنے کی شکایت کے بعد واضح ہو کہ میری طبیعت اب کسی قدر اچھی ہے جیسی کہ بڑھاپے میں اچھی رہ سکتی ہے۔ عبدالولی کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سفر میں رہنا آپ کی صحت کے لیے مفید پڑا اور کام بھی آپ کے مذاق اور طبیعت کے موافق ہے۔ آپ خط بھیجا کریں تو

محصول ڈاک کے ادا کرنے کی فکر نہ کیا کریں اِس سے بوئے مغائرت آتی ہے

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۲ر جولائی ۱۹۰۸ء

۹۷ - عزیزی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کا محبت نامہ اِسوقت پہنچا خدا تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا کہ آپ کو دو سخت آفتوں سے نجات ملی - اللہ تعالیٰ ہمیشہ جملہ بلیّات و امراض و حوادث سے محفوظ رکھے -

یہ سن کر نہایت مسرت ہوئی (بشرطیکہ آپ بھی خوش ہوں) کہ آپکو پرسنل اسسٹنٹی پر لے لیا گیا - صاحبزادہ صاحب نے یہاں بھی سجاد حسین کو اِس امر کی اطلاع دی تھی - امید ہے کہ آپ بھی علیگڈھ کے قیام کو دورہ پر ترجیح دیں گے اور اِس کام کو دل سے پسند کریں گے -

میں بھی مدت سے ارادہ کر رہا ہوں کہ علی گڈھ میں بقیہ زندگی بسر کروں - اگرچہ میں اب سوسائٹی میں رہنے کے قابل نہیں رہا اور تخلیہ اور تنہائی کو زیادہ پسند کرتا ہوں اور کسی مفید کام کے کرنے کی بھی اب قابلیّت نہیں رہی لیکن اِس خطہ سے بالطبع موانست ہے اور گھر پر اُن وجوہ کے سبب جن کو آپ خوب جانتے ہیں اب رہنا ناممکن ہوگیا ہے

.... زیادہ دعا و سلام -

فرزند علی دس دن کی اتفاقیہ رخصت لائے ہیں اور کل سے وہ دہلی گئے ہوئے ہیں - غالباً آج یا کل انشاء اللہ آئیں گے اور ۲۸ر کو اپنی نوکری پر جانے کا ارادہ ہے -

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۵ر ستمبر ۱۹۰۸ء

۹۸ - عزیزی! میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ

اب آپ کی طبیعت بھی اعتدال پر آگئی ہے۔ اِس بات سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا کہ پرسنل اسسٹنٹی کے کام پر آپ کا جی لگ گیا یا نہیں؟ اور اِس کام میں کچھ زیادہ محنت تو نہیں ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اواخر نومبر میں علیگڈھ ٹھیرتا ہوا لکھنؤ جاؤں گا اور علیگڈھ میں مولوی وحیدالدین صاحب کے پاس ٹھیروں گا اُس وقت آپ سے ملاقات ہوسکیگی۔

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۹ر اکتوبر سنہ ء

۹۹۔ عزیزی و شفیقی! السلام علیکم۔ برخوردار احتاق حسین علیگڈھ پہنچ گئے ہیں۔ وہاں اُن کی کسی سے ملاقات نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ ہر موقع پر اُن کو مدد دیتے رہیں گے۔ میں نے میر ولایت حسین صاحب کو پلنگ کے واسطے لکھ بھیجا ہے کہ خرید دیں یا تیار کرادیں۔ اگر ابھی پلنگ تیار نہ ہوا ہو تو آپ بھی اُسکی تیاری کیطرف توجہ فرمائیے گا۔ اور ازراہِ عنایت مجھے مطلع فرمائیے کہ کانفرنس کے جلسہ کی اجازت ہوگئی یا نہیں؟ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ صاحبزادہ صاحب کے عنایت نامہ کا جواب اب تک اِس لیے نہیں دیا کہ اُسکی تعمیل ہونی تو مجھ سے ناممکن معلوم ہوتی ہے اور انکاری جواب لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میری طرف سے اُن کی خدمت میں بہت شرمندگی کیساتھ سلام کہدیجئے گا۔ زیادہ دعا۔

راقم الطاف حسین حالی۔ ۱۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء۔ پانی پت

خطوط بنام حافظ محمد یعقوبؒ صاحب مجدّدی

۱۰۰- برادر محبت گستر مہر پرور سلامت - السلام فاتحۃ الکلام! کل شام کو حسبِ دستور ایک اور محبت نامہ آیا جسمیں جواب کا تقاضا کسیقدر خوفناک معلوم ہوتا تھا چنانچہ اُسیوقت حکم کی تعمیل کی اور نمازِ صبح پڑھتے ہی یہ جواب لکھنے بیٹھا - یا غفّارُ کسی پہلو سے اچھا نہیں بیٹھتا - مجھکو یاد ہی کہ آپ ۹۱ھ اور ۹۲ھ دونو کا اختیار دیتے تھے - چنانچہ جب یا غفّارُ چسپاں نہ ہوا تو لفظ غفّاری ہی کو نظم میں کھپایا - اسکے ۱۲۹۱ھ ہوتے ہیں - میرے نزدیک یہ بہت اچھی طرح نظم میں آگیا ہے - اسی کو لوحِ قبر پر کندہ کروا لیجیے - برخوردار طولعرہ کی عرضی پر معلوم نہیں کیا جواب ملا اور کیا حکم ہوا اور اگر اُن کی درخواست منظور ہوگئی ہے تو اُن کی جگہ کون مقرر ہوا؟ اِس حال سے براہِ مہربانی مطلع فرمائیے والسلام

مکرمی خواجہ محمد علی صاحب کیخدمت میں بہت بہت سلام و نیاز کہئیگا -

زیادہ خیریت -

قطعہ تاریخِ وفات خواجہ کرامت علی مرحوم

شد کرامت علی زِ دارِ فنا — ماند خلقے بہ گریہ و زاری

مغفرت وقفِ رُوحِ خواجہ کہ او — یافت رحلت بہ سالِ غفاری

۱۲۹۱ھ

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ از دہلی - ۸ر فروری ۱۸۷۶ء

۱۰۱- مکرمی! نہ میں نے کوئی عرضداشت درباب گاؤکشی لکھی اور نہ مجھ کو یہ علم ہے کہ نواب علاؤالدین احمد خانصاحب نے الغیاث دہلی لکھی ہے۔ اِس لیے آپ کے حکم کی تعمیل سے قاصر رہا۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین از دہلی۔ ۱۲ فروری ۱۸۸۴ء

۱۰۲- مکرمی! عنایت نامہ پہنچا۔ واقعی مجھ سے بڑی فروگذاشت ہوئی کہ چلتے وقت آپ سے نہ مل سکا امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے جس قدر میری بداخلاقیاں اور نالائقیاں آپ پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر آپ کی خوبیاں اور حُسنِ اخلاق اور صدقِ محبت اور اخلاص مجھپر ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ روز بروز آپ کے محاسن زیادہ مجھ پر روشن ہوں اور اس لیے مجھ کو اور زیادہ بداخلاقی کرنی ضرور ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان بداخلاقیوں اور نالائقیوں پر آپ کیسے برتاؤ برتتے ہیں۔ خواجہ محمد علی صاحب کیخدمت میں اور دیگر بزرگانِ سونی پت کیخدمت میں سلام و نیاز کہدیجیے گا۔ والسلام خیر ختام

الطاف حسین از لاہور چیفس کالج - ۱۷ جنوری ۱۸۸۵ء

۱۰۳- مکرمی و شفیقی حافظ صاحب دام مجدہم! السلام فاتحۃ الکلام آپ کا خط پڑھ کر سخت افسوس اور رنج ہوا۔ اگرچہ آپ کی طرف سے اطمینان ہے کیونکہ آپ ایسے حوادث پر صبر کرنے کی قدرت رکھتے ہیں لیکن صغیر سن بچوں کا اللہ ہی مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس مرحومہ کو غریقِ رحمت کرے اور آپ کو صبرِ جمیل عطا کرے اور بچوں کو اپنے سایۂ رحمت میں تربیت فرماوے۔

اگرچہ یہ موقع نصیحت و پند کرنے کا نہیں ہے مگر میں اس مقام پر

خاموش نہیں رہ سکتا۔ خدا کے تمام کام حکمت اور مصلحت سے
بھرے ہوتے ہیں۔ بہت سی باتوں کو ہم مکروہ جانتے ہیں مگر وہ ہمارے
حق میں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ اتفاقاتِ تقدیری سے جو آپکو یہ آزادی
حاصل ہوگئی ہے اسکی قدر کرنی چاہیئے اور اس سے کچھ کام لینا چاہیئے
آپ کو معلوم ہے کہ سید احمد خانصاحب نے جو اس قدر شہرت اور عزت
ملک اور قوم کی نظر میں حاصل کی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ میں یقیناً
کہہ سکتا ہوں کہ صرف اِس وجہ سے اُن کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ اُنکی اہلیہ
اُن کی جوانی میں مر گئی تھیں۔ بہت سے لوگوں نے اُن کو دوسری شادی
کی صلاح دی مگر اُنھوں نے ایک نہ مانی اور اپنے بچوں کو اپنی کنارِ شفقت
میں لیا اور اُنکی تعلیم و تربیت میں کوشش کی اور اپنی دماغی طاقتوں سے
جو بسبب تجرد کے اور زیادہ سرسبز اور شگفتہ ہوگئی تھیں وہ کام لیے جنھوں نے
آج اُن کو تمام ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں مشہور اور نامور کر دیا۔ اگر وہ
دوسری شادی کر لیتے تو ہرگز یہ رتبہ اُن کو حاصل نہ ہوتا۔ آپ کے لیے
یہ نہایت عمدہ موقع ہے کہ آپ ہمہ تن اولاد کی تربیت میں مصروف ہو جایئے
اور نوکری بھی چاہو کرو چاہو نہ کرو اور اگر زیادہ ہمت ہو تو خود بھی تحصیل
علم کرو اور ہرگز دوسرا خیال دل میں نہ لاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ پھر نہ اولاد کی
تم کچھ خبر لے سکو گے اور نہ اپنی زندگی کا کچھ مزا اُٹھاؤ گے بلکہ زندگی تلخ
ہو جائے گی اور اولاد بے علم رہجائے گی اور اُن کو آپ سے کچھ محبت
اور اُلفت نہ رہے گی۔ اگر اُن کو اپنا قوتِ بازو بنانا چاہتے ہو اور اپنی
زندگی کو تلخ کرنا نہیں چاہتے اور اولاد کو علم و ہنر سکھانا چاہتے ہو تو
کمال صبر و سکون اور عفت و پاکدامنی کے ساتھ تجرد اور آزادی میں

بسر کرو۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس
زیادہ دعا و سلام

خاکسار الطاف حسین از لاہور۔ ایچیسن کالج۔ ۲۴ فروری ۱۸۸۸ء

میں نے اس نصیحت کے سوا جو اس خط میں لکھی ہے آپ کے ساتھ
کبھی کوئی دوستی کا حق ادا نہیں کیا +

۱۰۴۔ مکرمی! آپ کا دوسرا کارڈ نہایت مسرت بخش پہنچا۔ میں اُسی
گھر کے جھگڑے میں ایسا غلطاں و پیچاں ہوں کہ کسی چیز کی خبر نہیں۔ اسی
وجہ سے جواب بھیجنے میں دیر ہوئی۔ میں آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں
اللہ تعالیٰ اس کا انجام طرفین کے حق میں بخیر کرے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ
یکم مارچ کو دہلی روانہ ہو جاؤں گا۔ بارہ روز شاید یہاں اور رہنا پڑے
دیکھیے آپ سے ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟ والسلام

خاکسار الطاف حسین از پانی پت۔ محلہ انصار۔ ۱۷ فروری ۱۸۸۹ء

۱۰۵۔ مکرمی! عنایت نامہ آیا۔ یاد آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں
مجھے شملہ سے واپس آئے ہوئے ایک مہینے کے قریب ہو چکا۔ میں
آجکل اچھا ہوں مگر کثرتِ بارش کے سبب طبیعت بے لطف ہے۔
یہاں کی بارش کا حال آپ نے سن لیا ہوگا کہ پچیس روز سے جھڑی لگی ہوئی
ہے۔ رات دن برستا ہے۔ بہت کم تھمتا ہے۔ بے انتہا مکانات
گر گئے اور ابر بدستور محیطِ آسمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے
حال پر رحم فرمائے۔ محرم میں تو دو چار روز کے لیے شاید آپکو تشریف
لانے کا موقع ملے۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین از پانی پت ضلع کرنال۔ ۴ اگست ۱۸۹۰ء

۱۰۶- مکرمی! آپ بھی عجب شخص ہیں۔ اپنا ٹھیک پتا تو بتاتے نہیں اور خط کا جواب مانگتے ہیں۔ میں عرصہ ہوا کہ آپ کے کارڈ کا جواب میر احمد کے مکان کے پتے سے جیسا کہ آپ نے لکھا تھا بھیج چکا۔ مگر مجھے خود امید نہ تھی کہ یہ جواب آپ تک پہنچے گا۔ کیونکہ میر احمد کا مکان کوئی مشہور جگہ نہیں ہے۔ اب یہ دوسرا کارڈ دوسرے پتہ سے بھیجتا ہوں دیکھیے یہ بھی پہنچتا ہے یا نہیں۔

آپ کو معلوم نہیں ہے کہ حکیموں کو سفارش کا خط لکھنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم لوگ بغیر سفارش کے کسی کے حال پر توجہ نہیں کرتے اور یہ نہایت بے تہذیبی اور بد اخلاقی کی بات ہے۔ جس خاندان کا تم علاج کراتے ہو یہ لوگ امیر اور غریب کا یکساں توجہ سے علاج کرتے ہیں اور سفارش سے برا مانتے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن کو سفارش کا خط لکھنا بالکل نامناسب ہے۔ اگر اب بھی تم نہ مانوگے تو میں لاچار خط لکھ بھیجوں گا۔ والسلام

الطاف حسین از پانی پت - ۶ نومبر ۱۸۹۳ء

۱۰۷- عزیزی! آپ کا جوابی کارڈ پہنچا۔ افسوس ہے کہ مدت سے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرطِ حیات شوال میں بتقریب شادی خواہر فرزند علی طالعمرہٗ پانی پت آنا ہوگا۔ اُسوقت امید ہے کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ آپ نے کچھ نہیں لکھا کہ آپ کے متعلقین کی طبیعت کا حال اب کسطرح ہے؟ امید ہے کہ اب آرام ہو گیا ہوگا۔ نواب محمد حسین خاں صاحب تحصیلدار سونی پت اور ڈاکٹر دیا ناتھ صاحب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ سونی پت اِن دونوں صاحبوں سے بہت بہت سلام

کہد یجیے گا۔

خاکسار الطاف حسین از علیگڈھ مدرسۃ العلوم - ۱۱ر فروری ۱۸۹۴ء

۱۰۸ - مکرمی! آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ جواب کے بھیجنے میں جو دیر ہوئی اُسے معاف فرمائیے گا - میں بخیریت ہوں - امید ہے کہ آپ بھی مع متعلقین کے بخیریت ہوں گے - نواب محمد حسن خانصاحب تحصیلدار سونی پت سے ملاقات ہو تو میری طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کہدیجیگا اِسکے سوا اور کوئی بات لکھنے کے قابل نہیں ہے - والسلام مع الاکرام

الطاف حسین عفی عنہ از علیگڈھ مدرسۃ العلوم - ۴ر اکتوبر ۱۸۹۴ء

۱۰۹ - مکرمی! آپ کے دونو کارڈ پہنچے - میں دس پندرہ روز سے بیمار ہوں - ایک ڈاڑھ اُکھڑوائی تھی خون بہت نکلا - اس سبب سے ضعفِ دماغ شدت سے ہوگیا ہے - جو کاغذ آپ چاہتے ہیں اُسکی کچھ ایسی جلدی نہیں ہے - میری طبیعت ذرا درست ہوجائے تو میں اطمینان کے ساتھ لکھوں گا - امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے - زیادہ دعا و سلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۵ء

۱۱۰ - مکرمی! آپ کا پوسٹ کارڈ وصول ہوا - خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا - خدا تعالیٰ آپ کی پریشانی کو رفع کرے - معلوم نہیں کہ برخوردار تصدق حسین سے مکان کا معاملہ طے ہوگیا یا نہیں؟ میں پورے تین مہینے سے علیگڈھ میں ہوں - شاید شوال میں پانی پت چلا آؤں مگر یہاں کی آب و ہوا مجھے بہت موافق ہے - خدا کی عنایت سے یہ جاڑا بخیر و عافیت گذر گیا - کسی طرح کی زائد شکایت نہیں ہوئی - قاضی نصیر الدین صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہدینا - والسلام

الطاف حسین از علی گڈھ مدرسۃ العلوم - ۱۹ر فروری ۱۸۹۸ء

۱۱۱- مکرمی! قطعہ تاریخ تیار ہے مگر صرف اس خیال سے کہ جو پتا آپ نے لکھا ہے اُس پتے سے خدا جانے پہنچے یا نہیں آج تک روانہ نہیں کیا۔ اب یہ کارڈ بھیجتا ہوں اگر یہ پہنچ گیا اور آپ کا جواب آگیا تو فوراً قطعۂ مذکور روانہ کرونگا۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے

والسلام مع الاکرام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۶ ستمبر ۱۹۰۲ء

۱۱۲- حافظ صاحب شفیق و مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ - آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ یاد آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میری طرف سے حضرت مولانا محمد معصوم صاحب کیخدمت میں نہایت ادب کے ساتھ آداب و نیاز عرض کیجیے گا اور مخدومی جناب مولوی محمد یوسف صاحب اور نیز حضرت صاحب کے صاحبزادوں کیخدمت میں بھی تسلیم و نیاز کہدیجیے گا - اگر ممکن ہو تو دس پانچ روز کے لیے بھائی صاحب کو ضرور پانی پت لائیے کہ اُن سے ملنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے - معلوم نہیں کہ حکیم محمد اجمل خانصاحب نے رام پور کا تعلق کیوں قطع کر دیا؟ اس سے ضرور مطلع فرمائیں مگر جو کچھ لکھو لفافہ فرد از خط میں لکھنا - والسلام مع الاکرام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۹ جون ۱۹۰۳ء

۱۱۳- مکرمی! قطعۂ تاریخ پہنچا مگر افسوس ہے کہ منشی عبدالرزاق صاحب نے قطعہ تاریخ مسجد میں کندہ کرانا موقوف کر دیا ہے - کسی شخص نے اور خاصکر مولوی حسن رضا صاحب نے بھی تاریخ لکھی تھی مگر انہوں نے کندہ کرانے سے انکار کیا - لہذا آپ کے حکم کی تعمیل نہیں ہو سکتی - آپ پانی پت کب آئیں گے؟ نواسہ کا ہونا مبارک ہو - اُسی کہدیجیے

کب آؤ گے؟ والسلام خیر ختام

خاکسار الطاف حسین عفی عنہ از پانی پت - ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۳ء

۱۱۴- آپ کا کارڈ پہنچا - میں انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب قصور ضلع فیروزپور اپنی آنکھ بنوانے کے ارادہ سے جانیوالا ہوں - دعا کیجیے کہ آنکھ حسبِ دلخواہ بن جائے - پھر اگر خدا کو منظور ہے تو آپ کے حکم کی تعمیل آنکھوں سے کرونگا - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۶ر فروری ۱۹۰۷ء

۱۱۵- حافظ صاحب شفیق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ! سیتی خانصاحبکو جو ہدایت آپ کر گئے تھے اُنہوں نے اسکے موافق حاجی قادر بخش صاحبکو اپنا سارا حال لکھ بھیجا تھا - جب وہاں سے کچھ جواب نہ آیا تو اُنہوں نے میرے کہنے سے آپ کو بھی ایک اطلاعی کارڈ بھیجا جسکو آج پانچواں دن ہے مگر آپ نے بھی کچھ جواب نہیں دیا - اب میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ حاجی صاحب کو اُن کے حال پر متوجہ کرنے کے لیے ضرور کوشش کریں - سیتی خاں کی حالت نہایت قابلِ رحم ہے - امراض اور افلاس نے اُنکی زندگی تلخ کر دی ہے - بہتر تو یہ ہے کہ حاجی صاحب اُن کے لیے کم یا زیادہ کسی قدر ماہوار مقرر کر دیں ورنہ جسطرح ہو سکے انکی امداد فرمائیں - اُن سے زیادہ امداد کا مستحق حاجی صاحب کو مشکل سے ملیگا - وہ اس بات پر بھی راضی ہیں کہ اُن کو کاروبار کے لیے نوکر رکھ لیں

الطاف حسین حالی - پانی پت - ۲۵ر فروری ۱۹۰۹ء

۱۱۶- مکرمی! آپ کا محبت نامہ پہنچا - یادآوری کا شکریہ

ادا کرتا ہوں - ۱۱ مئی کو آنکھ پہ عملِ جراحی ہوا تھا پرسوں پانچویں دن پٹی کھل گئی ہے ابھی تک کافی اطمینان نہیں ہوا اسلیے غالباً کم از کم ایک ہفتہ یہاں اور ٹھیرنا پڑے گا - آپ مہربانی کرکے میری خیر و عافیت برخوردار عبدالولی سے میرے مکان پر کہدیجیے گا اور یہ کارڈ بھی انکو دکھا دیجیئے گا اگر برخوردار حافظ اخلاق حسین سے ملاقات ہو تو اُن کو بھی یہ کارڈ دکھا دینا

زیادہ سلام و نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی - گنگز ہوسپٹل لکھنؤ - ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۱ء

۱۱۷ - جناب حافظ صاحب! دو روپے کا پیٹھے کا مربا ضرور لیتے آئیے گا اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کیخدمت میں بعد سلام مسنون کے کہدیجیے گا کہ جو نسخہ برخوردار تصدق حسین صاحب بنوانے کے لیے آپ کے کارخانہ میں دے آئے ہیں اُسمیں سے نصف نسخہ بنے گا - آپ ازراہِ عنایت اپنی نگرانی میں بنوا دیجیے گا - دام برخوردار موصوف دیدیں گے - والسلام

الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۱ جمادی الثانی مطابق ۱۹ جون سنہ ۱۹۱۱ء

۱۱۸ - عنایت نامہ پہنچا - افسوس ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے کے بعد مجھے کھانسی اور زکام کا سخت دورہ شروع ہو گیا - اسی وجہ سے دلی آنے کا ارادہ ناچار فسخ کرنا پڑا - عید اضحیٰ - دربار کی سیر - جلوس کا نظارہ اور کانفرنس کی شرکت آپ کو مبارک ہو - بخدمت مولوی حبیب الرحمان صاحب تسلیم -

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

۱۱۹ - مکرمی حافظ صاحب دام بقاءہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عزیزی منشی ولایت علی صاحب برادرِ خرد برخوردار حامد علی دلی علاج کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کو دستوں کی شکایت ہے اور بیماری کسی قدر طول پکڑ گئی ہے۔ وہ برخوردار خواجہ تصدق حسین کے مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں۔ آج اُن کا خط جو خواجہ سرفراز حسین صاحب کے نام آیا ہے اُسمیں انہوں نے ایسے الفاظ لکھے ہیں جن سے انکی مایوسی ظاہر ہوتی ہے۔ اگرچہ اُن کے باب میں جناب مخدومی حاذق الملک اور نیز حکیم احمد سعید خانصاحب کے نام میں پہلے خط بھیج چکا ہوں جسکو برخوردار ولایت علی کے خط میں ملفوف کرکے بھیجا تھا۔ اب اُنہوں نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ جناب حکیم صاحبان کی خدمت میں ایک اور خط براہ راست دہلی بھیجدوں۔ چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آج کل ان صاحبوں کو فرصت بالکل نہ ہوگی اسلیے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ مہربانی فرماکر دونوں صاحبوں کی خدمت میں تشریف لیجاکر برخوردار ولایت علی کے باب میں استفسار فرمائیے کہ آپ صاحبوں کے نزدیک ولایت علی کی حالت خدانخواستہ ایسی تو نہیں ہے جیسی کہ وہ خود اپنی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ انھوں نے نہایت مایوسی کے ساتھ اپنے خسر صاحب کو لکھا ہے کہ میں دو چار دن میں پانی پت چلا آؤں گا کیونکہ مجھے یہاں بے فائدہ ٹھیرنا گوارا نہیں ہے۔ اگر جناب حکیم صاحبان ولایت علی کی نسبت آپکی تسلی فرمائیں اور اُن کی صحت یابی کی امید دلائیں تو آپ مجھے بواپسی ڈاک اطلاع دیں تاکہ میں ولایت علی کو لکھوں کہ ابھی پانی پت ہرگز نہ آئیں اور اپنا علاج بدستور جاری رکھیں اور اگر یہ معلوم ہو کہ خدانخواستہ مرض بظاہر

چارہ پذیر نہیں ہے تو آپ مجھے لفافہ دار خط میں اصل حال لکھ بھیجیں مگر میرے اس خط کا ذکر ولایت علی سے نہ کرنا چاہیئے۔

اب بھی آپ کا جی میلے تماشوں اور جلسوں سے سیر ہوا یا نہیں اور یہاں آنے کا ارادہ کب تک ہے؟ اس سے بھی جلد مطلع کیجیے۔ جناب مولوی محمد حبیب الرحمان صاحب کیخدمت میں تسلیم کہدینا۔

راقم خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ۔ پانی پت۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۱ء

۱۲۰۔ مکرمی حافظ صاحب! آج منشی رحمت اللہ صاحب رعد کا خط آیا ہے اُس کو بجنسہ آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مع عیال و اطفال کے بخیریت ہوں گے والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی (پانی پت) ۲۴ جنوری ۱۹۱۲ء

۱۲۱۔ مکرمی حافظ صاحب! امید ہے کہ آپ مع اہل وعیال کے بخیریت ہوں گے۔ برخوردار سجاد حسین نے ایک برس کی رخصت کی درخواست اور کی ہے مگر اختیار ہے کہ منظوری رخصت کے بعد جتنے دن چاہیں گھر پر رہیں نصف تنخواہ ملیگی۔ آپ کو اگر جالندھر میں کچھ کام نہ ہو تو یہاں تشریف لے آئیں آپ کے آرام و آسائش کا بخوبی انتظام کیا جائیگا۔ اب مجھ سے خود لکھا پڑھا نہیں جاتا کسی عزیز یا دوست کی ضرورت ہے جس سے کام میں مدد ملے۔ آپ مجھے اس کا جواب بہت جلد عنایت فرمائیں تاکہ اگر آپ نہ آسکیں تو کسی اور عزیز کو مددگار بناؤں۔ اب چل چلاؤ کے دن ہیں ایک ایک گھڑی نہایت قیمتی ہے۔ سجاد حسین بھی سلام کہتے ہیں اور آپکو تشریف لانیکا تقاضا کرتے ہیں والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء

۱۲۲- مکرمی حافظ صاحب! اس سے پہلے آپ کے نام ایک خط بھیج چکا ہوں جس میں آپ کو بلانے کا تقاضا لکھا تھا مگر اب تک اُسکا کچھ جواب نہیں آیا۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ کل منشی رحمت اللہ صاحب نے آپ کے قصیدے کو نہایت عمدہ چھاپ کر اور دونوں تصویریں اسکی پیشانی پر چھاپ کر کل کاپیاں میرے پاس بھیجدی ہیں مگر اُن کی چھپائی کی لاگت اور کاغذ کی قیمت وغیرہ ابھی کچھ نہیں لکھی۔ اب آپ کو ضرور آنا چاہیئے اور جہاں اِس قصیدے کو بھیجنا ہو وہاں بھیجدیجئے اور اپنی خیر و عافیت سے بہت جلد مطلع فرمائیے۔ گھر میں اور سب بچوں کو بہت بہت دعا کہدیجئے گا والسلام

الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۷ر فروری ۱۹۱۲ء

۱۲۳- مکرمی حافظ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ مجالس النساء کے دو نوحصے مع آپ کے رقعہ کے پہنچے بہت بہت شکریہ قبول ہو۔ امید ہے کہ آپ سونی پت سے جلد فارغ ہوکر دہلی تشریف لیجائیں گے۔ وہاں پہنچنے کی بھی خاکسار کو اطلاع دیجئے گا اور دہلی میں جو کام ہو اُس سے جلدی فراغت حاصل کرکے پانی پت تشریف لے آیئے گا مگر آنے سے پہلے مجھے اطلاع ضرور دیجئے گا۔ شاید وہاں سے کچھ منگوانا ہو۔ مولوی حبیب الرحمٰن خانصاحب کیخدمت میں بہت بہت سلام و نیاز کہدینا۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۷ر مئی ۱۲ء

۱۲۴- حافظ صاحب شفیق و مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ! بعد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ کا کارڈ ۱۳ر جون کا لکھا ہوا اور میرن صاحب کا کارڈ

۱۲ر کا آج سترھویں کو مجھے خطوں کے مٹھے میں ملا - کسی نے چٹھی رساں سے لیکر اُس میں رکھدیا آج اُس کا جواب لکھتا ہوں - آپ کے نام کے دو کارڈ جالندھر سے آئے ہوئے رکھے تھے مگر آپ کا پتا معلوم نہ ہونے سے اب تک نہیں بھیج سکا - مولوی حبیب الرحمان صاحب سے آپ کا پتا دریافت کیا اُنہوں نے لاعلمی بیان کی - چونکہ آپ کا ارادہ سونی پت میں زیادہ ٹھیرنے کا نہ تھا اس لیے خیال تھا کہ آپ دہلی چلے گئے ہوں گے - بہرحال آج یہ خط مع دونوں کارڈوں کے مولوی حبیب الرحمان صاحب کی معرفت دہلی روانہ کرتا ہوں - آپ نے ۱۸ر کو دہلی جانے کا ارادہ لکھا ہے سو امید ہے کہ کل یہ خط آپ کو وہاں مل جائے گا - آپ بہت جلد لکھیے کہ یہاں آنے کا قصد کب تک ہے - میں اور برخوردار سجاد حسین سخت زکام میں مبتلا ہیں اور گرمی کی شدت کے سبب اور بھی بُرا حال ہے - مولوی حبیب الرحمان کی خدمت میں تسلیم

الطاف حسین حالی - پانی پت - ۱۷ر جون ۱۹۱۲ء

خط بنام مولوی محمد حبیب الرحمان صاحب مجددی

۱۲۵ - جناب من! ازراہ عنایت مکرمی حافظ محمد یعقوب صاحب کو بہت جلد پانی پت روانہ فرما دیجیے - میں اور سجاد حسین (میرا لڑکا) انشاء اللہ آج سے تیسرے روز شملہ کو روانہ ہو جائیں گے - اگر حافظ صاحب پسند کریں گے تو اُن کو بھی ہمراہ لے چلنے کا ارادہ ہے - اگر وہ جمعہ کی صبح کی گاڑی میں جو نو بجے یہاں پہنچتی ہے پہنچ جائیں تو تو بہت ہی بہتر ہے ورنہ ہفتہ کے دن نو بجے ضرور ضرور یہاں پہنچ جائیں

اگر وہ آپ کے مکان پر نہ ہوں تو مہربانی فرما کر اُن کو تلاش کرا کر میرا پیغام پہنچا دیجئے۔

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۳ر جولائی ۱۹۱۲ء

گرم کپڑے ضرور سونی پت سے لے کر آویں +

خطوط بنام مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی۔ اے۔ وکیل

۱۲۶ - آپ کی دونو نظمیں تلقینِ صبر اور تضمین غزل حافظ دیکھ کر بہت جی خوش ہوا - آپ میں شاعری کی عمدہ قابلیت معلوم ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ مجھ سے آپ کو کچھ مدد نہیں مل سکتی - میری ایک آنکھ میں موتیا کا پانی اُتر آیا ہے اور اُس کی روشنی بالکل زائل ہوگئی ہے دوسری آنکھ میں بھی آمد شروع ہوگئی ہے اور روشنی بتدریج کم ہوتی جاتی ہے - دماغ فکر و غور کرنے کے لائق نہیں رہا - ہاں بشرطِ زندگی آنکھ بننے کے بعد جہاں تک مجھ سے ہو سکیگا مدد دونگا - ظاہرا اِس سال آنکھ نہ بن سکیگی - انشاء اللہ اکتوبر یا نومبر میں قدح کرانے کی کوشش کی جائے گی والسلام

خاکسار حالی از پانی پت - ۹ر اپریل ۱۹۰۷ء

۱۲۷ - عزیزی! آپ کا کارڈ پہنچا - الحمد للہ کہ بقدر ضرورت آپ کو گورنمنٹ ہائی سکول میں جگہ مل گئی - امید ہے کہ آپ کی قابلیت اور حسنِ استعداد رفتہ رفتہ آپ کو مدارجِ اعلیٰ تک پہنچائے گی برخوردار غلام الثقلین کے خطوط بغداد - کاظمین اور سامرہ سے تو آگئے ہیں - انشاء اللہ پرسوں دوشنبہ کی ڈاک میں کربلا اور نجفِ اشرف سے بھی

خط آنے کی امید ہے - اب تک بخیر و عافیت و عزت و آبرو اُن کا
سفر طے ہوا ہے - آپ کو موقع ملے تو ضرور ایک دو روز کے لیے
آیئے - افسوس ہے کہ موسم کی سختی اور اُس پر ضعفِ قویٰ کوئی کام
نہیں کرنے دیتا - کلیاتِ اسمٰعیل کو اب کی دفعہ میں نے بہت دیکھا -
بہت جی چاہتا ہے کہ اس پر اپنے ناچیز خیالات ظاہر کروں - مولانا پر
یہ خیال ظاہر نہ کیجیے گا مگر میری طرف سے تسلیم کہہ دیجئے گا -
خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۹ر جولائی ۱۹۱۱ء

۱۳۸ - عزیزی! آپ کا کارڈ پہنچا آپ ضرور تشریف لائیے اور
جہاں تک ممکن ہو جلد آیئے - مولوی وحید الدین صاحب ہفتہ عشرہ میں
کہیں جانے والے ہیں - اُن سے کچھ نہ پوچھیے گا وہ اپنا ارادہ ظاہر کرنا
نہیں چاہتے - امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے - والسلام
جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب کی خدمت میں تسلیم و نیاز کہہ دیجئے گا -
خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - یکم نومبر ۱۹۱۱ء

۱۳۹ - عزیزی! آپ کا کارڈ پہنچا مہربانی فرما کر سو کاپیاں چھپوا لیجئے
مگر تصحیح کا پورا پورا اہتمام ہونا چاہیئے - پروف جب تک بار بار نہ دیکھے
جائیں گے صحت خاطر خواہ نہیں ہو سکتی - جب سو کاپیاں چھپ کر
تیار ہو جائیں تو اُن کا پیکٹ بنا کر ریل کے ذریعہ سے ویلیو پے ایبل میرے
نام بھجوا دیجئے گا اور اس تکلیف دہی کو معاف کرنا - گڑ کی کچھ جلدی
نہیں جب تیار ہو جائے مہربانی فرما کر گڈز ٹرین کے ذریعہ سے بیرنگ
بھجوا دیجئے گا - مولانا کی خدمت میں بہت بہت تسلیم و نیاز کہہ دیجیگا -
راقم خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۲ر نومبر ۱۹۱۱ء

۱۳۰ - عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ - میرا کارڈ آپ پاس پہنچ گیا ہوگا امید ہے کہ آپ نے کاغذ عمدہ لگایا ہوگا - اگر ابھی چھپائی نہ ہوئی ہو تو میرے نزدیک کاغذ زیادہ چکنا نہیں لگانا چاہیئے بلکہ کھردرا کاغذ ہونا چاہیئے - اسکے سوا اگر وہاں انگریزی قطع کی جلدیں بن سکتی ہوں تو کم ازکم ۲۵ جلد و نکی جلد عمدہ سے عمدہ ضرور بندھوا لیجیئے گا ورنہ مجبوری ہے - جلد سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ موٹی موٹی کتابوں کی طرح بھاری بھاری پٹھے لگائے جاویں بلکہ چھوٹے چھوٹے رسالوں پر جسطرح عمدہ ملٹ یا ایک قسم کا چمڑا لگا کر کتاب کی شکل بنا دیتے ہیں ایسا چاہتا ہوں - امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے - والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۴ نومبر ۱۹۱۱ء

۱۳۱ - مکرمی! پارسل بحفاظت پہنچ گیا - دلی شکریہ قبول ہو - اصل نظم میں کہیں کہیں غلطیاں رہ گئی ہیں مثلاً پہلے بند کے اخیر شعر میں بجائے کوئین اسکندریہ کے کوئین وکٹوریہ چھپ گیا ہے - جس سے مصرعہ ناموزوں ہوگیا ہے - اسکے سوا ٹائٹل پیج میں ملکہ مرحومہ کا نام بالکل نہیں لکھا - یہ بھی بڑی فروگذاشت ہے کیونکہ ملکہ وکٹوریا کے بعد دو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے نام سے موسوم ہوچکی ہیں - ممکن ہے کہ اصل مسودہ میں نام نہ لکھا ہو لیکن آپ کو اس فروگذاشت کا تدارک کرنے کا ہرطرح اختیار تھا - آپ ازراہِ عنایت اصل نظم اور اصل ترجمہ کا مسودہ میرے پاس بھیجدیں تو مقابلہ میں آسانی ہوگی -

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

۱۳۲ - آپ کا محبت نامہ پہنچا تھا مکروہاتِ خانگی میں جواب لکھنے کا

خیال بالکل نہیں آیا۔ آجکل زکام اور کھانسی نے زور کر رکھا ہے برخوردار سجاد حسین نے بھی دوبارہ رخصت اور لی ہے۔ اب اس وقت اُن کو یہاں چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانا مشکل ہے۔ میرٹھ آنے کو میرا بھی بہت جی چاہتا ہے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو میں اور برخوردار مذکور اگر زیادہ دن کے لیے نہیں تو چند دنوں کے واسطے ضرور آکر آپ سے اور سب عزیزوں اور دوستوں سے ملیں گے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب و برخوردار خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بہت بہت دعا اور تسلیم کہدینا اور جب آپکو معلوم ہو کہ نواب محمد اسحٰق خانصاحب حرمین سے واپس تشریف لے آئے ہیں مجھ کو ضرور مطلع کیجیے گا۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

۱۳۳ - عزیزی! ازراہِ عنایت ایک جلد دیوانِ دلگیر کی اگر وہ میرٹھ کے بازار میں دستیاب ہو جائے تو خرید کر میرے پاس ویلیو پے ایبل روانہ فرمادیجیے اور جو کچھ آپ کے دام پہلے میرے ذمہ واجب الادا ہوں وہ بھی اسکی قیمت میں شامل کردیجیگا۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ عزیزی خواجہ غلام الثقلین اور منشی صادق علی اور جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں سلام و نیاز کہدیجیے گا۔

زیادہ دعا — راقم خاکسار الطاف حسین حالی

دیوان مذکور ذرا کمیاب ہے اسکی تلاش میں ذرا زیادہ کوشش کیجیے گا۔

از پانی پت - ۱۱ اپریل سنہ ۱۲ء

۱۳۴ - عزیزی! دیوانِ دلگیر کی تلاش میں جو تکلیف آپ نے اُٹھائی اُسکا میں شکریہ دل سے ادا کرتا ہوں مگر اسی کے ساتھ یہ شکایت

بھی کرتا ہوں کہ آپ نے دیوان کی قیمت اور قرضۂ سابق کی مقدار سے مطلع نہیں فرمایا۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو پھر کبھی اس قسم کی تکلیف نہ دوں۔ ایسی باتوں سے بجائے اسکے کہ محبت زیادہ ہو اور رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ مہربانی فرماکر صاف صاف لکھ بھیجیے کہ مجھے کیا دینا چاہیے؟ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ عزیزی خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بہت بہت دعا و سلام کہدیجئیگا۔ والسلام

الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۸ اپریل ۱۹۱۲ء

۱۳۵۔ مکرمی! میں پندرہ بیس روز سے علیل ہوں اسکے سوا گرمی کی شدت نے سخت پریشان کر رکھا ہے اسی وجہ سے آپ کی نفیس کتاب "شاعرانہ خیالات" کی رسید اب تک نہیں لکھ سکا تھا حالانکہ مطالعہ بہت مدت سے ترک ہوگیا ہے اور آنکھوں کی حالت لکھنے پڑھنے کی مطلق اجازت نہیں دیتی مگر شاعرانہ خیالات کو جسطرح ہو سکا اول سے آخر تک غور سے پڑھا۔ شاید اپنی قسم کی یہ پہلی ہی کتاب ہے جسمیں انگلستان کے نامور شعرا کے پولٹیکل خیالات ایسی صفائی اور سلاست کے ساتھ مع مختصر حالات ہر ایک شاعر کے بیان کیے گئے ہیں۔ جو لوگ مغربی شاعری کی پیروی کا خیال رکھتے ہیں۔ اُن کے لیے یہ مجموعہ ایک عمدہ رہبر کا کام دے گا۔ چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے اگرچہ کہیں کہیں غلطیاں رہ گئی ہیں۔ میں آپ کے اس عطیہ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۰ جون ۱۹۱۲ء

۱۳۶۔ عزیزی! آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اگرچہ میری حالت

کہیں آنے جانے کے قابل نہیں ہے مگر آپ کے مہر انگیز و محبت خیز الفاظ اور جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی تشریف آوری کا مژدہ اور برخوردار خواجہ غلام الثقلین صاحب کی شرکت کی امید مجبور کرتی ہے کہ جسطرح ہو سکے آپ کے حکم کی تعمیل کروں۔ اس لیے ارادہ ہے کہ بتاریخ ۲۸ شوال ۱۰ اکتوبر بروز پنجشنبہ یہاں سے دس گیارہ بجے دن کی گاڑی میں سوار ہو کر دہلی پہنچوں اور میرٹھ جانیوالی ٹرین کے انتظار میں اسٹیشن ہی پر ٹھیرا ہوں اور جب وہاں سے گاڑی روانہ ہو اسمیں سوار ہو کر ۵ بجے شام کے غازی آباد پہنچوں۔ امید ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ یہ ارادہ پورا کرے گا۔ والسلام

الطاف حسین حالی از پانی پت - ۷ اکتوبر ۱۲ء

۱۳۷- مکرمی! جواب طلب خطوں کا انبار لگا ہوا ہے اور جواب لکھنے کی طاقت جواب دے چکی ہے لاچار نہایت مختصر جواب لکھتا ہوں۔ امتحان پریوئس میں پاس ہونے کی مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے دو عزیز جو پانی پت کے باشندے ہیں اسی امتحان میں ناکام رہے۔ جن کے فیل ہونے کی ہرگز توقع نہ تھی۔ جو رنج اُن کے پاس نہ ہونے سے ہوا تھا وہ آپ کی کامیابی کے مژدہ نے رفع کر دیا خدا کرے دوسرے سال کے امتحان میں بھی کامیابی ہو۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۳ جولائی ۱۳ء

۱۳۸- عزیزی مسٹر محمد یحییٰ تنہا! سردار علی جو برخوردار خواجہ غلام الثقلین کے مکان میں مقیم ہے اسکے گھر سے اب تک خرچ نہیں

پہنچا - ۱۵ ستمبر تک اس کو کالج میں فیس ماہواری داخل کرنی ضرور ہے
اگر تاریخ مذکور تک اسکی فیس داخل نہ ہوئی تو اسکے بیان کے موافق اُسکا
نام کٹ جائیگا - آپ مہربانی فرماکر اسکی فیس کی تعداد اور یہ کہ کونسی
تاریخ اسکو فیس داخل کرنی ضرور ہے خود تحقیق کرکے تاریخ معین سے
پہلے جو کچھ اسکی فیس معلوم ہو آپ اسکے حوالہ اپنے پاس سے کردیں
وہ چھ روپیہ بتاتا ہے اگر یہ تعداد صحیح ہو تو اسکو چھ روپیہ اپنے
پاس سے دیدیں - اُس کا خرچ امید ہے کہ عنقریب پہنچ جائیگا - اگر
اسمیں دیر ہوئی تو چھ روپیہ میں ادا کردونگا - جو مضمون آپ نے
زمانہ میں چھپوایا ہے اور جسمیں سیدہ کے نام کی نظم بھی چھپی ہے اسکی
ایک کاپی ویلیوپے ایبل دفتر زمانہ سے میرے نام منگوا دیجئے - امید ہے کہ
آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہوں گے -

دعاگو الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۳ ستمبر ۱۳ء

خط بنام حافظ سعد اکبر صاحب عثمانی

۱۳۹ - جناب حافظ صاحب مخدوم و مکرم زاد مجدہم ! بعد سلام و نیاز
کے التماس یہ ہے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ کی وفات کی خبر سنکر نہایت
افسوس اور تاسف ہوا - اول تو ماں اور پھر ایسی ماں جس نے
باپوں سے زیادہ دانائی اور خیرخواہی کے ساتھ آپ کو پرورش
اور تربیت کیا تھا اور آپ کے دل میں باپ کے سایۂ عاطفت کی
حسرت باقی نہ رکھی تھی - قوم کی خیرخواہی کا بیج جو آپ کے دل میں
اُگا ہے یہ اُنہیں مرحومہ کی فیضِ تربیت کا اثر ہے - اولاد کے حق میں

والدین اور خاص کر والدہ کے اخلاق کا پرتو ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور آپ کو اور آپ کے بھائی صاحب کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ اگرچہ والدین کا سر پر سے اُٹھ جانا اولاد کے لیے کمال رنج و افسوس کا باعث ہے لیکن والدین کی خوش نصیبی یہی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو سرسبز و بار ور دنیا میں چھوڑ جائیں۔ جو کتاب آپ نے جواب لکھنے کے لیے بھیجی تھی وہ اُسیطرح رکھی ہوئی ہے۔ آپ نے مولوی .... صاحب امام فن مناظرہ اہل کتاب کے نام کوئی تحریر تملق آمیز نہیں بھیجی تاکہ اُن کو اسکا جواب لکھنے پر آمادہ کیا جاتا۔ اگر اب بھی منظور ہو تو ایک خط خاص اُن کے نام کا (جسمیں ان کی تعریف اور یہ کہ آپ کے سوا کوئی اس کام کا سر انجام کرنیوالا نظر نہیں آتا) درج ہو میرے پاس بھیجدیجئے۔ میں کتاب اور خط عمدہ ذریعہ سے اُن کے پاس بھیجدوں گا اور امید ہے کہ وہ جواب لکھدیں گے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔

مجھ کو قاضی صاحب مرحوم کے کتب خانہ میں سے ایک کتاب مطلوب ہے جسکا نام "مزہر" ہے مصر کی چھپی ہوئی ہے اور اصول علم لغت میں جلال الدین سیوطیؒ نے لکھی ہے۔ اُسکی ضخامت شرح وقایہ سے کچھ زیادہ ہوگی۔ میں نے اسکے واسطے مکرمی نواب فضل احمد خانصاحب کو لکھا تھا اور برخوردار تصدق حسین بھی اُن دنوں میں پانی پت ہی میں تھا۔ اُس نے کئی بار تقاضا بھی کیا لیکن نواب صاحب کی طبیعت کچھ ناساز تھی شاید اس لیے اسکے نکالنے کا موقع نہیں ملا۔ بہرحال وہ کتاب اب تک میرے پاس نہیں پہنچی اور مجھ کو اسکی نہایت ضرورت ہے۔ اگرچہ وہ کتاب کچھ نایاب نہیں ہے بمبئی میں ہر

شخص کو مل سکتی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی ضرورت کے لیے آٹھ سات روپیہ صرف کرنے سے بچ جاؤں لیکن اگر نواب صاحب اسکو ستعار نہ دیں گے تو بمجبوری مجھ کو منگوانی پڑے گی۔ پس آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص پانی پت میں ایسا نظر نہیں آتا جو نواب صاحب موصوف سے تقاضا کر کے کتاب مذکور نکلوائے۔ میں کہتا ہوں کہ میرے گھر میں جتنی کتابیں موجود ہیں وہ سب نواب صاحب اسکی ضمانت اور کفالت میں لے لیویں اور آٹھ دس روز کے واسطے وہ کتاب دیدیں۔ میں ایک لمبا چوڑا مضمون مسلمانوں کی شاعری پر لکھتا ہوں جسمیں زمانہ جاہلیت سے لے کر آج تک اُن کی شاعری کی حقیقت لکھی جائے گی اور عربی فارسی اور اُردو تین زبانوں کی شاعری پر بحث کی جائے گی۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ اردو کی شاعری جو نہایت خراب اور مضر ہوگئی ہے اُس کی اصلاح کے طریقے بتائے جائیں اور یہ ظاہر کیا جائے کہ شاعری اگر عمدہ اصول پر مبنی ہو تو کس قدر قوم اور وطن کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اس نیاز نامہ کا جواب جلد مرحمت ہو۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین از دہلی۔ ۹ جنوری ۱۸۹۲ء

خط بنام شیخ محمد صدیق اکبر صاحب عثمانی

۱۴۰۔ برخوردار اقبال نشان طال عمرہٗ۔ بعد دعا و سلام کے خلاصۂ مدعا یہ ہے کہ حافظ صاحب کی وفات کا حال سنکر بے انتہا رنج

اور افسوس لاحق حال ہوا ہے جسکی شرح کسی طرح نہیں ہو سکتی یہ رنج شاید تم کو کہ تم اُن کے جزو بدن ہو اوروں کی نسبت کسی قدر زیادہ ہوا ہوگا لیکن سچ یہ ہے کہ ان کی وفات تمام قصبہ کے مسلمانوں کے لیے ایک سخت ماتم ہے۔ میں نے اپنے وطن میں ایسا قوم کا خیرخواہ اور جاں نثار کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ ہموطنوں کی حاجت روائی میں اپنے ذاتی کاموں سے زیادہ کوشش کرتے تھے اور ہر ایک کے رنج و راحت میں شریک ہونا ان کی ذاتی خاصیت تھی۔ مدرسہ کے قائم کرنے اور قائم رکھنے میں جو کوششیں اُنھوں نے کی ہیں وہ ہمیشہ اہل وطن کو یاد رہیں گی۔ حقیقت میں ایسے باپ کا اولاد کے سر پر سے اُٹھ جانا نہایت تاسف کی بات ہے مگر وہ حقیقت میں مرے نہیں ہیں اُن کے کام اُن کو ہزاروں برس تک زندہ رکھیں گے ؎

نیاید بہ گیتی کسے کو بماند
مگر آں کزو نام نیکو بماند

مجھے امید ہے کہ جیسے تمھارے مرحوم باپ مستقل مزاج اور بردبار اور متحمل تھے تم بھی انھیں صفات کے ساتھ متصف ہوگے پس نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس مصیبت کو برداشت کرنا چاہیے۔ اور اپنے والد مرحوم کا نمونہ بن کر لوگوں کو دکھا دیجئے کہ الولد سرٌ لابیہ۔

نواب سعید الدین احمد خاں بہادر کے نام کا خط اس تحریر کیساتھ بھیجا جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو خود کرنال لے کر جائیے اور ضرور انکی آسامی حاصل کرنے کیلئے کوشش کرنی چاہیے۔ زیادہ دعا

راقم الطاف حسین عفی عنہ از دہلی (۹ فروری ۱۸۸۳ء)

خط بنام مولوی محمد راغب اللہ صاحب

۱۴۱ - جناب مولویصاحب جامع فضائل وکمالات زاد مجدہم -

السلام فاتحۃ الکلام ! حافظ سید اکبر مرحوم کی وفات کا حال سنکر جو رنج وافسوس ہوا ہے اُس کا بیان نہیں ہوسکتا - اُن کا مرنا قصبہ کے مسلمانوںکی بدقسمتی کی دلیل ہے اُن کے محامد و اوصاف لکھنے کے لیے ایک دفتر چاہیئے مدرسہ کا قائم رہنا اب مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر آپ کی کوشش سے قصبہ کے چند لائق آدمیوں کی ایک انجمن منعقد ہوجائے تو سردست مناسب معلوم ہوتا ہے - اِس انجمن کا نام انجمن منتظم مدرسہ اسلامیہ پانی پت رکھنا چاہیئے اور اسمیں سے چند ایسے ممبر منتخب کرنے چاہئیں جو ہمیشہ بروقتِ ضرورت فراہم اور مجتمع ہوسکیں - بالفعل اُن کا بڑا کام یہ ہوگا کہ ایک درخواست جسکا مسودہ جناب بھائیصاحب و قبلہ خواجہ امداد حسین صاحب لکھدیں گے تیار کریں اور اسکو مسلمان ریاستوں میں جیسے رام پور - بھاولپور - چھتاری - مالیرکوٹلہ - ٹونک - بھوپال وغیرہ وغیرہ بھیجنا چاہیئے - اس میں مدرسہ کی کیفیت ہشت سالہ مختصر طور پر اور یہ کہ جو شخص اس کا بانی اور حامی اور معین و مددگار تھا اُسکا اِنتقال ہوگیا اور اب اُس کا تھمنا بغیر اعانت رؤسائے اہلِ اسلام کے دشوار ہے درج ہونا چاہیئے اور ماہواری امداد کی درخواست کرنی چاہیئے اور درخواست کے ہر قطعہ کے ذیل میں پانسو چار سو آدمیوں کے دستخط کرانے چاہئیں اور رجسٹری کراکر ہر ایک جگہ بھیجنا چاہیئے -

اگر کوئی کام میرے لائق ہو تو مجھے لکھیے - اگر درخواست بھائیصاحب
نہ لکھیں تو وہ کیفیت جو حافظ صاحب مرحوم نے ابھی چھپوائی تھی اسکی
ایک جلد یہاں بھیجدیجئے درخواست کا مسودہ میں لکھ کر بھیجدوں گا -
اور ایک ورق پر برخوردار محمد صدیق اکبر طالعہٗ کے نام ایک تعزیت
نامہ بھیجا جاتا ہے اسکو ان کے پاس بھیجدیجئے گا اور نیز نواب
احمد سعید خانصاحب کے نام کا ایک خط بھی بھیجا جاتا ہے - اُس کو
محمد صدیق خود لے کر کرنال جائیں - والسلام خیر ختام
الطاف حسین از دہلی - ۹ر فروری ۱۸۸۳ء

خط بنام نواب میر ضامن علیصاحب ذیلدار سونی پت

۱۴۲ - جناب میر صاحب مخدوم و مکرم دام مجدہم! الحمد للہ کہ بتاریخ
۱۶ و ۱۷ و ۱۸ ار ذی الحجہ اور ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ر مارچ برخوردار سجاد حسین
طالعہٗ کی دختر کی شادی قرار پائی ہے - آپ کی خدمت میں اپنی طرف سے
اور نیز اہلیہ سجاد حسین کی طرف سے التماس کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تاریخوں
میں مع صاحبزادگان کے یہاں قدم رنجہ فرما کر شادی میں شریک ہوں
اور ہم سب کو ممنون و مسرور فرماویں - زیادہ نیاز
خاکسار الطاف حسین عفی عنہ از پانی پت - ۹ر مارچ ۱۹۰۲ء

خطوط بنام خواجہ محب علی صاحب

۱۴۳ - برخوردار سعادت اطوار طال عمرہٗ - بعد دعا کے مدعا یہ ہے
کہ تمہارے دو خط متواتر پہنچے - جواب لکھنے میں اس سبب سے دیر
ہوئی کہ خانگی مکروہات کے سبب اور نیز ملنے جلنے والوں کی آمد و رفت
کیوجہ سے اطمینان کے ساتھ بیٹھنا بہت کم میسر آتا ہے - جو کارڈ تمہارا
پرسوں آیا ہے اس سے خیر و عافیت معلوم کر کے شکر الٰہی ادا کیا -
میں نے سنا ہے کہ جس اسامی پر تم پہلے مقرر کیے گئے تھے اب اسکی
منظوری آگئی ہے اور اسمیں تنخواہ بھی زیادہ ہے اور سفر خرچ علاوہ
ہے - مگر پولیٹکل معاملات بہت نازک ہوتے ہیں اور تم ناتجربہ کار ہو
اور آجکل پولیٹکل مطلع اور بھی زیادہ غبار آلود ہے اس واسطے یہی
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس اسامی پر تم آجکل کام کرتے ہو نہایت
استقلال اور اطمینان کے ساتھ وہیں کام کیے جاؤ اور ادھر ادھر
آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو - میں خیال کرتا ہوں کہ برخوردار تصدق حسین
کی رائے بھی یہی ہوگی جو میں لکھتا ہوں - ہاں اگر ان کی رائے پہلی
اسامی پر جانے کی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ وہ وہاں کی معاملات سے
خوب واقف ہیں - غالباً اب بھی تم پولیٹکل صیغہ میں کلرک شپ کا کام
کرتے ہو - یہ کام بھی بڑا ذمہ داری کا ہے - چاہیے کہ دفتر کی کوئی
بات جو کہ خفیہ شکل ہو کبھی زبان پر نہ آئے اور اپنے فرائض کو نہایت
تندہی اور سرگرمی سے انجام دیا کرو اور کام سیکھنے اور لیاقت بڑھانے میں

حد سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ترقی اسکے بغیر ناممکن ہے۔ اسوقت
حسن اتفاق سے دونو بھائی ایک جگہ جمع ہو۔ بھائی کی موجودگی میں
تم دفتر کے کام اور ہر قسم کی واقفیت اور لیاقت میں بے انتہا ترقی
کر سکتے ہو اور چند روز میں ایسے بن سکتے ہو کہ پھر کسی کے بتانے
کی ضرورت نہ رہے۔ ممکن ہے کہ بھائی کی بدلی کسی اور ضلع کی
ہوجائے۔ اگر ایسا اتفاق ہوا اور تم نے سررشتہ کے کام سے خوب
واقفیت پیدا نہ کرلی تو پھر ایک ایک گھڑی کاٹنی مشکل ہوجائے گی
حضرت عیسیٰ کا قول ہے کہ سب اپنے اپنے واسطے ہیں اور خدا
سب کے واسطے ہے۔ پس ہمیشہ صرف اپنے دست وبازو پر
بھروسا رکھنا چاہیئے اور اپنے سوا صرف ایک خدا سے مدد مانگنی
چاہیئے اور بھائی کے پاس ہونے کو نہایت غنیمت جاننا چاہیئے۔
نہ اس ارادہ سے کہ ہمیشہ اُن کے ساتھ ساتھ پھرو بلکہ اس خیال سے
کہ اُن سے جلد جلد کام سیکھ کر ہمیشہ کے لیے انکی امداد سے مستغنی
ہوجاؤ۔ جب تک آدمی اپنے سرکاری کام سے خوب واقف نہ ہوجائے
اسکو تمام غیر ضروری کام ترک کردینے چاہئیں۔ یار دوستوں سے
بہت ہی کم ملنا چاہیئے۔ کسی کے مکان پر بغیر اشد ضرورت کے نہیں
جانا چاہیئے۔ جو لوگ تمھارے مکان پر بھائی سے ملنے آتے ہیں اُنسے
صاحب سلامت کرلی اور اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ ہر پیشہ میں
خواہ وہ پیشہ نوکری ہو یا تجارت یا زراعت یا دستکاری۔ ضرور
ہے کہ انسان اُس کے فرائض نہایت سرگرمی سے ادا کرے ورنہ
اُس میں کامیابی ہونی ناممکن ہے۔ فقط

گھر پر بعنایتِ الٰہی خیریت ہے۔ برخوردار تصدق حسین
طال عمرہم کو بہت بہت دعا پہنچے۔ ابھی تک ان کا خط دیرہ سے
نہیں آیا۔ سب کی آنکھیں اسیطرف لگی ہوئی ہیں۔ حصار سے جو مجھے
خط بھیجا تھا وہ پہنچ گیا۔ کل برخوردار عبدالعلی طال عمرہ کا خط بھی
آیا تھا بخیریت ہیں۔ زیادہ دعا۔

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ پانی پت۔ ۱۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء

۱۴۴۔ کل تمہارا کارڈ اور ملفوف خط پہنچا۔ میں اب بعنایتِ
الٰہی اچھا ہوں مگر کام کچھ نہیں کر سکتا۔ کچھ گرمی کی شدت سے اور
کچھ ضعف کیوجہ سے۔ یکم محرم سے والدۂ احمد حسین طال عمرہ ہمارے
ہاں آئی ہوئی ہیں۔ بچے بخیریت ہیں۔ شاید آج یا کل گھر جائیں گی۔
رام پور سے بہت مدت سے خط نہیں آیا .... گلبرگہ سے مع الخیر
واپس آگئی ہے۔ سبطین تھرڈ ایر کلاس میں داخل ہونیکو علی گڈھ
گئے ہیں۔ فرزند علی کا سالانہ امتحان جولائی میں ہوگا پھر تین مہینے کی
تعطیل ہوگی آجکل اسکو سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ یہاں سب عزیز
بخیریت ہیں۔ حامد علی مع قبائل کے آگئے ہیں۔ عشرۂ محرم یہیں کرکے
پھر تنہا واپس جائیں گے۔ بھائی کو بہت بہت دعا کہدینا۔ ان کی
تبدیلی کے لیے سب دست بدعا ہیں۔ زیادہ دعا۔

الطاف حسین از پانی پت۔ ۱۵ر مئی ۱۸۹۹ء

۱۴۵۔ مجھے خیال تھا کہ تمہارے خط کا جواب لکھ چکا ہوں مگر آج
خطوں کے مٹھے میں تمہارا خط ملا چونکہ میں جواب لکھنے کے بعد سب
خطوط چاک کر ڈالتا ہوں اس لیے تمہارا خط دیکھ کر معلوم ہوا کہ ابھی

جانیوالے ہیں - برخوردار تصدق حسین پھر حصار میں آ گئے ہیں تمہاری والدہ صاحبہ بفضلہ تعالیٰ اب اچھی ہیں - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۱۷ فروری ۱۹۰۰ء

۱۴۷ - برخوردار طالعمرہٗ - تمہارا خط پہنچا خیر و عافیت دریافت کر کے شکر الٰہی ادا کیا گیا - تمہاری چچی اور میں اب بالکل اچھے ہیں جیسے کہ بڑھاپے میں اچھے رہ سکتے ہیں - بھائی صاحب و قبلہ کو معدہ کی شکایت رہنے لگی ہے - اگر رخصت ملنا ممکن ہو تو ضرور درخواست کرنی چاہیئے ورنہ پھر گرمی زیادہ ہو جائے گی - مدت سے تم نے یہاں کا محرم نہیں کیا - برخوردار تصدق حسین بکرید کو انشاء اللہ دو ایک دن کو آویں گے - سجاد حسین نے بھی بشرطِ اجازت دو چار دن کے لیے آنےکو لکھا ہے - عبد العلی کا آج ہی بہت دن کے بعد خط آیا ہے وہ بہت متردد ہیں کیونکہ وہاں کے حالات اچھے نہیں ہیں - محمود طالعمرہ بہت بیمار ہو گیا تھا مگر اب اچھا ہے باقی ہر طرح خیریت ہے - میں نے دس پندرہ دن سے پھر لائف لکھنی شروع کی ہے اور کام جاری ہے دعا کرو کہ جلد ختم ہو جائے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۶ اپریل ۱۹۰۰ء

۱۴۸ - برخوردار طالعمرہٗ - تمہارا کارڈ بمدت دراز کے بعد پہنچا - بدریافت خیریت شکر الٰہی ادا کیا گیا - برخوردار عبد الولی کو پہلے کی نسبت اب کسیقدر افاقہ ہے مگر اس افاقہ کا کچھ اعتبار نہیں - برخوردار سجاد حسین کے گھر میں شاید تم نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا کہ ایک ایسی دوا معلوم ہوئی ہے کہ اس سے جانور مرغی وغیرہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ فوراً جڑ جاتی ہے

وہ کیا دوا ہے؟ اس کا نام اور اسکے لگانے کی ترکیب فوراً بواپسی ڈاک بھیجدو۔ برخوردار مذکور کے یہاں جو بڑا بکرا ہے اس کی اگلی بائیں ٹانگ کے سب سے اوپر کے جوڑ میں کسی بے رحم نے ایسا پتھر مارا ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اگر اس کے اچھا ہونے کی امید ہو تو بہت جلد اس دوا کا نام اور ترکیب لکھ بھیجو۔ خدا کا شکر ہے کہ لاہور میں خاطر خواہ بارش ہوگئی۔ یہاں اور سب طرح سے خیریت ہے۔ زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت۔ ۱۹ر اگست ۱۹۰۷ء

تمہاری بھاوج بہت بہت دعا کہتی ہیں اور ابّو آداب +

۱۴۹۔ تمہارا خط پہنچا جسکو پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور ہم سبکو تمہاری ترقی مبارک کرے۔ میں نہایت عدیم الفرصت ہوں کام بے انتہا ہے جو سمیٹا نہیں سمٹتا۔ اسی سبب سے تم کو اور برخوردار خواجہ تصدق حسین طالعمرہ کو بہت دن سے خط نہیں بھیج سکا تمہاری کتاب رکھی ہے جب غلام سبطین پانی پت چلے گئے تو یاد آیا کہ تم کو کتاب بھیجنی تھی۔ کتاب کے ڈاک میں بھیجنے میں پانچ آنے لگتے ہیں مثل مشہور ہے گنوار بھیلی دے اور گنّا نہ دے سو کتاب تو حاضر ہے مگر پانچ آنے محصول کے آپ کو دینے ہوں گے۔ میں اسکو ویلیو پے ایبل پارسل کے ذریعہ سے بمطالبہ پانچ آنہ روانہ کروونگا۔ اسی طرح سب دوستوں کو بھیجی گئی ہیں۔ زیادہ دعا۔ بھائی کو بہت بہت دعا

الطاف حسین از علیگڈھ مدرستہ العلوم - ۲۷ر جنوری ۱۹۰۸ء

۱۵۰۔ تمہارا کارڈ پہنچا خیر و عافیت دریافت کرکے شکر الٰہی بجالایا۔ مجھے دوران سر کی شکایت ہے یہاں پہلے یونانی علاج کیا

اب انگریزی دوا پیتا ہوں شاید مہینا دو مہینے دوا کا استعمال ہو تو کچھ فائدہ معلوم ہو - یہاں بارش مطلق نہیں ہوئی - اول اول دو تین روز ٹھنڈی ہوا چلی تھی - امید تھی کہ بارش شروع ہو جائے گی مگر پھر لوئیں چلنے لگیں - یہی حال پانی پت اور کرنال وغیرہ کا ہے - برخوردار سجاد حسین نے رخصت لی ہے - ۵ / ۶ جولائی کو پشاور سے روانہ ہونے کا ارادہ ہے - میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب پانی پت جاؤنگا برخوردار تصدق حسین تعطیل میں پانی پت گئے ہوئے ہیں غالباً پرسوں واپس آجائیں گے - ظاہراً پانی پت میں اب بیماری وبائی بالکل باقی نہیں رہی - میں گرمی کی شدت کے سبب بلاقی بیگم کے کوچہ میں نہیں ٹھہرا - اجمیری دروازہ عربی سکول میں ٹھہر رہا ہوں - یہاں مجھے لطیف احمد کے سبب سے بہت آرام ملا - برخوردار تصدق حسین نے پنکھے اور ٹٹی کا بھی انتظام کر دیا ہے - زیادہ دعا -

الطاف حسین عفی عنہ - ۲۸ / جون سنہ ۱۹۰۸ء

۱۵۱ - برخوردار سلمہم اللہ تعالیٰ - تمہارا کارڈ اسیوقت پہنچا خیر و عافیت دریافت کر کے خدا کا شکر ادا کیا - مجھے ہفتہ عشرہ سے خفیف حرارت اور تمام بدن میں درد کی شکایت تھی اور کھانسی کی شدت پہلے ہی سے بہت تھی مگر الحمد للہ کہ اب طبیعت درست ہوتی جاتی ہے - بارش کی یہاں بھی بہت کثرت ہے - تمہارے گھر میں اور تمام عشیرہ میں خیریت ہے - بھائی فیاض حسین صاحب اب بفضلہ تعالیٰ اچھے ہیں مگر کمزور حد سے زیادہ ہوگئے ہیں - لکڑی کے سہارے سے چلنے پھرنے لگے ہیں - سجاد حسین کی توسیع رخصت منظور

ہوگئی ہے لیکن وہ بھی دس گیارہ روز میں ختم ہونیوالی ہے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۳ اگست ۱۹۰۸ء

بھاوج کی طرف سے دعا اور عبدالولی کی طرف سے آداب +

۱۵۲ - برخوردار سلمہ اللہ تعالیٰ - مجھے آجکل دورانِ سر کی بہت شکایت ہے لکھنا پڑھنا بالکل چھوٹ گیا ہے - اسیوجہ سے آجتک تم کو تعزیت کا خط نہیں لکھ سکا - بھائی فیاض حسین مرحوم کے انتقال نے اور بھی کمر توڑ دی ہے - کل نو بجے دن کے انشاء اللہ تعالیٰ میرٹھ جانیکا ارادہ ہے - وہاں ایک بنگالی ڈاکٹر ترلوکی ناتھ بہت مشہور ہیں اُنسے علاج کرانا چاہتا ہوں - کم سے کم آٹھ دس روز وہاں رہنا ضرور پڑیگا حبیب طاہرہ کو بہت بہت پیار کرنا اور دعا کہنا -

الطاف حسین از پانی پت - ۱۶ دسمبر ۱۹۰۸ء

۱۵۳ - برخوردار طاہرہ - الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج علی الصباح تمہارے گھر میں مولود مسعود پیدا ہوا - تم کو اور ہم سب کو خدا مبارک کرے اور اسکو عمر طبیعی تک پہنچائے اور سب بزرگوں اور عزیزوں کی سلامتی میں اسکو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ کرے - تمہاری بھاوج اور سب عزیز بہت بہت مبارک کہتے ہیں -

الطاف حسین از پانی پت - ۲۰ جنوری ۱۹۰۹ء مطابق ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۶

۱۵۴ - برخوردار سلمہ اللہ تعالیٰ - تمہارا مسترت نامہ اسیوقت پہنچا میں پرسوں تمہارے مکان پر گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ بچہ اور زچہ دونو کو بخیریت پایا - والدہ حبیب طاہرہ کو دو تین دن معمولی درد کی جو اکثر بعد ولادت کے ہوا کرتا ہے تکلیف رہی تھی - ڈاکٹر محمد ساجد کی رائے سے

گرم پانی میں ٹب میں بٹھانے سے بالکل جاتی رہی - تمہاری بڑی اور چھوٹی سالیاں وہاں موجود ہیں اور چمن کی ماں کو تمہاری بھاوج نے خدمت کے واسطے وہاں مقرر کرا دیا ہے - تاریخی نام جو تم نے رکھا ہے (غیور علی) نہایت عمدہ ہے اور میں نے محبوب علی سے بہتر اور کوئی نام نہیں پایا اور سب نے پسند بھی کر لیا ہے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء

۱۵۵ - برخوردار طالعہٗ - تمہارا کارڈ اسیوقت پہنچا - تمہاری اور متعلقین اور بچوں کی خیریت دریافت کر کے خدا کا شکر ادا کیا - میری طرف سے سبکو بہت بہت دعا پہنچے - تمہارے مکانمیں اب تک کوئی کرایہ دار نہیں رکھا گیا - ایک اہلکار مع اپنی بیوی کے دو دن آ کر رہے پھر چلے گئے - برخوردار تصدق حسین رام پور سے آ کر تین چار دن یہاں ٹھیرے تھے - آج سنا ہے کوئٹہ کے ارادہ سے دہلی روانہ ہوئے ہیں وہاں سے اور ساتھیوں کے ہمراہ بھٹنڈا الیس سے روانہ ہوں گے - بارش تمہاری روانگی کے وقت سے برابر جاری ہے - کل اور آج کھلی رہی ہے تم اپنی اور متعلقین کی خیریت سے جلد جلد مطلع کرتے رہو - سنا ہے کہ برخوردار غلام الثقلین پھر حسب الطلب سندھ کو گئے ہیں - اُن کے گھر کے لوگ غالباً آئندہ منگل کو حقی کے ہمراہ میرٹھ روانہ ہوں گے - یہاں سب عزیز بخیریت ہیں - تمہاری بھاوج دعا اور عبد الولی آداب کہتے ہیں - سرکارِ علامہ کی خدمت میں بہت بہت تسلیم و نیاز عرض کر دینا -

زیادہ دعا -

الطاف حسین از پانی پت - ۱۰ ستمبر سنہ ۹ء

خط بنام خواجہ غلام عباس صاحب مرحوم

۱۵۶- برادرم مکرم سلامت! بعد سلام مسنون تمنا مشحون کے مدعا یہ ہے کہ جناب ہمشیرہ صاحبہ کی طرف سے آپ کا خط پہنچا۔ اُسی روز جناب بھاوج صاحبہ کا بھی خط پانی پت سے آیا تھا۔ بات یہ ہے کہ جو غلطی مجھ سے ہو گئی تھی میرا فرض تھا کہ اس سے آپ کو اور ہمشیرہ صاحبہ اور بھاوج صاحبہ کو اور تحصیلدار صاحب کو مطلع کردوں سو میں نے سب کو مطلع کر دیا ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ اپنے اپنے واجبی حق طلب کرنے کا سب کو اختیار ہے۔ میں اس معاملہ میں دخل دینے سے ڈرتا ہوں کیونکہ مجھے ہرگز یہ منظور نہیں ہے کہ ہمشیرہ صاحبہ یا بھاوج صاحبہ کو ناراض کروں اور اس معاملہ میں دخل دینے سے کسی نہ کسی کی ناراضی ضرور متصور ہے۔ رہی یہ بات کہ میرے دخل نہ دینے سے کیا حرج ہوگا سو مجھے ہر ا کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ اپنے اپنے حق کا ہر کوئی مطالبہ کر سکتا ہے۔ البتہ میں دونو صاحبوں کی خدمت میں دست بستہ یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو کوئی جھگڑے قصے کی ایسی صورت پیدا نہ ہو جو ہمارے خاندان کے طریقہ کے برخلاف ہے ہر ایک بات کا تصفیہ آپس میں ہو جائے تو بہتر ہے۔ خدانخواستہ عدالت یا پنچایت کی نوبت نہ پہنچے۔ ہمشیرہ صاحبہ کے حق سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اور کاغذ پٹواری میں بغیر ان کی مرضی کے کسی کا نام درج نہیں ہو سکتا۔ پس ان کو خاموش رہنا چاہیئے اور گفتگو یا بات چیت میں

سختی نہ برتنی چاہیئے اور کوئی بات ایسی منہ سے نہ نکالنی چاہیئے جس سے لوگوں کو طعنہ زنی اور ہنسنے کا موقع ملے۔ میں نے آج ہی بھاوج صاحبہ کے خط کا بھی جواب لکھا ہے اور ان کو بھی جہاں تک مناسب سمجھا ہے اچھی طرح سمجھایا ہے۔ دیکھیئے وہ میری تحریر پر کچھ لحاظ فرماتے ہیں یا نہیں؟ ہمشیرہ صاحبہ جو جہلم میں وہاں تشریف لے جائیں تو جہاں تک ہوسکے خاموشی اختیار کریں اور کوئی واجبی یا ناواجبی دعوی بلا ضرورت زبان پر نہ لائیں اور اگر ایسی ہی سخت مجبوری ہو تو بہت نرمی اور ملائمت سے گفتگو کریں آئندہ ان کو اختیار ہے۔ میں اُن کا اور بھاوج کا دونو کا تابعدار ہوں وہ جو کچھ کہیں گی سو کروں گا مگر ایک فریق کی خاطر دوسرے فریق کے برخلاف کام کرنا مجھ سے ہرگز نہ ہوسکیگا۔ برخوردار غلام الثقلین طال عمرہ کا امتحان اپریل کے شروع میں ہوگا۔ آپ مارچ کے اخیر میں آجائیے گا۔ دونو برخوردار بعنایتِ الٰہی تندرست ہیں مگر اب کے سال دونو نے ایسی سخت محنتیں کی ہیں کہ نہایت دبلے ہوگئے ہیں۔ ہر چند اُن سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان حلوائی کے ہاں دودھ مقرر کرلو ایک نہیں مانتے خیر خدا ان کا حافظ و نگہبان ہے۔ مولوی عبد السلام صاحب سے کہکر پچاس روپے دوکان سے وصول کرکے برخورداری ...... کو دیدیجیئے اُسمیں جسقدر کوشش ہوسکے جلدی وصول کرلیجیئے کیونکہ وہاں خرچ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور یہاں خرچ بھیجنے کو ایک پیسا نہیں ہے بھائی خواجہ فضل احمد صاحب کو بھی لکھا ہے۔ آپ اور وہ دونو صاحب ازراہِ عنایت اُن سے روپیہ وصول کرلیں۔ زیادہ خیریت۔ برخورداری ...... طالعمرہا اور اُنکے بچوں کو دعا پہنچے۔ الطاف حسین از دہلی۔ ۱۰ مارچ ۱۸۹۶ء

خطوط بنام خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم

۱۵۷- برخوردار سعادت آثار خواجہ غلام الثقلین طالعمرہٗ۔ بعد دعا کے مدعا یہ ہے کہ تمہارا خط پہنچا۔ مدرسہ کے باب میں جو کچھ تم نے لکھا تھا وہ سب میں نے بڑی توجہ سے پڑھا۔ بک صاحب کو جدید ترمیمات کی رُو سے اسکے سوا کوئی زائد حق نہیں دیا گیا کہ جب تک دو ثلث ٹرسٹی متفق اللفظ انکی علیحدگی نہ چاہیں گے وہ رجسٹراری سے علیحدہ نہیں ہو سکتے مگر وہ صرف دو برس کے لیے رجسٹرار مقرر کیے گئے ہیں۔ اس میعاد کے بعد ٹرسٹیوں کو اختیار ہے کہ وہ ان کو دوبارہ رجسٹراری کے لیے منتخب کریں یا نہ کریں۔ لیکن جب ٹرسٹی اپنے جائز اختیارات کو کام میں لانے کی لیاقت ہی نہ رکھتے ہوں تو اس کا کیا علاج؟ سکرٹری کے اختیارات خود سکرٹری کی رائے سے محدود کیے گئے ہیں۔ باوجود ان محدود اختیارات کے محسن الملک کے سکرٹری ہونے پر جسقدر مخالفت ہوئی ہے وہ غالباً تم نے سُنی ہوگی۔ پس اگر سکرٹری کے اختیارات کو اس سے زیادہ وسعت دیجاتی تو معلوم نہیں کیا آفت برپا ہوتی۔

برخوردار غلام السبطین طالعمرہ کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارے نتیجہ امتحان کی طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں امید ہے کہ عنقریب رزلٹ نکلنے والا ہوگا۔ اگر اطلاع پہلے تم کو ملے تو تم مجھے مطلع کرنا اور اگر مجھے پہلے اطلاع ملیگی تو انشاءاللہ میں تم کو مطلع کرونگا۔ تم اپنی بھابھی کو تاکید کردینا کہ مالٹ کوڈ لور آئل کا وہاں ضرور استعمال رکھیں اور کم سے کم

ایک دفعہ صبح کو چائے ضرور پیا کریں اور اگر وہاں کی آب وہوا اجازت دے تو دودھ کا استعمال ہمیشہ رکھیں اور کم از کم اتنا تو ضرور ہونا چاہیئے کہ دو نو وقت دودھ کے ساتھ کوڈ لور آئل کا استعمال کریں - یہاں بفضلہ تعالیٰ سب عزیز بخیریت ہیں .... زیادہ دعا

الطاف حسین عفی عنہ - پانی پت - ۲۳ فروری ۱۸۹۹ء

۱۵۸ - یہاں آجکل بخار مع زکام اور کھانسی کے اکثر ہوتا ہے جسکو ڈاکٹر انفلوئنزا کہتے ہیں - میں اور بھائی میر فیاض حسین اور اُن کی ہمشیر اسی مرض میں مبتلا ہیں - مجھے کل ساتویں دن فی الجملہ افاقہ ہوا ہے مگر ضعف بہت ہو گیا ہے صرف برخورداری کی نگرانی اور انتظار کے خیال سے یہ کارڈ لکھا ہے - مفصل جواب اُن کے خط کا دو چار دن کے بعد لکھونگا باقی خیریت ہے - بھائی کو اور گھر میں بہت بہت دعا کہدینا - کتاب مل گئی ہے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۱۷ اپریل ۹۹ء

خطوط بنام خواجہ غلام الثقلین صاحب

۱۵۹ - برخوردار طاہرہ - الحمدللہ کہ میں بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں بڑھاپے کی شکایتوں کے سوا کوئی نئی شکایت نہیں ہے - بمبئی کے اجلاس کانفرنس میں اول تو ہم لوگوں کا پہنچنا مشکل ہے اور جو پہنچ بھی تو نظم کا لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے - اگر بفرض محال نظم لکھی بھی تو جو مضمون تم نے بتایا ہے وہ نظم میں لکھنے کے قابل نہیں ہے بلکہ کسی اسپیچ یا لکچر میں کوئی لائق اسپیکر یا لکچرار اس مضمون کو اچھی طرح ادا

کر سکتا ہے۔ میں اگر بڑے دن کی تاریخوں میں اچھا رہا تو بمبئی آنے کے لیے کوشش ضرور کرونگا اور جہاں تک ممکن ہوگا نظم لکھنے کیلئے بھی ہاتھ پاؤں ضرور مارونگا۔ لیکن عمدہ نظم کا سرانجام ہونا کوئی اختیاری بات نہیں ہے اور معمولی نظم کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ ہربرٹ سپنسر کی کتاب کے ترجمہ کے متعلق مجھے سب اطلاعیں مل چکی ہیں بے شک تم سے بہتر کوئی ترجمہ اُس کا نہیں کر سکتا۔ زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت (۲۸ ستمبر ۱۹۰۳ء)

۱۶۰- برخوردار سعادت اطوار سلمہم اللہ تعالیٰ! کل ایک صندوق محمولہ کتب وزنی یک من ۹ ثار بصیغہ بیرنگ تمہارے نام مال گاڑی میں روانہ کیا گیا ہے اُس کی بلٹی اِس پرچہ کے ساتھ احتیاطاً بیرنگ روانہ کی جاتی ہے۔ اِس صندوق میں دائرۃ المعارف کی کل مطبوعات کی ایک ایک جلد ہے جو کہ ملا محمد عبدالقیوم صاحب سکرٹری دائرۃ المعارف نے پبلک لائبریری پانی پت کے لیے دی ہیں اور جنکی کل تعداد ۵۹ ہے اُن کا محصول جیساکہ بلٹی میں درج ہے ۱۲ ہے یہ میموریل فنڈ سے ادا کیا جائیگا اور ایک آنہ محصول خط کا بھی اسی فنڈ سے ادا کرنا چاہیئے

میں انشاء اللہ المستعان ۲۳ یا ۲۴ مئی سنہ حال کو یہاں سے روانہ ہوں گا۔ میں نے موتھ سے دریافت کیا تھا کہ برخورداری .... پانی پت ہمارے ساتھ چلیگی یا نہیں؟ وہاں سے سید حسین صاحب کا جو خط آیا ہے اُس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اُن کو اُسکے بھیجنے میں تامل ہے۔ بہر حال میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن کے لیے جھانسی سے موتھ جاؤں گا۔ اگر .... کا آنا ٹھیرا تو اسکو اپنے ساتھ لاؤں گا

مگر چونکہ نواب محسن الملک نے سخت تقاضا لکھا ہے کہ میرے سے
مل کر جانا اس لیے کم از کم ایک دن علیگڈھ ٹھیرنا ہوگا اور اس صورتمیں
برخورداری کو اخلاق حسین کے ہمراہ روانہ پانی پت کروں گا اور
روانگی سے پہلے تم کو بذریعہ تار کے اطلاع دونگا کہ فلاں وقت ہم
پانی پت میں پہنچیں گے تاکہ تم وہاں سواری وغیرہ کا انتظام کر رکھو۔
غالباً گاڑی وہاں رات کو پہنچے گی۔ برخورداری ...... سیدین طالعمرہم
اور نیز برخورداری ...... اور حبیب اور ...... طالعمرہم کو بہت بہت
دعا کہدینا اور اپنی والدہ سے میرے آنے کا حال کہدینا۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ
اُن کے واسطے ایک دوا اپنے ساتھ لاؤں گا۔ خدا کرے کہ اُن کو
اس سے فائدہ ہو اور میری طرف سے بہت بہت دعا کہدینا۔ زیادہ دعا
الطاف حسین عفی عنہ از حیدرآباد دکن نظام کلب۔ ۱۸ مئی ۱۹۰۶ء

خط بنام صاحبزادگان خواجہ غلام عباس مرحوم

۱۶۲۔ برخورداران خواجہ غلام الحسنین و غلام الثقلین و غلام السبطین
طال عمرہم! برخوردار غلام الثقلین کے کارڈ مورخہ ۱۰ جنوری سے جو
اسی وقت یہاں پہنچا ہے عزیزی خواجہ غلام عباس مرحوم کی وفات کا
حال دفعتہً معلوم ہونے سے اس دور دراز مقام پر جو صدمہ میرے
اور اخلاق حسین کے دل پر گذرا ہے اس کا اندازہ شاید تم نہ کرسکو
اب سے پہلے پانی پت اور پٹیالہ کے کئی خطوں سے یہ دریافت کرکے
اطمینان ہوا تھا کہ اب اُن کا مزاج اچھا ہے۔ ایسی حالت میں اس
ہوشربا خبر کا پہنچنا ظاہر ہے کہ کسقدر حیرت اور پریشانی کا باعث

ہو سکتا ہے - اس حادثہ سے تمہارے تمام خاندان کو جو صدمہ پہنچا ہے
اس کو گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں خصوصاً تمہاری والدہ کیطرف سے
جنکی زندگی پہلے ہی سے خطرے میں چلی آتی ہے نہایت فکرمند اور پریشان
ہوں - بہرحال سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے - تم تینوں صاحبوں کو
بجائے اسکے کہ اس واقعۂ جانکاہ پر جزع و فزع کو کام فرماؤ اپنی ذمہ داریوں
پر غور کرنا لازم ہے جو والد کی وفات سے تم پر عائد ہوئی ہیں - انہوں نے
اپنی زندگی میں خانگی معاملات کا بوجھ تم پر بہت ہی کم ڈالا تھا - اب وہ
سارا بوجھ تم پر پڑگیا ہے اور تمہیں اسکے اٹھانے والے ہو - امید ہے کہ
تم بہ اتفاق ہمدگر اس بھاری بوجھ کو بطوع و رغبت اٹھاؤ گے اور جسطرح
علمی زندگی میں تم نے حسنِ قبول کا درجہ حاصل کیا ہے اسی طرح خانگی زندگی
میں قبولیت کا مرتبہ حاصل کروگے - میری طرف سے اول اپنی والدہ اور
برخورداری .... کو تسلی اور دلاسا دینا اور کہنا کہ جو غلام عباس مرگئے ہیں
مگر خدا زندہ ہے - برخورداری ...... اور ...... سے بعد دعا کے کہنا کہ تم
بہرحال یہاں صبر کرنا چاہیے اور خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ تم کو اس نے ایسے
بھائی دیئے جو محبت اور شفقت میں کسی طرح باپ سے کم نہیں ہیں
سب کے بعد ...... کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارے خالو کو
جو محبت کہ باپ سے بھی بڑھ کر تمہارے ساتھ تھی اور جو خیال اور لحاظ
تمہارا وہ ہر ایک بات میں کرتے تھے وہ مجھ کو خوب معلوم ہے اور میں
جانتا ہوں کہ اس حادثہ سے جو صدمہ تمہارے دل پر پہنچا ہے وہ انکی
حقیقی اولاد سے کم نہ ہوگا مگر میری جان! دنیا میں سوائے رنج اور غم کے
اور کیا دھرا ہے - جناب امیرؒ فرماتے ہیں کہ لوگ دنیا میں [illegible]

ڈھونڈتے ہیں حالانکہ راحت دنیا میں پیدا ہی نہیں کی گئی" پس انسان کو
چاہیئے کہ ہمیشہ وہاں کا خیال رکھے جہاں ہمیشہ رہنا ہے .... سیدین
اور حبیب طالع ہم کو بہت بہت دعا پہنچے -
الطاف حسین عفی عنہ - حیدر آباد دکن - نظام کلب - ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

خطوط بنام پوتی مولانائے مرحوم

(اہلیہ خواجہ غلام الثقلین مرحوم)

۱۶۳ - برخورداری نور چشمی .... طالع ہا ! تمہارا خط عین
انتظار میں پہنچا - اُس کو پڑھ کر سب کا جی بے انتہا خوش ہوا - اور تمہاری
پھپی کی آنکھوں سے خوشی اور محبت کے جوش میں بے اختیار آنسو ٹپک
پڑے - تم نے اتنی دور جاکر اپنی محبت سب کے دل میں بہت بڑھادی
ہے - تمہاری دادی ہر وقت تمہاری صحت و سلامتی کی دعا کرتی رہتی
ہیں - تم مجھے صاف صاف لکھو کہ اُس ملک کی آب و ہوا کا تم اپنے اوپر
کیسا اثر پاتی ہو ؟ مجھے امید ہے کہ وہاں رہنے سے تمہاری صحت
اچھی ہو جائے گی - کیا اچھی بات ہو کہ تم وہاں سے ایسی موٹی تازی
ہو کے آؤ کہ یہاں تمہیں کوئی پہچان نہ سکے اور تم قسمیں کھا کھا کے یقین
دلاؤ کہ میں وہی .... ہوں - پرسوں احمد حسین کا ختنہ ہو گیا - تمہارے
چچا بھی اسی تقریب میں آئے تھے آج اپنی بہن کو ساتھ لیکر دلی روانہ
ہوئے ہیں - امید ہے کہ ...... اپنی بھابھی اور بھتیجیوں کو ساتھ لے کر
آویں گی .... کا ارادہ بہت جلد ڈیرہ غازیخاں جانے کا ہے اور

اُن کے جانے کے بعد یقین ہے کہ اخلاق حسین اپنے بیوی بچوں کو
لے کر یہاں آویں گے ۔ تمہاری اماں جان خدا کے فضل سے اچھی ہیں
اور تمہیں ہر وقت یاد کرتی ہیں ۔ مجھے فرصت بہت کم ہوتی ہے اِس
سبب سے وہاں ہمیشہ نہیں جا سکتا کبھی کبھی جاتا رہتا ہوں ۔ تمہیں
خط بھی اِس سبب سے جلدی جلدی نہیں لکھ سکتا .... نے تمہارا پتا
دریافت کیا تھا ۔ میں نے اس کو لکھ بھیجا ہے اُمید ہے کہ اُس کا خط بھی
تمہارے پاس ضرور پہنچیگا ۔ ایک خط بھائی فیاض حسین کے مکان کے
پتے سے دادی بہو کے نام بھی بھیجنا اور اسمیں یہ لکھنا کہ مجھے چلتے وقت
آپ سے نہ ملنے کا نہایت افسوس ہے ۔ روانگی کے دن میرا ارادہ
آپ کے پاس آنے کا تھا مگر مجھے اتنی فرصت کسی نے نہ لینے دی
لو بیٹیا تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اِس خط کو ختم کرتا ہوں ۔ اب
پانچ سات دن بعد پھر خط لکھوں گا ۔ زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت ۔ ۱۲ شوال ۱۳۱۶ھ

تمہاری دادی کے سوا اِسوقت گھر میں کوئی نہیں ۔ تمہیں
بہت بہت دعا دیتی ہیں اور پیار کرتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں ۔

۱۶۴ ۔ برخورداری نورچشمی .... طال عمرہا ۔ بہت بہت دعا کے
بعد معلوم ہو کہ تمہارا مسرت نامہ عین انتظار میں پہنچا ۔ اسکو پڑھکر
تمہاری اور برخورداران کی خیر و عافیت معلوم ہونے سے اطمینان
ہوا ۔ مجھے آجکل بالکل فرصت نہیں ہے ۔ اِس سبب سے اگر خط پہنچنے میں
دو چار دن کی دیر ہو جایا کرے تو کچھ خیال نہ کیا کرو ۔ خدا کا شکر ہے کہ
میاں غلام عباس اور خواجہ فضل احمد نے حاکم کے کہنے سے پنچ مقرر

کر دیے ہیں۔ اب خدا کی ذات سے امید ہے کہ مارچ کے آخر تک فیصلہ ہو جائے گا۔

میرا جی بہت خوش ہوا کہ تم نے ہر ایک کام کے لیے الگ الگ وقت باندھ رکھے ہیں اور کسی وقت تم بیکار نہیں رہتیں۔ خدا تعالیٰ نے دین اور دنیا کی بھلائی اسی میں رکھی ہے کہ آدمی بیکار نہ رہے اور وقت کو عزیز سمجھے۔ جتنے گناہ بیکار آدمی دنیا میں کرتے ہیں اتنے کام کرنیوالے نہیں کرتے اور جتنے بیمار بیکار آدمی ہوتے ہیں اتنے کام والے نہیں ہوتے۔

ایک اور بات یاد رکھنی چاہیئے میں نے سنا ہے کہ اس ملک میں رات کو باہر اوس میں سونا بہت نقصان کرتا ہے اور پیچش کا مرض اس ملک میں بہت سخت ہوتا ہے اس واسطے چاول۔ کھچڑی خشکا۔ پلاؤ وہاں کے لوگ زیادہ کھاتے ہیں اور گیہوں کی روٹی کم کھاتے ہیں۔ یہ حال حیدرآباد کا سنا ہے۔ معلوم نہیں گلبرگہ کا کیا حال ہے؟ غرض کھانے پینے میں اس ملک کے دستور کے موافق احتیاط کرنی چاہیئے۔ لکھنے پڑھنے کا شغل بہت اچھا ہے مگر اس میں اتنی محنت بھی نہ کرنی چاہیئے جس سے صحت میں فرق آئے۔ اللہ دی کے گھر خیر و عافیت ہے اسکی بھاوج اور بھتیجیاں اور بھتیجا سب سلام کہتے ہیں۔ چھوٹی ہمارے ہاں رہتی ہے اور تم کو بہت بہت سلام کہتی ہے اور بی سٹرپا بھی دعا کہتی ہیں۔ تمھاری پھپھی ابھی دلی میں ہیں اور بھائی فیاض حسین انشاءاللہ پرسوں جمعرات کو دلی جائیں گے۔ شاید تمھاری پھپھی اور چچی ہمارے ساتھ آجائیں۔ ہم دو دن سے زیادہ

وہاں نہیں ٹھیریں گے - تمہاری دادی تم کو اکثر یاد کرتی ہیں اور دوسرے
تیسرے روز ہمیشہ پوچھ لیتی ہیں کہ کوئی خط وہاں سے آیا یا نہیں ؟
برخوردار غلام الثقلین اور غلام السبطین طالعمرہما کو بہت بہت دعا پہنچے
میاں سبطین سے یہ پوچھنا کہ ایک کتاب حکیم صادق علی نے کپورتھلہ
میں لکھی ہے جسکا نام "قولِ متین جواب امہات المومنین" ہے - وہ
کتاب میں نے منگوائی تھی اب نہیں ملتی - اگر وہ دیکھنے کو لیگئے ہوں
تو مجھے اطلاع دیں - زیادہ دعا

راقم الطاف حسین از پانی پت - ۷ مارچ ۱۸۹۹ء

تمہاری دادی دعا کہتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں -

۱۶۵ - برخورداری نورچشمی .... طالعمرہا - بعد دعا کے مدعا
یہ ہے کہ تمہارا خط عین انتظار میں پہنچا اُسکو پڑھ کر مجھے اور تمہاری
دادی اور پھپھی کو نہایت خوشی ہوئی - اللہ تعالیٰ تم سب کو بخیر وعافیت
رکھے - ابکے سال گرمی ایکبارگی ایسی سخت پڑنے لگی ہے کہ تمام
اخباروں میں غل پڑا ہوا ہے اور ہم کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ پانچ ہی
چار روز میں گرمی کی ایسی شدت ہوگئی کہ پہلے کبھی ایسی صورت یاد
نہیں پڑتی - تم ابکے جو خط لکھو اُس میں ضرور لکھنا کہ وہاں گرمی کا کیا
حال ہے ؟ اور مچھروں کی کیا صورت ہے ؟ اگر گرمی زیادہ ہوگی اور
مچھروں کی بھی کثرت ہوگی تو اندر رات کو سونا بہت مشکل ہوگا - میرے
نزدیک اگر ممکن ہو تو ضرور ایک دو مسہریاں بنا لینی چاہئیں - پھر باہر
سونے کا کچھ ڈر نہیں اور مچھروں سے بھی حفاظت رہے گی - نارو کی
بیماری بیشک اُس ملک میں بہت ہوتی ہے اور زیادہ تر یہ بیماری

خراب پانی سے پیدا ہوتی ہے - تم کو چاہیئے کہ برخوردار غلام السبطین
کی موجودگی ہیں کہ وہ بہت سگھڑ آدمی ہیں پانی کے فلٹر کرنے کا ضرور ضرور
انتظام کر لو - دو گھڑوں کے پینڈے میں باریک سوراخ کر لو اور انکو
خوب دھو کر اور صاف کر کے کچے سوت کی بتیاں اُن سوراخوں میں اُڑسدو
پھر تھوڑے سے کیکر کے کوئلے خوب کئی دفعہ دھو کر اور دریا کی ریت
خوب دھو کر ایک گھڑے میں ڈالدو اور اُس کے اوپر دوسرا گھڑا خالی
رکھو اور ایک عمدہ کورا گھڑا بغیر سوراخ کا ان دونوں کے نیچے رکھو
سقا اوپر کے خالی گھڑے میں پانی بھرے - اُس میں سے ٹپک ٹپک کر
بیچ کے گھڑے میں اور اُس میں سے نیچے کے گھڑے میں پانی جمع ہو گا
اُس میں سے پانی پینا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ ایک مہینے بعد کوئلے
اور ریت اور بتیاں بدل دینی چاہئیں اور نیچے کا گھڑا بھی جب روڑا
ہو جائے بدلدیا کرو - سب سے عمدہ ترکیب پانی صاف کرنے کی یہ ہے
اور ولایت سے جو فلٹر بنے ہوئے آتے ہیں وہ اول تو مہنگے آتے ہیں
اور پھر جلدی خراب ہو جاتے ہیں - برخوردار غلام الثقلین اور غلام السبطین
طالعمرہما کو بہت بہت دعا پہنچے - پنچوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا
مگر خدا سے امید ہے کہ جلدی فیصلہ ہو جائیگا - باقی خیریت ہے -
اللہ دی سے کہدینا کہ اس کے گھر خیر و عافیت ہے - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۲۷ / مارچ ۹۹ء

تمہاری دادی اور پھپھی بہت بہت دعا کہتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں +

۱۶۶ - برخورداری نور چشمی .... طالعمرہا - بہت بہت دعا کے بعد
معلوم ہو تمہارا کارڈ کل عین انتظار کی حالت میں پہنچا - ہم اب اچھے ہیں

تمہاری دادی تم کو بہت بہت دعا کہتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں۔ تمہاری پھپھی بھی دعا اور پیار کہتی ہیں اور سب عزیز تمہاری خیریت کے طالب ہیں۔ مجھے اور بھائی فیاض حسین کو اب بخار تو نہیں ہے مگر زکام اور ناک کا بہنا اور حلق سے بلغم کا نکلنا۔ آواز کا بھاری ہونا خوشبو اور بدبو کا نہ آنا ابھی تک باقی ہے لیکن روز بروز کمی ہوتی جاتی ہے۔ پرلی طرف بہت دنوں سے جانا نہیں ہوا۔ پنچوں نے فیصلہ تو لکھ لیا ہے مگر آجکل جج کرنال میں نہیں ہیں۔ اس سبب سے اپنا فیصلہ عدالت میں داخل نہیں کیا اور اس سبب سے کچھ معلوم نہیں کہ انہوں نے فیصلے میں کیا لکھا ہے؟ تم اپنی خیر و عافیت سے جلد جلد مطلع کرتی رہو۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ذرا طبیعت درست ہو جائے تو جلد جلد خط بھیجا کروں گا۔ تمہاری چچی خدا نے چاہا تو ۲۴ ذی الحجہ کو دلی سے یہاں آجائیں گی۔ ۱۹ ذی الحجہ کو منشی ذکاء اللہ صاحب کے چھوٹے بیٹے کی شادی ہے اس سبب سے اُن کو آنے نہیں دیا۔ ورنہ شاید وہ پہلے ہی چلی آتیں۔ برخوردار اخلاق حسین طالعمرہٗ کا ارادہ بہت جلد گھر کے لوگوں کو یہاں پہنچانے کا ہے صرف تمہارے پانی پت میں نہ ہونے سے اُن کو پس و پیش ہے اور دوسرے مکان خالی نہیں بہرحال انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آویں گے۔ برخوردار غلام الثقلین طالعمرہٗ غالباً حیدرآباد سے ابھی نہ آئے ہوں گے۔ برخوردار غلام السبطین طالعمرہٗ کو بہت بہت دعا کہدینا۔ اب انشاء اللہ اُن سے جلد ملاقات ہونیکی امید ہے۔ برخورداری .... طالعمرہا کا حال تم نے سُن لیا ہوگا اسکی خوشدامن اور مولوی ظہور الحسن اور ڈاکٹر فصیح اللہ سونی پت سے اُس کے

لینے کو آئے تھے کئی دن تک وہ یہاں ٹھیرے رہے - آخر یہی مناسب سمجھا گیا کہ اُسکو سر دست بھیج دیا جائے - اب سنا ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو مولوی اخلاق حسین یہاں آویں گے اور محرم سے ایک دو دن پہلے .... بھی آجاوے گی - زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت - ۲۶ اپریل ۱۸۹۹ء

۱۶۷ - برخورداری نور چشمی .... طال عمرہا - تمہارا خط جو ابھی آیا ہے اسکو یا تو آدمی کے ہاتھ پرلی طرف بھیجتا ہوں اور یا اگر مینہ نہ برسا تو میں خود لیکر جاؤں گا - میں ایسا انتظام کروں گا کہ ہر روز نہیں تو دوسرے روز کسی نہ کسی عزیز کا خط تمہارے پاس ضرور پہنچا کریگا مگر تمہیں بھی چاہیئے کہ سب کے خطوں کا جواب جلد جلد بھیجتی رہو - اخلاق حسین کو خط لکھو تو اسکے لفافہ پر اس طرح لکھنا چاہیئے

بخدمت عالی

جناب قبلہ و کعبہ حافظ اخلاق حسین صاحب محرر اول محکمہ منصفی

پھپوند - ضلع اٹاوہ

اور چچا کے نام کا لفافہ اسطرح لکھنا

بخدمت مبارک

جناب قبلہ و کعبہ خواجہ سجاد حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

دہلی

اگر چچی کو خط بھیجو تو اس طرح لکھنا

بر مکان جناب قبلہ و کعبہ خواجہ سجاد حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

دہلی

اوپر .... کو اس طرح
بر مکان جناب منشی حامد علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر
حصار

اگر اخبار تہذیب النسوان وہاں آتا ہو تو خیر ورنہ مجھے لکھو میں لاہور لکھ بھیجوں گا کہ آئندہ سے میرے نام کا اخبار گلبرگہ بھیجا کریں۔

تمہاری دادی بہت بہت دعائیں دیتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں اور جتنا تمہیں یاد کرتی ہیں شاید انہوں نے عمر بھر میں اتنا کسی کو یاد نہ کیا ہوگا۔ زیادہ دعا۔ اللہ دی کو سب کی طرف سے پوچھنا۔ اُسکی بھابی اور بھتیجا اور بھتیجیاں سب خیر وعافیت سے ہیں وہ خاطر جمع رکھے۔

راقم دعاگو الطاف حسین

گھبرانا ہرگز نہیں چاہیئے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہارے واسطے پڑھنے کے لیے کتابیں بھیجوں گا جن سے تمہارا دل بہلے گا۔

خط بنام نیاز محمد خاں صاحب وکیل جالندھر

۱۶۸۔ جنابمن! معاف فرمایئے گا جواب بھیجنے میں بہت دیر ہوگئی آپ مہربانی فرماکر اُن خطوط کے علاوہ جو منشی سراج الدین کو بھیجے تھے صرف وہ خطوط بھیجدیجیے جو اُن کے بعد سید صاحب وقبلہ نے آپکے نام بھیجے ہیں جو خطوط منشی سراج الدین کو ملے تھے اُنکا خلاصہ میرے پاس موجود ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ بھائی صاحب کو خط لکھیے تو میری طرف سے سلام لکھ بھیجیئے گا۔

خاکسار حالی از پانی پت۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۵ء

۱۹۰۸

خط بنام لالہ چندولال صاحب صاحبزادہ لالہ بہاری لال مشتاق

(شاگرد مولانائے مرحوم)

۱۶۹ - عزیزی و شفیقی سلمہ اللہ! آپ کی تحریر سے میرے نہایت دلی دوست لالہ بہاری لال مشتاق مرحوم کی وفات کا حال معلوم ہوا جسکا صدمہ کبھی دل سے فراموش نہیں ہوسکتا - میرے دہلوی دوستوں میں سے افسوس ہے کہ ایک خالص و مخلص دوست کم ہوگیا جسکا بدل ملنا مشکل ہے - ایسے وضعدار محبت کے پتلے حاضر و غائب یکساں اور اپنے سکول کے فدائی بہت کم ہوتے ہیں - خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کو بخشے اور ان کے عزیزوں اور پسماندوں اور دوستوں کو صبر عنایت کرے - جو حالت انکی میں دہلی میں دیکھ آیا تھا اور جو ناشدنی بیماری اُن کو لگ گئی تھی اس سے بہت ہی کم اُمید انکے بچنے کی تھی - وہ حقیقت میں بڑے خوش نصیب تھے کہ تم جیسا خلف الرشید اور دیگر لائق اولاد چھوڑ گئے ہیں اور تم لوگ اُن سے بھی زیادہ خوش نصیب ہو کہ تم نے اپنے نامور باپ کی آخری خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اس سعادت میں اپنے اکثر ہم چشموں سے گوئے سبقت لے گئے - زیادہ دعا

راقم خاکسار الطاف حسین حالی - پانی پت

یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء

خطوط بنام خواجہ فرزند علی صاحب

۱۷۰۔ برخوردار! اگر تمہارے ماموں ابھی دورے پر نہ گئے ہوں
تو تاکید کر کے کل تین بجے دن کی گاڑی میں میرا اور اتّو کا جوتا بھجوا دو
کیونکہ میرا ارادہ کل رات کے تین بجے علی گڈھ جانے کا ہے اور اگر وہ
دورہ پر چلے گئے ہوں تو کسی آتے جاتے کے ہاتھ تم خود دو نو جوتے
بھجوا دو اور اگر کوئی آدمی بہم نہ پہنچے تو مجبوری ہے۔ جب وہ دورہ پر سے
آجائیں گے تب ڈاک میں جوتا منگوا لیا جائیگا .... تمہارے پاجامے
قطع کرا دیے گئے ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب تیار ہو کر تمہارے پاس بھیجے
جائیں گے۔ میری جان! اب لکھنے پڑھنے میں ایسی کوشش کرو
کہ امتحان کے موقع پر پورا پورا اطمینان رہے اور سال آئندہ میں بشرطِ
خیریت تم کو علی گڈھ بلانے کا موقع ملے۔ زیادہ دعا

راقم الطاف حسین از پانی پت۔ ۲۶ر مئی ۱۸۹۴ء

۱۷۱۔ برخوردار قرۃ العین فرزند علی طالعمرہٗ۔ بعد دعا کے مدعا
یہ ہے کہ ممتاز تمہارے پاس پہنچتا ہے۔ اگر تمہارے ماموں صاحب
وہاں موجود نہ ہوں تو ان کے آنے تک ممتاز کو اپنے پاس رکھو اور
اُن کو لکھ بھیجو کہ ممتاز کو علیگڈھ سے بھیجا ہے۔ اگر وہ بلا دیں تو اسکو
اُن کے پاس دورہ میں بھیج دینا ورنہ اپنے پاس رہنے دینا۔ اُس کو
تین روپے چلتے وقت دے دیے گئے ہیں۔ دو روپے ریل کے کرایے
وغیرہ کے ہیں اور ایک روپیہ اسکی تنخواہ میں مجرا کر لینا۔ اسکو چار روپے

ماہوار اور دونوں وقت کے کھانے پر نوکر رکھا ہے - تم اپنی خیر و عافیت کبھی نہیں لکھتے - اب اس خط کے دیکھتے ہی اپنی خیر و عافیت سے مطلع کرنا اور برخورداران خواجہ غلام حسنین و غلام سبطین اور ولایت علی کو بہت بہت دعا کہدینا - زیادہ دعا

الطاف حسین از علیگڈھ ۱۸ مئی ۱۸۹۴ء

۱۷۲ - برخوردار طالعمرہٗ - تمہارا کارڈ پہنچا - بَیل کی بیماری کا حال سنکر نہایت تشویش اور تردد سب کو ہوا ہے - تم جہاں تک ہوسکے اُس کے علاج معالجہ میں کوشش کرنا - تم نے یہ نہیں لکھا کہ ماموں کہاں ہیں ؟ کرنال ہیں یا دَورہ پر ؟ بھائی فیاض حسین صاحب کی پنشن بتعداد ۱۴۵ منظور ہوگئی ہے اور وہ انشاءاللہ تعالیٰ کل یا پرسوں وہاں کپتان صاحب کے حسب الطلب پہنچیں گے - اگر ماموں کرنال میں نہ ہوں تو ان کو اطلاع کرا بھیجنا اور بیل کے علاج میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرنا آگے جو خدا کی مرضی - برخوردار عبدالعلی طالعمرہٗ کا خط سہارنپور سے آیا ہے اُنہوں نے دو مہینے کی رخصت اور لی ہے اور محمد صدیق کے مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں - میں نے اُنکے باب میں رام پور کو نہایت تاکیدی خط بھیجا ہے دیکھیے کیا نتیجہ ہوتا ہے - زیادہ دعا شاید اخلاق حسین طالعمرہٗ بھی اپنے ماموں صاحب کے ساتھ آویں

الطاف حسین از پانی پت - ۱۵ اگست ۱۸۹۶ء

۱۷۳ - برخوردار سعادت اطوار طالعمرہٗ - بعد دعا کے مدعا یہ ہے کہ یہ خط تمہارے پاس اسلیے بھیجتا ہوں کہ اگر برخوردار سجاد حسین کرنال میں موجود ہوں تو یہ خط فوراً اُن کے پاس پہنچا دینا اور اگر وہ دورہ میں ہوں تو

ہر ایک بات کا جواب جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں بہت جلد بلکہ بواپسی ڈاک لکھ کر میرے پاس بھیجدو :-

(۱) افسر مال جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں اُن کا نام کرامت اللہ خاں ہے یا کچھ اور نام ہے ؟ اور انکے نام کے ساتھ کوئی اور تعظیمی لفظ بھی لکھا جاتا ہے یا نہیں ؟

(۲) سید الطاف حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ ہیں یا آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ؟ اور ان کو کوئی خطاب مثل خان بہادر وغیرہ کے ملا ہے یا نہیں ؟ اور روبکاریوں میں اُن کا نام کسطرح لکھا جاتا ہے ؟

(۳) نواب رستم علیخاں کے چھوٹے سگے بھائی کا نام کیا ہے اور دونوں بھائیوں کا یا ایک کا کوئی خطاب بھی ہے یا نہیں ؟

(۴) صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر کا پورا پورا نام انگریزی حرفوں میں لکھدو۔

اِن سب کے نام سید صاحب خط بھیجیں گے کیونکہ اُن کا ارادہ چندہ کے لیے پنجاب میں جانے کا ہے اور چاہتے ہیں کہ کرنال میں بھی ایک روز قیام کریں۔ مگر اس بات کو سجاد حسین کے سوا اور کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اگر وہ دورہ پر ہوں تو اس کا جواب تو مجھے فوراً لکھ بھیجو اور اِس خط کو جب وہ دورہ سے واپس آویں اُن کو دکھا دینا۔ اُن کا کارڈ آج ہی میرے پاس پہنچا ہے اُن سے کہدینا کہ میں اچھا ہوں مگر سید حامد دلی میں سخت بیمار ہیں اور اُن کی زندگی کی توقع بہت کم ہے۔ سید صاحب کل دلی گئے ہیں خدا رحم کرے۔ برخوردار غلام سبطین طالعمرہٗ کو دعا اور برخوردار ولایت علی طال عمرہٗ کو بھی دعا۔ برخوردار غلام ثقلین

طالعہ بخیریت ہیں۔

الطاف حسین از علیگڈھ مدرسۃ العلوم

خطوط بنام اہلیہ خواجہ سجّاد حسینؒ

۱۷۴۔ برخورداری! اگر باتو جمن کا ارادہ یہاں آنے کا ہو تو اُسے جلدی بھیجدو اور تمہاری پھپی کہتی ہیں کہ اس کے ساتھ ضرور ضرور .... طالعہ ہا کو بھی بھیجدینا اُن کو اُس کا رات دن تصور بندھا رہتا ہے اور اگر باتو کا ارادہ آنے کا نہ ہو تو اللہ دی یا اور کوئی نیکبخت عورت جلدی روانہ کردو۔ جب تک کوئی عورت نہیں آئیگی وزیر خاں کو روانہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کاغذ اپنی نند کے پاس بھی بھیجدینا تاکہ وہ بھی کسیکو یہاں بھیجنے کے واسطے تلاش کرے۔ تمہارا اور تمہاری نند کا خرچ آیا ہوا رکھا ہے وزیر خاں کے ہاتھ بھیجا جائیگا۔ جناب بھاوج صاحبہ کی خدمت میں کہلا بھیجنا کہ ہادی حسین خاں صاحب پندرہ دن کے واسطے جاورہ گئے ہیں جب وہ وہاں سے آجاویں گے تو میں اور بھائی صاحب انشاء اللہ تعالیٰ رخصت لے کر پانی پت آویں گے۔ اور برخورداری کے واسطے عرق پینے کا وزیر خاں کے ساتھ بھیجا جائیگا۔ سب بچوں کو دعا اور بڑوں کو سلام۔

الطاف حسین از دہلی۔ ۷ مارچ ۱۸۸۷ء

۱۷۵۔ برخورداری نورچشمی .... طالعہ ہا۔ بعد دعا کے مدعا یہ ہے کہ یہاں سب طرح سے خیر و عافیت ہے۔ تم ہر طرح خاطر جمع رکھو۔ تمہارے

والد اور بہو اور تمہاری پھپی اور .... اور اس کے بچے اور تمہارے
تایا اور تائی اور بی بی اور اس کا بچہ اور منظور اور تمہارا طوطا اور تمہاری
.... سب بخیریت ہیں۔ بھائی فیاض حسین صاحب کو پنشن لینے کے لیے
کرنال جانا تھا اس سبب سے دلی آنے میں دیر ہوئی۔ اب وہ انشاء اللہ
تعالیٰ عنقریب دلی آویں گے اور شاید بہو بھی اُن کے ساتھ آویں ....
اور .... کا بھی ارادہ تھا مگر اب کئی دن سے میں نے کچھ اس کا ذکر نہیں
سنا .... کا آنا بالفعل ملتوی ہو گیا ہے کیونکہ آجکل اسکو بہت کم
فرصت ہے اور اس کے سوا فصل کے دن ہیں۔ بھائی خواجہ فضل احمد
اُس کے ساتھ نہیں آسکتے اور جب تک کوئی ایسا آدمی ساتھ نہ آوے
دلی میں علاج معالجہ کا کچھ انتظام نہیں ہو سکتا ....
گئے ہیں جس وقت وہ خط لیکر مکان پر آویں تو کھانے کے واسطے انکی صلاح
ضرور کرنی چاہیئے۔ اگر برخوردار سجاد حسین طالعمرہٗ وہاں موجود ہوں گے
تو وہ خود انکی خاطر مدارات کریں گے۔ لیکن اگر وہ نہ ہوں تو تم کو چاہیئے کہ
آدمی کی زبانی کہلا بھیجو کہ کھانا یہیں کھائیں اور اُن کے واسطے حقہ اور
شربت وغیرہ کا ضرور انتظام کرنا چاہیئے۔ وہ دریا گنج میں کسی فوج میں
ٹھیریں گے مگر .... وہ تمہارے مکان پر ضرور آویں گے۔ یہاں مشہور ہے کہ
دلی میں بخار کا بہت زور ہے اِس حال سے ضرور مطلع کرنا۔ برخورداری
.... اور .... طالعمرہا کو میری طرف سے اور انکی دادی اور پھپی
کی طرف سے بہت بہت پیار کرنا اور دعا کہنا۔

برخوردار غلام الثقلین طالعمرہ دسویں ذی الحجہ یعنی عید کے دن
ایک مہینے کی رخصت لے کر یہاں آئے ہیں۔ شاید ایک دو دن کے لیے

دلی بھی آ دیں - افسوس ہے کہ غلام السبطین طالعمرہٗ اسکے سال پھر
فیل ہوگئے اسکو ایسا سخت رنج ہوا ہے کہ بیان سے باہر ہے - زیادہ دعا
برخوردار سجاد حسین طالعمرہٗ کو بہت بہت دعا -

خاکسار الطاف حسین از پانی پت - ۷ مئی ۱۸۹۸ء

۱۷۶- برخورداری نورچشمی .... طالعمرہا - بعد دعا کے مدعا
یہ ہے کہ برخوردار سجاد حسین نے کچھ درد کی شکایت لکھی تھی - میں نے
اُن کا حال دریافت کیا تھا آج جواب آنا چاہیئے تھا مگر جواب نہیں آیا
اِس سببے تردد ہے اُن کا حال جلدی لکھو کہ اب کیسی طبیعت ہے - جلاب
لیا تھا یا نہیں؟ اور دَورہ پڑ گئے یا نہیں؟ تمہارے لحاف وغیرہ تیار
ہو رہے ہیں مگر بھائی فیاض حسین صاحب شاید ابھی نہ آسکیں بھائی محمد علی
صاحب کی طبیعت روز بروز زیادہ کمزور ہوتی جاتی ہے دست برابر
جاری ہیں سید علی آئے ہوئے ہیں ولایت علی کو رخصت مل جائے تو
وہ بھی آجکل میں آنے والے ہیں - برخورداری .... بھی شاید کل
سونی پت سے آجائے - حامد علی بھی امید ہے کہ عنقریب آویں گے
خدا تعالیٰ اُن کو شفائے کلی عنایت کرے - ایسی حالت میں بھائی
فیاض حسین اور بہو نہیں آسکتیں - برخورداری .... اور ....
طالعمرہما کو بہت بہت دعا پہنچے .... تمہیں اور دونوں لڑکیوں کو بہت
بہت دعا کہتی ہیں اور بلائیں لیتی ہیں - زیادہ دعا - تمہاری پھپھی کو
سب کی طرف سے ما وجب پہنچے - زیادہ دعا -

الطاف حسین از پانی پت - ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء

۱۷۷- برخورداری! آج برخوردار حامد علی کا خط حصار سے آیا ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری پھپھی کی طبیعت علیل ہو گئی تھی اِس بات کے دریافت ہونے سے سب کو نہایت پریشانی ہوئی ہے چاہیئے کہ اُن کے مزاج کی کیفیت جلدی لکھ بھیجو اور اگر اُن کا ارادہ آنے کا ہو تو یہاں سے اُن کے لینے کو کوئی آجائے - بھائی محمد علیصاحب کی طبیعت پہلے کی نسبت کسی قدر اچھی ہے مگر بالکل اطمینان کے لائق نہیں ہے کمزور بہت ہو گئے ہیں - ہچکی اور مروڑا ابھی تک باقی ہے دست کبھی زیادہ آجاتے ہیں کبھی کم - مجھے کھانسی - زکام اور کبھی کبھی حرارت بخار کی بھی رہتی ہے مگر اور ہر طرح سے اچھا ہوں - جس وقت برخوردار سجاد حسین دورہ پر سے آجائیں تو فوراً یہاں اطلاع دینی چاہیئے سب چھوٹے بڑوں کو دعا و سلام

الطاف حسین از پانی پت - ۱۵ ار نومبر ۱۸۹۸ء

۱۷۸- میرا ارادہ بہت جلد دلی آنیکا تھا مگر نواب محسن الملک نے سخت تقاضا کیا ہے کہ لاہور میں جو کانفرنس کا جلسہ ہونیوالا ہے اُسکے واسطے مضمون لکھو اور لاہور چلنے کی تیاری کرو - اب مجبوراً اُن کے حکم کی تعمیل کرنی پڑے گی - آٹھ دس روز میں مضمون تیار ہو گا - اور ۲۷ ر دسمبر کو لاہور روانہ ہونا پڑے گا - والدہ غلام الحسنین کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ اگر حکیم نے آنکھ میں پانی اُترنا بتایا ہے تو اس کا علاج اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اب یا چند روز بعد آنکھ بنوائی جاوے - میں ایک آدھ روز کے واسطے آسکتا ہوں مگر میرے آنے سے کچھ کام نہیں نکلنے کا - میرے نزدیک حکیم صاحب جو دوا دیں وہ ایک پانی پت چلی آوٴ - غلام الثقلین عنقریب آنے والے ہیں - بڑے دن کی تعطیل میں آٹھ دن

رہ گئے ہیں - زیادہ دعا - برخوردار سجاد حسین کے گھر میں اور لڑکیوں کو بہت بہت دعا - میری طبیعت ابھی تک بالکل صاف نہیں ہوئی -

الطاف حسین از پانی پت - ۱۶ دسمبر ۱۸۹۸ء

۱۷۹ - نہایت تعجب ہے کہ جس روز سے برخوردار سجاد حسین یہاں سے روانہ ہوئے ہیں آجتک ایک پرچہ نہیں بھیجا - طبیعت کو تعلق رہتا ہے چاہیئے کہ اس کارڈ کے پہنچتے ہی اپنی اور سب عزیزوں کی خیر وعافیت لکھو - یہاں بعنایت الٰہی خیریت ہے - عبدالولی طالعمرہٗ بالکل خوش وخرم ہے - انشاء اللہ تعالیٰ اگلی جمعرات کو ہمارے ساتھ دلی آوے گا حصار سے کل اور خیر وعافیت کا خط آیا ہے - روڑکی سے کوئی خط نہیں آیا - گھر میں سب کو دعا پہنچے - برخوردار عبدالعلی کی بدلی رامپور کی ہوگئی ہے جن سے ان کا حال پوچھا تھا انہوں نے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط بھجوایا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تلی بڑھ گئی ہے اس لیے کمزور بہت ہوگئے ہیں -

راقم الطاف حسین از پانی پت - یکم مارچ ۱۸۹۹ء

خطوط بنام مولوی عبدالعلی صاحب

۱۸۰ - سجاد حسین فتحپوری کے ہوٹل میں ٹھیرے ہوں گے - ان سے کہدیجیے گا کہ اخلاق حسین کی منظوریٔ رخصت ابھی نہیں آئی - ۱۶ تک آنے کو لکھا ہے - مع الخیر آتے وقت چند چھوٹے پھل خربوزے کے کچھ رنگترے ناگپوری - کچھ کیلے گاگر کے لیے اور میٹھے بسکٹ .... کے لیے اور تیل عطر نامعلومہ اور اپنے گھر کے لیے دو ٹکیاں ہیر سوپ کی

ایک شیشیا پیپرمنٹ کی اور ایک شیشیا کسی قسم کے سالٹ کی لیتے آنا اگر آپ کے پاس نقد روپیہ موجود ہو تو بطور قرض کے سو روپے برخوردار سجاد حسین کو دے دینا اور اُن سے کہدینا کہ حکیم واصل خانصاحب سے مل کر اپنا حال ضرور بیان کریں ۔ تمہاری ممانی صاحبہ کا حال اب تک لکھ کر نہیں دیا ۔ زیادہ دعا ۔

الطاف حسین از پانی پت ۔ ۱۳ رمئی ۱۹۰۲ء

۱۸۱ ۔ کل کے کارڈ میں کتابوں کے متعلق میں نے اپنی لاعلمی سے لکھدیا تھا ۔ عزیزی غلام الحسنین سے آج معلوم ہوا کہ لائبریری کے لیے جو کتابیں مولوی عبد الاحد صاحب سے آپ کی معرفت خریدنی قرار پائی تھیں وہ بات موقوف رہی اب آپ میری تحریر کو کان لم یکن سمجھیں ۔ غالباً آج سجاد حسین علیگڈھ سے واپس آگئے ہوں گے یا کل آجائینگے ان سے کہدیجیے گا کہ ایک ٹوپی سعیدین کے واسطے اُس کے سر کے اندازہ کے موافق ضرور لیتے آنا ۔ ٹوپی کا کپڑا ریشمیں گورنٹ یا ساٹن ہو اور اس کے حاشیہ پر کلابتو کا اور نیز چندوے پر کام ہو ایسی ٹوپیاں حاجی علی جان کی دوکان پر کثرت سے ملیں گی ۔ والسلام

سجاد حسین مولوی عبد الرحیم خانصاحب سے ضرور مل کر آئیں ۔ فقط

الطاف حسین از پانی پت (۱۳ اگست ۱۹۰۵ء)

خط بنام منشی محمد کرم اللہ خانصاحب

(عرف ننھے خانصاحب)

۱۸۲ - جناب خانصاحب مخدوم و مکرم دام مجدہم - تسلیم!

فی الحقیقت مجھ کو بالا بالا علی گڈھ چلے آنے سے نہایت انفعال ہے ایسے موقع پر عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہوتا ہے مگر میں عنقریب اسکی تلافی کروں گا (انشاء اللہ) جو نیاز نامہ میں نے جناب مولوی محمد احسان الرحمن خانصاحب کی خدمت میں بھیجا ہے وہ امید ہے کہ آپ کی نظر سے بھی گذرا ہوگا - اس باب میں جو کچھ آپ صاحبوں کی رائے ہو اُس سے مطلع فرمائیے - حبوبِ جواہر پانی پت میں میرے بعد پہنچی تھیں مگر پرسوں اُن کا پارسل پانی پت سے آگیا ہے - سات سات جلدیں دیوانِ حالی کی اول اور دویم قسم کی حاملِ نیاز نامہ کے ہاتھ خدمت میں پہنچتی ہیں - ان کو رہنے دیجیے گا مولوی عبد العلی صاحب منگوالیں گے اُنکو لکھ بھیجا ہے جناب مولوی محمد عبد الرحیم خانصاحب اور جناب مولوی محمد احسان الرحمن خانصاحب اور جناب شمس العلما کی خدمت میں تسلیم و نیاز - عزیزی محمد حسن خاں صاحب و ابو الحسن خانصاحب و خواجہ عبد المجید خانصاحب کو دعا و سلام - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین از علیگڈھ - ۱۹ / مئی ۱۸۹۴ء

جواہر کی گولیوں کی قیمت آ گا جی سے وصول فرمالیجیے گا - میرا ارادہ ایک گولی صبح اور ایک شام کو کھانیکا ہے - اطلاعاً عرض کیا گیا +

خط بنام محمد عنایت اللہ صاحب

۱۸۴ - عزیزی وشفیقی محمد عنایت اللہ صاحب - میں نے دلی میں چند متفرق فارسی اشعار سید صاحب کے غم میں لکھے تھے - یہاں آکر اُن میں کچھ اور اضافہ ہوگیا - آج کان پور کو خط لکھا تھا کہ اگر بہت جلد مرثیہ چھاپ سکو تو مسودہ بھیجدیا جائے - ابھی وہ خط روانہ نہیں ہونے پایا تھا کہ محسن الملک کا خط علیگڈھ سے پہنچا جسمیں ۱۷ اپریل کے جلسہ میں شریک ہونے کا سخت تقاضا لکھا ہے - اگرچہ فرصت بالکل نہیں ہے مگر وہاں جانا ضرور ہے - اس خط کے پہنچتے ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ۱۷ اپریل تک مرثیہ جسقدر تیار ہوجائے دلی میں چھپوالینا چاہیے چنانچہ پانچ بند جنمیں سے ہر ایک بند دس دس بیت کا ہے صاف کرکے آپ کے پاس اس لفافہ میں بھیجتا ہوں - کل چودھویں اپریل کو دوپہرسے پہلے انشاء اللہ آپ کے پاس پہنچ جائیگا - آپ مہربانی کرکے فوراً اگر سجاد حسین وہاں موجود ہوں تو ان کے پاس ورنہ مخدومی محمد کرم اللہ خانصاحب کے پاس اس مسودہ کو بغیر ایک لمحہ کے توقف کے لیجائیے مگر سوا خانصاحب اور سجاد حسین کے کسی کو اس مضمون سے مطلع نہ کیجئے گا - منظور یہ ہے کہ مولوی عبدالاحد صاحب کے مطبع میں کل ہی کسی عمدہ کاتب کے ہاتھ سے کاپی لکھنی شروع ہوجائے - ولایتی ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع کے کاغذ پر چھپے گا اور ایک ایک مصرع ایک ایک سطر میں لکھا جائیگا جیسا کہ میں نے لکھا ہے - ٹائٹل پیج کی

عبارت بھی میں نے لکھدی ہے - مولوی عبدالاحد صاحب پر معرفت
خانصاحب کے سخت تقاضا کرکے کاپی بہت جلد لکھوا لیجئے اور جس قدر
کاپیاں لکھی جائیں اُن کا بہت توجہ اور احتیاط کے ساتھ آپ اور
خانصاحب اور سجاد حسین ملکر مقابلہ کرلیں - پرسوں تک ایک دو بند
اور بھیجوں گا اور ایک بند میں ایک بیت کی کمی ہے کاتب کو چاہیئے
کہ وہاں جگہ خالی چھوڑ دے وہ بیت بھی پرسوں بھیجدوں گا میں چاہتا ہوں
کہ آج کا مسودہ اور جو کل بھیجا جائے گا یہ سب پرسوں تک لکھا جائے
اور بعد تصحیح اور مقابلہ کے پرسوں شام تک کاپیاں پتھر پر جم جائیں
اور سولھویں کو پروف آپ لوگوں کی نظر سے گذر کر چھپنا شروع ہوجائے
اور کم سے کم سو جلدیں ٹیس بندی اور برسائی کے بعد تیار ہوجائیں
میں سولھویں کی رات کو بمبئی میل میں جو دو بجے وہاں پہنچتی ہے آؤں گا
اگر اُس وقت تک میرے پاس ریل پر پہنچ جائیں تو مجھے نہایت
خوشی ہوگی اور اگر اُس وقت تک تیار نہ ہوسکیں تو ۱۷؍ کو کسی
ٹرین میں خانصاحب کسی معتبر آدمی کے ہاتھ روانہ کردیں گے اور اگر
سترھویں تک بھی نہ پہنچیں تو نہایت افسوس ہوگا کیونکہ جس قدر
لوگ باہر سے آئیں گے وہ غالباً ۱۷؍ کی شام کو واپس چلے جائیں گے -
راقم الطاف حسین عفی عنہ از پانی پت (۱۳؍ اپریل ۹۹ء)

خطوط بنام مولوی احمد بابا صاحب مخدومی

۱۸۴ - عنایت نامہ پہنچا - اِس خاص عنایت کا شکریہ قبول ہو
بلاشبہ سرسید علیہ الرحمۃ کی یہ تحریر اس قابل ہے کہ حیاتِ جاوید میں
آپ کے خط کے ساتھ اسکو درج کیا جائے لیکن چونکہ اب امید نہیں
ہے کہ حیاتِ جاوید کو میں تیسری بار چھپواسکوں اسلیے سردست
اُس کا کتاب میں درج ہونا غیر ممکن ہے - پہلے دو نو اڈیشن ابتک
ڈیوٹی شاپ میں پڑے ہوئے ہیں پھر کس امید پر تیسرے اڈیشن کے
چھاپنے کی کوئی جرأت کر سکتا ہے ؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی
کتاب میں اور میں اپنے نسخہ میں حاشیہ پر اس عبارت کو درج کرلوں
اِس کے سوا کچھ تدارک نہیں ہو سکتا - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء

۱۸۵ - جناب من ! عنایت نامہ پہنچا - یاد آوری کا شکریہ
قبول ہو - بیکوک کوئی بامعنی لفظ نہیں ہے - فرخ سیر کے زمانہ میں
ایک شخص محمد حسین نام پیدا ہوا تھا جس نے ایک نیا مذہب اختراع
کیا تھا اور مذہبی اصطلاحیں تمام مذاہب سے الگ جنمیں اکثر بے معنی
تھیں اختراع کی تھیں - اِس شخص کا اور اُس کے مذہب اور پیروؤں کا
حال سیر المتاخرین میں مفصل مذکور ہے آپ اُس کو ملاحظہ فرمائیں - اُمید
ہے کہ بفضلہ تعالیٰ آپ کی صحت اب عمدہ حالت میں ہوگی - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۷ اگست ۱۹۱۱ء

۱۸۶ - جناب من! عنایت نامہ مورخہ ۹ر اکتوبر دہلی میں میرے پاس پہنچا تھا افسوس ہے کہ بہت مدت کے بعد آج اُس کا جواب لکھتا ہوں معاف کیجیے گا - میرا فوٹو ڈیوٹی شاپ علیگڈھ میں فروخت کے لیے موجود ہے مگر وہ کتاب میں نہیں لگایا جا سکتا تا وقتیکہ چھپوایا نہ جائے - میں عنقریب کہیں سے بہم پہنچا کر آپ کی خدمت میں بھیجوں گا - مسٹر حامد علی خان بیرسٹر ایٹ لا نے اگر کچھ جواب بھیجا ہو تو ازراہ عنایت مجھے مطلع فرمائیے گا - نیز مزاج مبارک کی خیریت کا حال بھی لکھیے گا - میں آپکو خوشخبری دیتا ہوں کہ مولوی چراغ علی صاحب کی ایک بڑی معرکۃ الآرا کتاب کا ترجمہ مولوی عبدالحق صاحب بی - اے نے اورنگ آباد میں کیا ہے جسکا نام انہوں نے "اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام" رکھا ہے اور مولوی عبداللہ خاں نے حیدرآباد ہی میں چھپوا دیا ہے - اور آنکی ایک دوسری کتاب "الجہاد" کا ترجمہ عزیزی مولوی غلام الحسنین نے کیا ہے وہ بھی عنقریب چھپنے والی ہے - پہلی کتاب پر انشاء اللہ میں عنقریب ریویو لکھنے والا ہوں جو غالباً پنجاب ریویو میں چھپے گا - زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت - ۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۱ء

۱۸۷ - جناب من! میں نہایت شرمندہ ہوں کہ فوٹو بھیجنے کا خیال میرے دل سے بالکل محو ہو گیا کیونکہ نسیان حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے اور یہ فروگذاشت قابل معافی ہے - میں نے اسی وقت اپنے پوتے کو جو علیگڈھ کالج میں اسی سال داخل ہوا ہے لکھا ہے کہ میرا ایک فوٹو ڈیوٹی شاپ سے لے کر آپ کی خدمت میں بمقام لاہور بھیجدیں - انشاء اللہ عنقریب آپ کی خدمت میں پہنچیگا - جوابی کارڈ

بھیجنے میں مغائرت کی بو آتی ہے - زیادہ نیاز -
امید ہے کہ آپ مجھے اپنا خالص و مخلص نیازمند سمجھیں گے -
الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۸ جنوری ۱۲ء

۱۸۸ - مخدومی جناب احمد بابا مخدومی - التسلیم اولیٰ بالتقدیم!
افسوس ہے کہ عنایت نامہ کا جواب دینے میں بہت تاخیر ہوگئی - معاف فرمائیے گا -

(۱) تہذیب الاخلاق کی اگلی اور پچھلی تمام جلدیں ترتیب وار تو میرے پاس نہیں ہیں مگر کچھ متفرق جلدیں ضرور ہیں لیکن میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو سب موجودہ جلدیں فراہم کرکے اور اُنکا پارسل بناکر آپ کی خدمت میں بھیجدے - اب یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتے -

(۲) تفسیر القرآن کے جس نسخہ کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اُس کا ملنا بہت مشکل ہے - مولوی وحید الدین صاحب کے سوا دوسرا کوئی شخص اسکو تلاش نہیں کرسکتا اور وہ اب لکھنؤ میں پابند ہوگئے ہیں

(۳) ولادتِ مسیحؑ پر ایک رسالہ مولوی سید ممتاز علی صاحب دیوبندی نے بھی لکھا تھا اور وہ لاہور میں موجود ہیں - اگر آپ اُن سے دریافت فرمائیں گے تو امید ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق وہ آپ کو کافی معلومات دیں گے - میرے حافظہ نے بالکل جواب دیدیا ہے روز بروز سب اگلی پچھلی باتیں نسیاً منسیا ہوتی جاتی ہیں اور ارذلِ عمر کے کرشمے صاف نظر آرہے ہیں - امید ہے کہ مزاج مبارک بخیریت ہوگا اور جس مرض کا دورہ امسال آپ کو شبہ ہوگیا تھا - اسکے متعلق سب شکایتیں رفع ہوگئی ہونگی - زیادہ نیاز - خاکسار اخلاص شعار الطاف حسین حالی

مولانا نذیر احمد مرحوم کی وفات کا سخت افسوس ہے۔ اب ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کی ہرگز امید نہیں ہے۔ مجھے ہمیشہ اس بات کا افسوس رہے گا کہ میں لاہور کے جلسۂ تعزیت میں شریک ہو سکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم نہیں کہ مولانا کی یادگار کا چندہ ہونا قرار پایا تھا۔ اسکی کچھ تحریک ہوئی یا نہیں؟

پانی پت - ۱۲ر جون ۱۹۱۲ء

۱۸۹- مخدومی مخدومی - تسلیم! مدت دراز کے بعد عنایت نامہ مورخہ ۱۲ر اکتوبر آج ۲۶ر اکتوبر کو بمقام فرید آباد خاکسار کو ملا۔ یہاں میرے ایک عزیز ہاسپٹل اسسٹنٹ ہیں۔ تبدیلِ آب و ہوا کی غرض سے دہلی آیا تھا۔ وہاں طبیعت بے لطف رہی۔ پانسات روز ٹھیر کر یہاں چلا آیا ہوں مگر یہاں بھی طبیعت کا اب تک وہی حال ہے۔ چند روز اور دیکھتا ہوں اگر طبیعت اصلاح پر آگئی تو یہاں ٹھیرنے کا ارادہ ہی کیونکہ اب وطن کے مکروہات کے برداشت کرنیکی طاقت نہیں رہی۔

آپ کا ایک اور کارڈ سفرنامہ حکیم ناصر خسرو کی طلب میں پہنچا ہی بیشک یہ سفرنامہ مدت دراز ہوئی میں نے چھپوایا تھا۔ سو بہت عرصہ ہوا کہ اسکی جلدیں ختم ہوگئیں۔ اگر میں پانی پت میں ہوتا تو تلاش کرتا شاید کوئی نسخہ مل جاتا مگر موجودہ حالت میں اُس کا ملنا مشکل ہے ......

میرے پاس بھی آتا ہے اس کا مدیر .... نہایت قابل اور ذی علم آدمی ہے مگر علی گڈھ پارٹی یا یوں کہو کہ سرسید کے گروہ سے ناراض ہے نہ صرف اُن کے مذہبی خیالات سے بلکہ اُن کی ہر ایک چیز سے متنفر ہے۔ چونکہ میں اخبار بینی سے روز بروز معذور ہوتا جاتا ہوں

اس لیے ابتدا میں میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن انہوں نے
نہایت شکایت آمیز تحریر بھیجی کہ شاید آپ نے مجھے قیمت کا طالب سمجھ کر
پرچہ واپس کر دیا۔ اس لیے لاچار اسکو قبول کرنا پڑا۔

افسوس ہے کہ اب تک میرا اسباب پانی پت سے نہیں آیا
مستعار دوات سے جو نہایت پھیکی ہے آپ کو خط لکھ رہا ہوں جس سے
لکھنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اس لیے خط کو تمام کرتا ہوں۔ زیادہ نیاز

خاکسار الطاف حسین حالی۔ فرید آباد ضلع گوڑگانواں مکان ڈاکٹر لیاقت حسین

۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

۱۹۰۔ مکرمت نامہ پہنچا۔ آپ نے دیر رسی نیاز نامجات کو جو
خاکسار کی رنجش پر محمول فرمایا ہے اسکا سبب اس کے سوا سمجھ میں
نہیں آتا کہ "الحب یورث سوء الظن بالاحباب" آپ نے جو درخواست
خاکسار سے کی تھی وہ دو وجہ سے میرے لیے باعث فخر تھی۔ ایک سرسید
مرحوم کی لائف کی تکمیل کا موقع ملنا۔ دوسرے آپکا مجھ ہیچمدان کو اس کام
کے لیے لائق تر سمجھنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جو خیالات آپ نے ظاہر
فرمائے ہیں نہ اب تک میرے دل میں گذرے ہیں اور نہ آئندہ گذر سکتے
ہیں۔ میرا حال یہ ہے کہ کمزوری بدرجہ نہایت پہنچ گئی ہے۔ لکھنا۔ پڑھنا
چلنا۔ پھرنا بمنزلہ نفی کے ہے۔ دو ڈھائی مہینے سے پانی پت میں پلیگ
پھیلا ہوا ہے۔ بعض محلے بالکل ویران ہو گئے ہیں۔ اس پریشانی نے
بالکل معطل کر دیا ہے۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو دفع کرے۔ زیادہ نیاز

آپ کا نیاز مند دعاگو الطاف حسین حالی از پانی پت

۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء

۱۹۱- مولانا! کل بہت مدت کے بعد عنایت نامہ آنے سے بے انتہا مسرت حاصل ہوئی۔ خصوصاً خیریت مزاج مبارک دریافت کرکے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔ افسوس ہے کہ حیاتِ جاوید کی اس وقت کوئی جلد میرے پاس نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ میں نے استحضار کا لفظ کس موقع پر لکھا ہے مگر چونکہ آپ مرض الموت کے بیان کا حوالہ دیتے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ غلطی سے احتضار کے موقع پر استحضار لکھا گیا ہوگا۔ یہ کاتب کی غلطی تو ہو نہیں سکتی خود مصنف کی بھول چوک معلوم ہوتی ہے۔ میں آپ کی اس خاص عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں احتضار بنا لیا ہوگا۔ زیادہ نیاز۔

خاکسار دعاگو الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۲۴ر جون ۱۹۱۳ء

میرا ضعف دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ باقی خیریت ہے۔

۱۹۲- حضرت مخدومی دام بقاؤہم! مکرمت نامہ کے ورود سے بے انتہا مسرت اور حد سے زیادہ شرمندگی ہوئی۔ آپ کا کارڈ مورخہ ۳۰ر جون اب تک جواب طلب خطوں کے مٹھے میں رکھا ہوا موجود ہے چونکہ اس کا جواب لکھنے کے لیے سر سید مرحوم کی تفسیر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت تھی اور اس قسم کے کاموں سے اب طبیعت پہلو تہی کرنے لگی ہے اس لیے جواب عرض کرنے میں دیر ہوگئی۔ لیکن آپ کے کارڈ کا اب تک محفوظ رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ جواب لکھنے کے لیے موقع کا منتظر تھا۔ امید ہے کہ آپ اس سہل انگاری کو معاف فرمائیں گے نظم لکھنے کی یا اُس کے درست کرنے کی اب بالکل قابلیت نہیں رہی مگر

آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ضرور تھی (جیسی بری بھلی طرح ہو سکے) دو نو نظمیں نیاز نامہ کے ساتھ ارسالخدمت شریف کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ قرین خیریت ہوں گے۔ مسدس پڑھنے والے صاحبزادے کو بہت بہت دعا اور شکریہ یاد آوری۔

خاکسار حالی از پانی پت۔ ۲۴ر اگست ۱۹۱۳ء

۱۹۳۔ مخدومی! آپ کے عنایت نامہ کا جواب دینے میں بہت دیر ہو گئی۔ میں دلی چلا گیا تھا۔ میں بھی بہت سے امراض میں مبتلا ہوں امید ہے کہ آپ اس تاخیر کو معاف فرمائیں گے اور اپنی صحت یابی کی اطلاع دیں گے۔ نظم بہت صاف و بے تکلف اور خلوص سے بھری ہوئی ہے۔ کہیں کہیں امتثالاً للامر شریف بعض الفاظ بدل دیے ہیں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو شفائے عاجل بخشے۔

خاکسار دعاگو حالی۔ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۳ء

خط بنام آنریری سکرٹری صاحب (غالباً نواب محسن الملک مرحوم) مدرستۃ العلوم علی گڈھ

۱۹۴۔ والا جناب! بعد تسلیم و نیاز کے التماس یہ ہے کہ حامل نیاز نامہ .... پانی پت کے مشہور اور نامور قرار اور علمار کے خاندان کا لڑکا ہے اور ان کے والد .... نے باوجودیکہ وہ ایک قدیم خاندان کے ممبر اور پرانے خیالات کے آدمی ہیں۔ اپنی اولاد کو زمانہ حال کی تعلیم دلوانے میں خرق عادت کا کام کیا ہے اور اپنی طاقت اور استطاعت

سے بہت زیادہ اُن کی تعلیم میں خرچ کیا ہے ...... اُن کا سب سے
چھوٹا لڑکا ہے اور اس کا جوہر قابل اور ہونہار ہونا اس سے صاف
ظاہر ہے کہ باوجود سخت مزاحمتوں اور قوی موانع کے اُس نے اِس
سال پنجاب یونیورسٹی میں ایف۔اے کا امتحان سیکنڈ ڈویزن میں
پاس کرلیا ہے اور اب بی۔اے کا امتحان دینے کے لیے آپکے کالج میں
داخل ہونیکو آتا ہے۔ ہمارے پرنسپل صاحب نے چھ روپیہ ماہوار اُسکا
وظیفہ مقرر کردیا ہے اور اُسکو رڈیوسڈ کلاس میں داخل کرنا منظور
کرلیا ہے مگر پھر بھی وہاں کے تمام اخراجات اِس سے برداشت ہونے
مشکل ہیں۔ میں نے سید ولایت حسین صاحب کو لکھا ہے کہ جب موقع
ملے اسکول کے ایک یا دو مستطیع طالبعلموں کا اسکو ٹیوٹر مقرر
کرادیں۔ آپ بھی اُن سے اِس کی سفارش فرمادیں اور جسطرح ممکن ہو
اسکی بی۔اے کلاس کی پڑھائی پوری کرادیں۔ اُن کے والد اپنی
قلیل جائیداد رہن یا بیع کرکے چاہتے ہیں کہ بیٹے کی مدد کریں مگر نئے
قانون نے رہن کا رستہ تو بالکل مسدود کردیا ہے۔ جائیداد کی بیع بھی
ایسی جلدی نہیں ہوسکتی اسکے لیے بہت سے بکھیڑے کرنے پڑتے
ہیں۔ بہرحال وہ جائیداد فروخت کرنے پر آمادہ ہیں مگر سردست اُس کا
بیع ہونا مشکل ہے لہذا...... کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اگر جناب کے
اختیار میں کوئی سکالرشپ یا وظیفہ ہو تو میں خیال کرتا ہوں کہ ......
سے زیادہ کوئی اسکا مستحق ملنا مشکل ہوگا۔ زیادہ نیاز

خاکسار نیازمند الطاف حسین حالی۔ پانی پت

۲۰ مئی ۱۹۰۲ء

خطوط ایک عزیز کے نام

۱۹۵ - عزیزی! آپ کا خط اور مولوی عزیز مرزا صاحب کی تحریر دونو اسی وقت ایکساتھ پہنچے۔ انھوں نے جو کچھ آپ کے باب میں لکھا ہے اُن کے الفاظ یہ ہیں "......... صاحب کی حالت دریافت ہونے سے کمال تاسف ہوا۔ میں اس بارہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اُن کی چار سال کی تعلیم کا انتظام ہوجائے آئندہ جو کچھ نتیجہ ہو" مجھے امید ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب اپنی طرف سے کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

میں انشاء اللہ کل سو روپیہ کا منی آرڈر آپ کے نام روانہ کرونگا۔ اگر حیدرآباد سے چار سال کے لیے آپ کا کافی وظیفہ مقرر ہوگیا تو یہ سو روپے آپ یکمشت یا بہ اقساط یا جسطرح چاہو اور جب چاہو ادا کردینا اور اگر خدانخواستہ وہاں سے کوئی سبیل وظیفہ کی نہ ہوئی تو میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ دو سو چالیس روپیہ بحساب بیس روپیہ ماہوار اپنے پاس سے اسی سال میں آپ کی نذر کروں گا اور مجھے قوی امید ہے کہ آپ اس کے قبول کرنے میں بسبب اُس محبت اور یگانگت کے جو میرے اور تمھارے درمیان متحقق ہے تامل نہ کریں گے۔ اگر منی آرڈر واپس آیا تو مجھے سخت رنج ہوگا والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی۔ پانی پت

۱۹ر اکتوبر ۱۹۰۶ء

۱۹۶ - عزیزمی! افسوس ہے کہ آپ کے کئی خط آئے مگر میں جواب نہیں لکھ سکا۔ منجملہ دیگر مکروہات کے ایک بڑا مانع قوی یہ ہے کہ میں لکھنے پڑھنے سے جی چرانے لگا ہوں۔ نہایت ضروری خطوں کے جواب قلم انداز ہو جاتے ہیں۔ آپ کو جلد جواب نہ دینے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اخلاق حسین مڈل کے امتحان میں فیل ہو گیا اور ایک برس اسکو پانی پت کے بورڈ سکول میں اور رہنا پڑا۔ جو پراسپکٹس آپ نے مختلف ٹکنیکل سکولوں کے بھیجے تھے وہ بہ احتیاط رکھ چھوڑے ہیں۔ سال آئندہ بشرطِ زندگی اُن پر غور کیا جائیگا۔ حیدر آباد سے ایک خط مولوی عزیز مرزا صاحب کا آیا تھا جسمیں اُنھوں نے لکھا تھا کہ نواب سلطان الملک بہادر نے وظیفہ دینا منظور کر لیا ہے۔ اسکے بعد دوسرا خط جو آیا اُس میں وظیفہ کا کچھ ذکر نہ تھا۔ ابھی میں نے اسکا جواب نہیں لکھا انشاء اللہ عنقریب جواب لکھوں گا اور جو کچھ وہاں سے جواب آویگا اُس سے آپ کو مطلع کرونگا۔ والسلام

الطاف حسین از پانی پت - ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء

خطوط بنام خواجہ لطیف احمد صاحب بی۔ اے

۱۹۷ - عزیزی و شفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ! بعد دعا و سلام کے واضح ہو آپ کا رجسٹری شدہ لفافہ مع بلٹی کے پہنچا فوراً بلٹی ریل پر روانہ کی گئی اور خدا کا شکر ہے کہ ریل والوں کا اُس میں کچھ تصرف نہیں ہوا۔ پارسل بحفاظت تمام پہنچ گیا۔ آم ابھی کسی قدر خام ہیں۔ سچا شکریہ تو اُسوقت لکھوں گا جب آموں کا مزہ چکھ لوں گا مگر چونکہ تینوں قسمیں نہایت

مشہور اور نامور ہیں اسلیے امید ہے کہ بہت عمدہ ہوں گے۔ طالبعلمی کی حالت میں جو آپ نے یہ نفیس اور مرغوب ہدیہ بھیجا ہے سچ یہ ہے کہ اسکا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تم کو سب سے پہلے اس امتحان میں جو درپیش ہے اور پھر تمام مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب کرے۔ تمہارے کامیاب ہونے کی مجھے ایسی ہی خوشی ہوگی جیسے سجاد حسین اور تصدق حسین کی کامیابی پر ہوئی تھی۔

غالباً تم یہ سنکر خوش ہو گے کہ گورنمنٹ ہند نے سالگرہ کے موقع پر ایکی دفعہ مجھے بھی شمس العلما کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ زیادہ دعا

دعاگو۔ الطاف حسین حالی عفی عنہ۔ پانی پت

۴ر جولائی ۱۹۰۴ء

۱۹۸۔ آپ کا مسترنامہ پہنچا۔ اس بات کے دریافت ہونیسے کہ ایبٹ آباد کی آب و ہوا اور وہاں کا منظر آپ کو بہت پسند آیا نہایت خوشی ہوئی۔ خدا کرے وہاں آپ ہمیشہ تندرست اور خوش و خرم رہیں مرزا علی محمد صاحب کی تبدیلی کا افسوس ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب شیخ فضل الٰہی بی۔ اے سے میرا بہت بہت سلام کہہ دیجیے گا۔ چونکہ وہ محمڈن کالج کے تعلیم یافتہ ہیں اسلیے انکو خواجہ احمد حسن کا نعم البدل سمجھنا چاہیئے۔ میں کل عبدالولی کو لے کر ڈاکٹر صاحب سے ملانے کے لیے دہلی جاؤں گا اور غالباً ۲۶ر مارچ تک وہاں رہوں گا۔ والسلام

الطاف حسین از پانی پت۔ ۲۱ر مارچ ۱۹۰۵ء

۱۹۹۔ خدا کا شکر ہے کہ ایبٹ آباد میں زلزلہ کا اثر زیادہ نہیں پہنچا۔ یہاں اور پنجاب کے تمام شہروں میں بہت مہیب زلزلہ

آیا تھا جیسا کہ صدیوں سے دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا اور دھرمسالہ میں تو سچ مچ قیامت آگئی۔ بے شمار یورپین ہلاک اور مجروح اور مفقود ہو گئے ہیں اور دیسیوں کی تعداد تو حصر اور شمار سے خارج ہے۔ یہاں بھی شاید ہی کوئی مکان ایسا ہوگا جسکو کم و بیش نقصان نہ پہنچا ہو مگر جانیں سب کی محفوظ رہیں اور خفیف خفیف حملے تو پرسوں تک زلزلہ کے ہوتے رہے ہیں۔ عبدالولی کا پھر وہی حال ہوگیا جیسا ابتدا میں تھا۔ پرسوں آٹھ دورے نہایت سخت ہوئے حالانکہ دوا کا استعمال برابر جاری ہے۔ تقریباً ۲۵ روپیہ ماہوار کی دوا دہلی سے آتی ہے۔ اسکے باپ کا بیس بائیس روز ہوئے انتقال ہوگیا۔ میرے بدن کی تمام رطوبت بلغم بن کر نکل رہی ہے۔ صورت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ تمہاری نظم ہر وقت سامنے رکھی رہتی ہے مگر طبیعت نہیں جمتی۔ زیادہ دعا

الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء

(۳۰) آپ کا کارڈ پہنچا خیر و عافیت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا مگر دل برداشتگی کا مضمون سنکر نہایت افسوس ہوا۔ جو صورت آپ کو پیش آئی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مسلمانوں کو جب فکر معاش لاحق ہوتا ہے تو ان کو سوائے نوکری کے اور کوئی طریقہ گذران کا نہیں سوجھتا اور نوکری ایسی چیز ہے جس میں ایسے مکروہات کا پیش آنا ضروری ہے۔ پس اگر نوکری کرنی ہے تو تحمل اور برداشت کو اپنا شعار بنانا چاہیئے اور اس مقولہ پر عمل کرنا چاہیئے ع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

پانی پت میں بھی پندرہ بیس روز سے طاعون پھیل رہا ہے اور زیادہ زور طرف انصار میں ہے لیکن محلہ کے اندر سوائے غلام نبی کوتوال کے جنکے گھر کے پانچ آدمی مر گئے اور انہیں سے ایک وہ خود تھا غالباً اور کوئی کیس نہیں ہوا۔ چونکہ گرمی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس لیے امید ہے کہ اس سال زیادہ طاعون کا زور نہ ہوگا مگر آئندہ سال میں خدا ہی مالک ہے۔ زیادہ دعا۔

عبدالولی کا حال بدستور ہے۔

الطاف حسین از پانی پت۔ ۱۳ مئی ۱۹۰۵ء

ہیڈ ماسٹر صاحب کو میری طرف سے بہت بہت سلام کہدیجئے گا۔

۲۰۱۔ عزیزی وحبیبی سلمہم اللہ تعالیٰ! بعد دعا و سلام کے مدعا یہ ہے کہ آجکل گھر کے مکروہات اور نیز گرمی کی شدت کی وجہ سے میرا ارادہ گھر سے کسی ایسی جگہ جانے کا ہے جہاں کسی قدر ٹھنڈک ہو اور وطن سے زیادہ فاصلہ پر ہو۔ جناب خلیفہ سید محمد حسین صاحب مجھے شملہ کے ایک مقام پر جو سمری نگر یا کنڈا گھاٹ کے نام سے مشہور ہے بلاتے ہیں مگر چونکہ وہاں ریل جاتی ہے اور کالکا سے زیادہ دور نہیں ہے اس لیے مجھے وہاں چلنے میں تامل ہے کیونکہ جب گھر پر ضرورت ہوگی فوراً آدمی وہاں پہنچیں گے اور مجھے چار ناچار پھر گھر آنا پڑے گا کئی دن سے مجھے یہ خیال ہوا ہے کہ اگر ایبٹ آباد میں یہاں کی نسبت گرمی کم ہو اور روزمرہ کی ضرورتیں وہاں رفع ہو سکتی ہوں۔ اور آرام کا مکان مل سکے تو دو چار مہینے کے لیے وہاں چلا آؤں۔ اب آپ سے چند باتیں استفسار کرتا ہوں:-

(۱) وہاں کی آب و ہوا کا کیا حال ہے ؟

(۲) مکان آرام کے قابل مل سکتا ہے یا نہیں ؟

(۳) ریل سے ایبٹ آباد کتنی دور ہے ؟

(۴) ریل سے تا ایبٹ آباد پورے تانگہ کا کیا کرایہ ہے ؟ اور ایک سواری کا کیا ؟ اور تانگے میں کتے سواریاں بیٹھتی ہیں اور اسباب رکھنے کی اسمیں کس قدر گنجائش ہوتی ہے ؟

(۵) یکہ بھی ریل سے وہاں تک جاتا ہے یا نہیں ؟ اور پورا یکہ وہاں تک کتنے کرایہ میں ہوتا ہے ؟ اور کتنی دیر میں وہاں پہنچ جاتا ہے ؟ اور رات کو چلتا ہے یا دن کو ؟

(۶) اگر ایک آدمی ساتھ لایا جائے تو تمام ضرورتوں کے لیے کافی ہوگا یا دو آدمی لانے کی ضرورت ہوگی ؟ برسات میں وہاں کچھ تکلیف تو نہ ہوگی اور سردی یعنی جاڑے کے موسم میں وہاں ایسی سردی تو نہیں ہوتی کہ رہنا دشوار ہوجائے ؟

(۷) اسکول میں تعطیل کسقدر اور کب ہوگی اور آپ تعطیل میں گھر پر آئیں گے یا وہیں رہیں گے ؟

آپ ان تمام باتوں کا جواب ازراہ عنایت مجھے بہت جلد لکھیے اور نیز مذکورہ بالا سوالات کے علاوہ وہاں کی دیگر دلچسپیوں کا حال (اگر کچھ ہوں) ضرور لکھیے گا۔ اگر آپ کا جواب حسب دلخواہ آیا تو کچھ عجب نہیں کہ میں کم ازکم پانچ چار مہینے کے لیے وہاں چلا آؤں امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ یہاں بفضلہ تعالی

اب طاعون اس قدر کم ہو گیا ہے کہ گویا بالکل نہیں ہے اور آپ کے ہاں ہر طرح خیریت ہے ۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی ۔ پانی پت ۔ ۶ جون ۱۹۰۵ء

۲۰۲ ۔ عزیزمن سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ آپ کا کارڈ پہنچا ۔ کئی دفعہ گھر سے نکلنے کا ارادہ کر چکا ہوں اور ہر وقت یہی سوچتا رہتا ہوں کہ کیونکر اس دلدل سے نکلوں مگر عبدالولی کی بیماری جس کی کلفتوں کے سبب میں گھر سے نکلنا چاہتا ہوں وہی مانع آتی ہے کیونکہ میرے سوا کوئی متنفس سارے کنبے میں ایسا نہیں ہے کہ اس کی ماں کی اس مصیبت کے وقت میں کچھ مدد کرے ۔ حیران ہوں کہ کیا کروں ۔ پانی پت میں رہ کر کوئی کام مجھ سے سرانجام نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نوع کی یہاں آسائش میسر ہے جس کی بڑھاپے میں زیادہ ضرورت ہوتی ہے باوجود اسکے کسیطرح نکاسی کی صورت نظر نہیں آتی ۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے ۔

خاکسار الطاف حسین از پانی پت ۔ ۶ جولائی ۱۹۰۵ء

۲۰۳ ۔ عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ ! مجھے اب پہلے کی نسبت بہت آرام ہے مگر کسی قدر شکایت چلی جاتی ہے ۔ انشاء اللہ یہ بھی جاتی رہے گی ۔ آپ نے بڑی اولوالعزمی کا کام کیا ہے مگر اسمیں سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔ اولاً پانچ برس تک طالب علمی کے اخراجات کا برداشت کرنا ۔ دوسرے تشریح کی تعلیم کے متعلق نفرت انگیز اعمال کا برداشت کرنا جس سے اکثر سٹوڈنٹس متنفر ہو کر کالج چھوڑ دیتے ہیں ۔ خدا کرے کہ تم ان تمام مشکلات پر غالب آؤ

اور اس فن شریف میں کمال حاصل کرکے محلہ انصار میں ایک عمدہ اضافہ کرو۔ مجھے اگر مفصل حال لکھ کر تمام حالات سے مطلع کروگے تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین از پانی پت - ۱۱ نومبر ۱۹۰۵ء

۲۰۴ - عزیزی و شفیقی سلمہم اللہ تعالیٰ! محبت نامہ پہنچا - میں جب سے حیدرآباد سے آیا ہوں ایک دن تندرست نہیں رہا۔ علاوہ دیگر شکایتوں کے داہنی آنکھ کی بینائی بالکل زائل ہوگئی ہے۔ معلوم نہیں کہ پانی اتر آیا ہے یا اور کوئی مرض ہے؟ آجتک موقع نہیں ملا کہ کسی حاذق ڈاکٹر کو آنکھ دکھاؤں۔ عبدالولی کی بیماری نے مجھے کسی کام کا نہیں رکھا۔ شکر ہے کہ میڈیکل کالج میں آپ کا ایک سال اچھی طرح گذر گیا۔ اس کام کو شروع کیا ہے تو انجام کو پہنچانا چاہیے امتحان مقابلہ کا نتیجہ جب معلوم ہو مجھے فوراً مطلع کرنا۔ میں بھی جہانتک مجھ سے ہوسکیگا کوشش کروں گا کہ کسی مناسب طریقہ سے آپ کی تعلیم میں مدد پہنچے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی آپ مجھے وقتاً فوقتاً اپنے حالات سے مطلع کرتے رہیے۔ آپ نے نہایت ضروری اور اہم مضمون اختیار کیا ہے خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور اس مرحلہ کو آسانی سے طے کرائے - یہ ضرور لکھیے کہ لاش وغیرہ کو چیرنے پھاڑنے سے آپ کو بالطبع نفرت تو نہیں ہے اور اب تک ایسا کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے یا نہیں؟ مجھے بڑا خوف یہ ہے کہ آپ ضعیف القویٰ آدمی ہیں اور کام نہایت سخت ہے - اپنی صحت کا خیال سب باتوں سے مقدم سمجھنا چاہیے - یہ بھی لکھیے کہ سکالرشپ کی بابت

آپ کو کیا ملتا ہے ؟ امید ہے کہ اکتوبر میں آپ سے ملاقات کا موقع ملے گا ۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی ۔ پانی پت ۔ ۲۷ جولائی ۱۹۰۶ء

۲۰۵ ۔ عزیزی ! آپ کا خط فرحت نمط پہنچا ۔ وظیفہ کا حال دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی ہے ۔ اگر آپ پہلے سے اپنی مایوسی ظاہر نہ کرتے تو شاید اتنی خوشی نہ ہوتی ۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے فی الیاس احدی الراحتین یعنی ناامیدی میں منجملہ دو راحتوں کے ایک راحت ضرور ہوتی ہے ۔ اگر کامیابی برخلاف امید کے ہوئی تو تو ظاہر ہے اور اگر ناکامی ہوئی تو بھی چنداں رنج نہیں ہوتا کیونکہ پہلے ہی امید نہ تھی بہرحال خدا تعالیٰ اخیر تک آپکو اسیطرح کامیاب کرتا رہے ۔ میں نے بفور خط پہنچنے کے آپکا خط بجنسہ اپنی تحریر کے ساتھ مولوی عزیز مرزا صاحب کے پاس بھیجدیا ہے اور لکھدیا ہے کہ جو کچھ وہاں سے مقرر ہو وہ پرائیوٹ طور پر میرے پاس یا لطیف احمد کے پاس آنا چاہیئے ۔ پرنسپل کا اسمیں دخل نہ ہونا چاہیئے ۔

ایک اور بات آپ سے دریافت طلب ہے یعنی جس مدرسہ میں آپ نے چھوٹے بھائی کو داخل کیا ہے یا داخل کرنیکا ارادہ ہے اسمیں کس کس چیز کی تعلیم ہوتی ہے اور کسقدر تعلیم پانیکے بعد اسمیں داخل ہو سکتا ہے ۔ اخلاق حسین کا بڑا لڑکا غالباً مڈل کے امتحان میں پاس ہو جائیگا ۔ اسکے بعد وہ ہائی سکول میں داخل ہونا نہیں چاہتا بلکہ وہ کوئی پیشہ سیکھنا چاہتا ہے ۔ اسکی طبیعت کو سائنس سے اور نیز ڈرائنگ اور تصویر کشی وغیرہ سے مناسبت زیادہ معلوم ہوتی ہے ۔ اگر اس

مدرسہ میں اس قسم کی تعلیم ہوتی ہے تو آپ مجھے لکھیے کہ احتشام حسین کو وہاں داخل کرنا مناسب ہوگا یا نہیں؟ اور آپ اپنی نگرانی میں اس کو رکھنا پسند کریں گے؟ آپ اس کا جواب صاف صاف لکھیے گا۔ کیونکہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ کی طبیعت کے خلاف ایسا بھاری بوجھ آپ پر ڈالکر آپ کے مقصد اعلیٰ میں خلل انداز ہوں۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء

۲۰۶۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیریت شکر الٰہی ادا کیا گیا۔ مارچ کے اخیر میں امید ہے کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ حیدرآباد کے معاملہ کی طرف سے آپ کیوں مایوس ہیں؟ میں تو ہرگز مایوس نہیں ہوں۔ میں نے ایک خاص وجہ سے اب تک زیادہ تقاضا نہیں کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ضرور کامیابی ہوگی۔ آپ بہر نوع مطمئن رہیں میں پہلے کی نسبت اب بہت اچھا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تم بصحت و عافیت اس سخت مرحلہ کو جو تمہیں درپیش ہے طے کرو اور اپنی عالی ہمتی کا صلہ پاؤ۔ والسلام

خاکسار الطاف حسین حالی از پانی پت۔ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء

۲۰۷۔ آپ کا کارڈ پہنچا جسکو پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ میرا ارادہ ہے کہ اسی پہلی تحریک کو پھر تازہ کروں۔ مجھے کل سے زکام اور کھانسی کی پھر زیادتی ہوگئی ہے۔ ذرا اس سے افاقہ ہوجائے تو اس طرف خط لکھوں گا۔ پانی پت آنے کا بہت جلد ارادہ ہے اگر وہاں بارش ہو تو مجھے فوراً اطلاع دیجیے گا مگر میرا آنا کچھ بارش پر منحصر نہیں ہے۔ البتہ زکام کی شدت میں آنا گرم آب و ہوا میں اچھا نہیں

ہیں نے دو دن سے سرد پانی نہیں پیا۔ وہاں پیاس کا ضبط کرنا
مشکل ہوگا۔ زیادہ دعا۔

الطاف حسین از کنڈا گھاٹ۔ کوٹھی خلیفہ صاحب (شملہ)
۱۵ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

۲۰۸۔ عزیزی! میں نے کل وہاں خط بھیجدیا ہے جب تک
وہاں سے جواب نہ آئے صبر کرنا چاہیئے۔ میرے نزدیک کالج چھوڑنیکا
ارادہ صرف اسی حالت میں کرنا چاہیے جبکہ آپ تکمیل تعلیم کو اپنی صحت
کے حق میں مخل سمجھیں۔ اسکے سوا اور ضرورتوں کے لیے جو چند روزہ
اور عارضی ہیں ایسا ارادہ ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ ابھی عینک کلکتہ سے
نہیں آئی اسکے انتظار میں یہاں ٹھیر رہا ہوں۔ اگر بارش ہو تو مجھے
ضرور مطلع کیجیے گا۔ والسلام

راقم الطاف حسین عفی عنہ از کنڈا گھاٹ۔ کوٹھی خلیفہ صاحب بہادر
۱۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

۲۰۹۔ پارسل بحفاظت تمام پہنچ گیا مگر ابھی تک کھولا نہیں گیا
آپ اطمینان رکھیں۔ ذرا فرصت ہو جائے تو کھولوں گا۔ تین چار روز سے
طبیعت اچھی نہیں ہے مگر کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ البتہ کام کچھ
نہیں ہو سکتا لیکن امید ہے کہ کچھ دال دلیا ہو جائے گا۔ والدکیند تمہیں
سلام و نیاز کہنا بھیجیگا۔ زیادہ دعا

خاکسار الطاف حسین حالی از علیگڈھ۔ ۱۴ر دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

۲۱۰۔ مارسن صاحب کی چٹھی اور آپکے جواب کا مسودہ
آپکے پاس پہنچ گیا ہوگا۔ مسودہ میں یہ لکھنا رہ گیا کہ "پرنیپل نے

کانفرنس پر جو آپ نے مجھے مبارکباد دی ہے یہ میرے لیے باعث فخر ہے - میں ہرگز اس منصب کے لائق نہ تھا مگر مجھے سخت مجبور کیا گیا اور مجھ سے وہ کام لیا گیا جسکا میں اہل نہ تھا - میرے لیے اس سے زیادہ کیا عزت ہو سکتی ہے کہ آپ نے میرے کم وزن ایڈریس کو ایسی دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا" اس مطلب کو جن الفاظ میں اور جس موقع پر آپ مناسب سمجھیں ادا کر دیں - والسلام والدعا

راقم الطاف حسین حالی از پانی پت - ۱۵ ؍ فروری ۱۹۰۹ء

۲۱۱ - برخوردار غلام الثقلین کی بیماری بہت طول پکڑ گئی تھی چنانچہ کل حکیم اجمل خانصاحب بھی تشریف لائے تھے - میں اس پریشانی میں ہوں - اُن کے مرض کی طرف سے پورا پورا اطمینان اب تک نہیں ہوا - میرے نزدیک اگر برار سے بلاوا آوے تو بالفعل آپ بے تکلف چلے جائیں - میں ذرا مطمئن ہو جاؤں تو جو کچھ کہنا ہے گا فوراً لکھ بھیجوں گا والسلام -

الطاف حسین از پانی پت - ۴ ؍ جون ۱۹۰۹ء

۲۱۲ - عزیزی و حبیبی سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کا محبت نامہ مدت دراز کے بعد پہنچا - آپ کی خیر و عافیت اور دیگر مختلف حالات پڑھ کر بے انتہا خوشی حاصل ہوئی - آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ میں آپکو بھول گیا ہوں - بلکہ میرے قویٰ میں دفعتہً ایسا انحطاط ہو گیا ہے کہ لکھنا پڑھنا سوچنا یک قلم موقوف ہو گیا ہے - اسی وجہ سے تمام دوستوں اور عزیزوں کو سوا اسکے کہ کوئی دوسرا لکھنے والا مل جائے خط لکھنے سے قاصر رہتا ہوں - میں اپنے عوارض کو بیان کر کے آپ کو

پریشان کرنا نہیں چاہتا - پہلے تو کبھی کبھی دل میں یہ خیال آ بھی جاتا تھا کہ تبدیل آب و ہوا کے لیے چند روز امراوتی میں آ کر تمہارے پاس بسر کروں - مگر اب یہ خیال محال معلوم ہوتا ہے - اب تو دلی تک جانا بھی مجھے حیدر آباد کے سفر سے کم نہیں معلوم ہوتا ہے - اس بات کے معلوم ہونے سے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ آپ دو مہینے کی تعطیل میں عنقریب یہاں آنے والے ہیں - اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش وخرم اور ترقیات روزافزوں کے ساتھ صحیح و سالم رکھے - اور جلد ہم دور افتادہ لوگوں سے ملائے - نواب .... صاحب کا حال جو آپ نے لکھا ہے اسکو میں نے نہایت مسرت کے ساتھ پڑھا - میں ضرور نواب وقار الملک بہادر کی خدمت میں ان کے ٹرسٹی بنائے جانے کی بابت تحریک کروں گا اور جو کچھ آپ نے ان کی بابت لکھا ہے وہ حرف بحرف آنریری سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کر دونگا زیادہ دعا و سلام -

تمہارا دعاگو الطاف حسین حالی - پانی پت - ۸ر فروری ۱۹۱۰ء

۲۱۳ - محبت نامہ پہنچا - آپ کی خیریت اور وہاں کے موسم کی خوشگواری کا حال معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی - لفافہ دار خط کے جواب میں کارڈ لکھنے کی معافی چاہتا ہوں - جو نب آپ نے منگوا دیے تھے وہ اچھے نہیں ہیں - مہربانی کر کے عمدہ بال پوائنٹڈ نب جن کا آپ نے ذکر کیا تھا کسی اپنے دوست کی معرفت ویلیو پےایبل بھجوا دیجئے - جس امر کے لیے آپ نے درخواست دی ہے خدا کرے وہ منظور ہو جائے - ولایت سے جس وقت چٹھی کا جواب آ جائے گا

فوراً آپ کو اطلاع دوں گا۔ آپ کے مکان پر بہمہ وجوہ خیریت ہے۔
نواب سلام اللہ خان کو جب آپ خط لکھیں یا جب اُن سے ملاقات ہو میری
طرف سے بہت بہت سلام و نیاز کہہ دیجیے گا۔ زیادہ دعا

راقم الطاف حسین حالی از پانی پت ۔ ۵ جولائی ۱۹۱۰ء

۲۱۴۔ آپ کا کارڈ مع نمبروں کے پہنچا۔ محبت آمیز یاد آوری کا
شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اب تک اِن مختلف قسم کے نمبروں میں کسی قسم کے
نمبر استعمال نہیں ہوئے امید ہے کہ عمدہ ہوں گے ۔ بعد استعمال کے
آپ کو اطلاع دوں گا ۔ سجاد حسین ڈیڑھ مہینے کی رعایتی رخصت پر
آئے ہوئے اور پرسوں سے دلی گئے ہوئے ہیں ۔ اُن کو اپنی صحت کے
متعلق کچھ شکایتیں ہیں ۔ اگر بورڈ کی رائے ہوئی تو سِک لیو لینے کا بھی
ارادہ ہے ۔ زیادہ دعا ۔

الطاف حسین حالی از پانی پت ۔ ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء

۲۱۵۔ عزیزی ! محبت نامہ آج ہی پہنچا ۔ یاد آوری کا بہت بہت
شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ الحمدللہ کہ میری حالت پہلے کی نسبت کچھ کچھ بہتر
ہوتی جاتی ہے ۔ آنکھ کے درد کی شکایت بہت کم ہو گئی ہے ۔ ضعف اور
ناتوانی میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے البتہ لکھنے پڑھنے سے بے تعلقی بدستور
ہے ۔ آپ اپنی خیر و عافیت سے کبھی کبھی ضرور مطلع کرتے رہیے ۔ یہاں
گرمی کی بہت شدت ہے ۔ بارش بالکل نہیں ہوئی ۔ خدا تعالیٰ اپنے
بندوں پر رحم فرمائے ۔ زیادہ دعا

خاکسار الطاف حسین حالی

آج تمہارے لفافہ کے ساتھ ایک دوست کا اور لفافہ پہنچا تھا

معلوم نہیں کون سے لفافہ میں سے ایک آدھ آنے کا ٹکٹ نیچے گر پڑا کیا آپ نے قدیم قاعدہ کے خلاف جواب کے لیے ٹکٹ بھیجا تھا؟ اگر یہ بات ہے تو آئندہ آپ کبھی ایسا نہ کیجیے کہ اس سے مغائرت کی بو آتی ہے۔ زیادہ دعا۔

خاکسار الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ ۳۰ جون ۱۹۱۱ء

۲۱۶۔ عزیزی و شفیقی! ۱۵ جولائی کے کارڈ کا جواب آج یکم اگست کو اس وجہ سے لکھتا ہوں کہ آپ نے عزیز غلام الثقلین کا حال پوچھا تھا۔ اتفاق سے اس دفعہ اُن کا خط دیر میں پہنچا۔ جو خط کل آیا ہے اُس سے معلوم ہوا کہ وہ ۱۷ جولائی کو ڈاک گاڑی میں سوار ہو کر بغداد سے طہران کو روانہ ہو گئے ہوں گے اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ جولائی کے ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ گئے ہونگے بغداد۔ کاظمین۔ سامرہ۔ کربلائے معلّٰی۔ نجف اشرف۔ سب جگہ کے علماء و مجتہدین و مشاہیر سے مل کر بہت محفوظ ہونا لکھا ہے۔ اب تک کوئی امر خلافِ طبع ظہور میں نہیں آیا۔ خط بہت مختصر ہوتے ہیں کیونکہ سفر کے مفصل حالات وہ سفرنامہ میں لکھ رہے ہیں۔ تمام سفر تنہائی میں طے کیا ہے۔ طہران میں آجکل جیسا کہ اخباروں میں آپ نے دیکھا ہوگا کسی قدر تشویش ہے مگر انہوں نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ پانچ ہفتے وہاں ٹھیرنے کا ارادہ ہے۔ پھر مشہدِ مقدس جانے کا اور وہاں سے بسواری رشین ریلوے قسطنطنیہ کا ارادہ ہے۔ پھر مع الخیر موسم حج کے قریب حرمین میں حج و زیارت کے لیے آنے کا قصد ہے۔ خدا تعالیٰ مع الخیر واپس لائے۔ امید ہے کہ آپ

بخیریت ہوں گے۔ میری حالت بدستور ہے کہیں آتا جاتا نہیں ہوں
مولوی اسماعیل مکّن اور اُن کی جوان لڑکی کے انتقال کا حال آپ نے
سن لیا ہوگا۔ افسوس ہے۔ مگر اس سے زیادہ سخت افسوس یہ ہی
کہ اُن کے خاندان میں روز بروز نزاع بڑھتا جاتا ہے۔ زیادہ دعا

راقم الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ یکم اگست ۱۹۱۱ء

۲۱۷۔ عزیزی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کا خط پہنچا۔ افسوس ہے کہ
جواب بھیجنے میں بہت دیر ہوگئی۔ میری حالت یہ ہے کہ میں ایک منٹ
پانی پت میں رہنا نہیں چاہتا مگر کچھ تو بڑھاپے کے عوارض کیوجہ سے
کچھ گھر کی حالت کے سبب جو آپ سے پوشیدہ نہیں اور سب سے
زیادہ اس سبب سے کہ کوئی غمخوار و ہمدرد خدمتگار جسکی موجودہ
حالت میں نہایت ضرورت ہے میسر نہیں آتا۔ کسی طرح پانی پت سے
ہجرت کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ آجکل سردی کی شدت نے اور بھی
مجبور کر رکھا ہے۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ کچھ
عجب نہیں کہ آغاز موسم گرما میں مجھے پانی پت سے نکلنے کا بشرط زندگی
موقع ملے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ کو ضرور اطلاع دوں گا۔ زیادہ دعا

الطاف حسین از پانی پت۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۲ء

۲۱۸۔ عزیزی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کا کارڈ عین انتظار میں
پہنچا۔ آپ کی خیر و عافیت دریافت کرکے۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ ابکی دفعہ
زکام اور کھانسی کا حملہ ایسا سخت ہوا تھا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اگرچہ
ابھی تک شکایت بالکل رفع نہیں ہوئی مگر خدا کا شکر ہے کہ پہلے کی
نسبت اب بہت افاقہ ہے۔ رسالہ اولڈ بوائز سے ایسا معلوم ہوا تھا

کہ آپ سررشتہ تعلیم میں اسسٹنٹ انسپکٹر مقرر ہونے والے ہیں۔ مگر اب تک اس کا کچھ ظہور نہیں ہوا۔ اگر فی الواقع اسکی کچھ اصلیت ہو تو آپ مجھکو مطلع فرمائیں۔ آپ کے محبت آمیز کلمات کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیادہ دعا و سلام

دعاگو الطاف حسین حالی۔ پانی پت۔ ۲۲ر مارچ ۱۹۱۲ء

۲۱۹۔ عزیزی خواجہ صاحب! بہت دن سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا مگر پانی پت میں سنا گیا تھا کہ آپ کے عہدے کی ترقی ہوگئی ہے مگر چونکہ میں انہیں دنوں میں شملہ آگیا ہوں اس لیے تحقیق کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اب آپ بوالپسی ڈاک اطلاع دیجیے کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے؟ مجھے دو مہینے سے کھانسی وغیرہ کی شکایت ہے۔ کمزوری زیادہ ہوگئی ہے۔ آجکل میدان میں گرمی سخت پڑ رہی تھی اس لیے میں اور برخوردار سجاد حسین ایک ہفتہ سے شملہ آئے ہوئے ہیں۔ اگر یہاں کی آب و ہوا ہم دونوں کو موافق آئی تو چند روز یہاں ٹھیریں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔ زیادہ دعا۔

خاکسار الطاف حسین حالی۔ شملہ۔ مکان مولوی سید عبداللہ صاحب
۱۵ر جولائی ۱۹۱۲ء

۲۲۰۔ عزیزی سلمہم اللہ تعالیٰ! آپ کا محبت نامہ پہنچا مفصل حالات معلوم ہوئے جن کو پڑھ کر افسوس بھی ہوا اور خوشی بھی ہوئی۔ اب تک ترقی نہ ہونے کا تو افسوس ہے۔ لیکن قائم مقام ہیڈ ماسٹر ایسے سکول میں ہونا جو غریب مسلمانوں کی تعلیم کے لیے قائم ہوا ہے اور

وہاں بغیر کسی کی ماتحتی کے مدرسہ کا نظم و نسق کرنا غالباً آپ کی ترقی تعلیم کے لیے بہتر ہو گا۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ گھر کے لوگوں کو ساتھ لے گئے انشاء اللہ اس کا نتیجہ نہایت عمدہ ہو گا۔ مجھے شملہ آنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اسی لیے رمضان سے پہلے پہلے پانی پت پہنچنے کا قصد ہے میری حالت اب ایسی ہے کہ گھر کے سوا جہاں جاکر رہوں گا وہاں میرا ہونا سب پر بار ہو جائے گا مگر مشکل یہ ہے کہ گھر پر بھی چین کیسا تھ نہیں رہ سکتا۔ میرے حسب حال ذوق کا یہ شعر ہے ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

میری طرف سے گھر کے لوگوں کو اور بچہ کو بہت بہت دعا کہہ دینا کبھی کبھی اپنی خیر و عافیت لکھتے رہا کرو۔ زیادہ دعا +

الطاف حسین حالی عفی عنہ۔ شملہ۔ ۷ اگست ۱۹۱۲ء

حصہ اوّل تمام شد

(رقم زدہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی)

۲ - مجالس النساء (ہر دو حصہ) مولانا مرحوم کی اولین تصنیف جس میں لڑکوں اور
...وں کی تعلیم و تربیت کے نظام کا خاکہ ایک نہایت دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں کھینچا
ہے - والدین خاص کر مائیں اس کو سبق آموز پائیں گی - دلچسپ اور مفید ہونے کے
...ہ آسان اور سنجیدہ اردو نویسی کا یہ کتاب عمدہ نمونہ ہے - قیمت عاـ

۳ - مکتوباتِ حالی - مولانا مرحوم کے خطوط جو انہوں نے اپنے اعزہ و احباب کو
...ہیں - علاوہ دلچسپ اور سبق آموز اور انشا پردازی کا نمونہ ہونے کے یہ خطوط
...رحمۃ اللہ علیہ کی لائف اور کیرکٹر پر کافی روشنی ڈالتے ہیں قیمت جلد اول و دوم للعہ

۴ - مجموعہ نظمِ حالی - مولانا کی نہایت دلچسپ اور نصیحت خیز ۸۰ نظموں کا مجموعہ - قیمت عہ

۵ - بیوہ کی مناجات - اس میں ہندوستان کی بیواؤں کی حالتِ زار کا
...نہایت دردانگیز پیرایہ میں کھینچا گیا ہے - قیمت ۴ر

۶ - مثنوی حقوقِ اولاد - اس میں اولاد کی باقاعدہ تعلیم و تربیت نہ کرنے کے
...ناک نتائج ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں - قیمت ۴ر

۷ - شکوۂ ہند - مسدسِ حالی کے درجہ کی نہایت بے نظیر نظم جس کے پڑھنے سے
...انوں کے عروج و زوال اور ان کے تمام اخلاقِ فاضلہ کا سارا نقشہ آنکھوں کے
...پھر جاتا ہے - قیمت ۳ر

۸ - چپ کی داد - مستورات کی عام اخلاقی خوبیوں مثلاً حیا و شرم عفت و عصمت - صبر
...محنت و جفاکشی اور خدمت و طاعت وغیرہ کا بیان نہایت سلیس نظم میں - قیمت ۲ر

۹ - ضمیمہ کلیاتِ نظمِ اردو - مولانا حالی مرحوم کا فارسی اور عربی کلام نظم و نثر -
...ن سے ان دونوں زبانوں میں آپ کی قادر الکلامی معلوم ہوتی ہے - یہ ضمیمہ مولانا
...وفات سے چند روز پہلے شائع ہو گیا تھا - لیکن عام طور پر مشتہر نہیں ہوا قیمت ۸عہ

۱۰ - دیوانِ حالی - طرزِ جدید کی شاعری کا بہترین نمونہ - قیمت عہ